

وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي (طٰہٰ: 14)

میں نماز کیوں پڑھوں؟

تالیف ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

ترتیب، تخریج واضافہ حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنّہ پبلیکیشنز۔ لاہور

فہرست مضامین

باب نمبر 1

نماز کی اہمیت اور فضیلت

باب نمبر 2

تارکِ نماز کا حکم

باب نمبر 3

نماز سے قبل

باب نمبر 4

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقۂ نماز

باب نمبر 5

متفرق نمازیں اوران کے فضائل ومسائل



تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلَى أَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ . وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ أَجْمَعِيْنَ ، أَمَّا بَعْد!

نماز دین کا عمود وعماد ہے۔((اَلصَّلاةُ عِمَادُ الدِّيْنِ))((وَعُمُوْدُهَا الصَّلاةُ))
یہ اسلام کا دوسرا رُکن ہے۔

((بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، وَإِقَامِ الصَّلاةِ ، وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ ، وَالْحَجِّ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ .))

''اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم ہے: اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، استطاعت ہو تو حج بیت اللہ کرنا اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔''

یہ دین کا ایک ایسا فریضہ ہے جس کا ترک کفر بھی ہے، شرک بھی اور نفاق بھی۔ یہ عظیم فریضہ اللہ تعالیٰ نے بموقع معراج عطا فرمایا اور اسی وقت ان پانچ نمازوں کی ادائیگی کو باعتبار اجر وثواب پچاس کے برابر قرار دے دیا:((هُنَّ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُوْنَ .))

ایک حدیث کا مضمون کچھ یوں ہے کہ جس طرح دن میں پانچ دفعہ غسل کرنے والے کے بدن پر میل وکچیل کا ذرّہ بھی باقی نہیں رہتا، اسی طرح پانچوں نمازوں کی محافظت کرنے والا گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے، بلکہ نماز کے بہت سے

متعلقات وملحقات بھی گناہوں سے پاک کر دیتے ہیں، مثلاً: وضوء ''المشی الی المساجد'' اور ''انتظار الصلاۃ بعد الصلاۃ'' وغیرہ۔ بلکہ ان اعمال کو تو رباط یعنی اسلامی سرحد کی حفاظت کے لیے پہرہ دینے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

نماز کی حفاظت نور ہے۔ بصورتِ نماز بندہ دن میں پانچ دفعہ متعدد بار اپنے پروردگار سے شرف مناجات وہم کلامی حاصل کرتا ہے۔ حدیث قدسی: ((قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ .)) ''میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر رکھا ہے۔'' اس پر شاہد عدل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے: ((وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ .)) نیز حصول راحت وطمانیت کا سبب بھی ((أَرِحْنِي بِالصَّلَاةِ يَا بِلَالُ .)) موت کے وقت پیارے پیغمبر ﷺ کی زبان مبارک پر نماز ہی کی تلقین تھی:

((اَلصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ .))

''نماز اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کا دھیان رکھنا۔''

گویا نماز سعادت دارین کے حصول کی ایک بڑی قوی اور عظیم اساس ہے، لیکن ان تمام برکتوں اور منفعتوں کا حصول چند شرائط کا طالب ومتقاضی ہے۔ جن میں پابندئ وقت، حفاظتِ خشوع اور متابعت طریقۂ رسول ﷺ بطورِ خاص قابل ذکر ہیں۔

پابندئ وقت کی دلیل:

((سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: اَلصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا .))

''رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا، کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: نماز کو اس کے اوّل وقت پر ادا کرنا۔''

عدم پابندئ وقت کی وعید:

((مَنْ فَاتَتْهُ صَلاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُهُ وَمَالُهُ .))

''جس کی نماز عصر فوت ہوگئی، اس کا گھر بار سب تباہ ہوگیا۔''

رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ اُحد کے موقع پر فرمایا:

((شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى مَلَأَ اللّٰهُ بُطُوْنَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا .))

''اللہ ان کے پیٹوں میں جہنم کی آگ بھردے کہ انہوں نے ہمیں درمیانی نماز (عصر) سے مشغول کر دیا ہے۔''

حفاظتِ خشوع کی دلیل:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَفِيْ صَدْرِهِ أَزِيْزٌ كَأَزِيْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ .))

''رسول کریم ﷺ نماز پڑھتے تو آپ کے سینے سے ہنڈیا اُبلنے کی طرح آواز آتی۔''

رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا:

((لَا صَلَاةَ إِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ .))

''حضور قلب یعنی خشوع کے بغیر نماز نہیں ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝٢﴾

(المؤمنون: ۱، ۲)

''تحقیق مومن فلاح پاگئے، جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع سے کام لیتے ہیں۔''

نماز میں سنت رسول اللہ ﷺ کی متابعت کی فرضیت کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ امر اور آرڈر ہے ((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ .)) ''تم اس طرح نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔''

آپ ﷺ نے ایک شخص کو نماز میں صرف ایک امر مسنون کی مخالفت کرتے دیکھا تو فرمایا:

((اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ .))

''واپس پلٹو، آپ نے نماز ادا نہیں کی۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حجاج بن ایمن کو خلاف سنت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

((أَعِدْ صَلَاتَكَ .))

''نماز دوبارہ پڑھو۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خلافِ سنت صف بندی دیکھی تو رو پڑے اور فرمایا: ''تم نے نماز کو بھی ضائع کر دیا۔''

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک چالیس سالہ نمازی کو خلافِ طریقۂ رسول ﷺ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

''تم اگر چالیس سال سے ایسی ہی نماز پڑھ رہے ہو تو تم نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مسجد میں محض مؤذن کے اذان کے ساتھ تثویب کرنے پر وہاں نماز پڑھنے سے انکار کر دیا، اور اپنے شاگرد مجاہد سے کہا:

((أَخْرِجْ بِنَا فَإِنَّهَا بِدْعَةٌ .))

''ہمیں یہاں سے نکال کر لے جاؤ کیونکہ تثویب بدعت ہے۔''

فریضہ نماز کی یہی اہمیت اس رسالہ نافعہ کی تالیف کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محترم

بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی حفظہ اللہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس اہم موضوع پر قلم اُٹھایا ہے اور اس عظیم فریضہ کے حوالے سے بعض اہم گوشوں کو واضح کیا۔ ضاعف الله أجره ، و أجزل مثوبته ، وجعل كتابه هذا فى ميزان حسناته يوم القيامة ، يوم لا ينفع مال و لا بنون إلا من أتى الله بقلب سليم .

کتاب کی ترتیب، تخریج اور اضافہ جات کا کام ہمارے فاضل دوست حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ نے بڑے ہی احسن طریقے سے سرانجام دیا ہے۔ جزاه الله خيرا فى الدنيا والآخرة.

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَ الَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ط اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ﴾ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ عمل اصلاح ہی نماز کا مرکزی کردار ہے۔ ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ط﴾ حدیث رسول ﷺ ((مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعٍ ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ .)) ''تمہاری اولادیں جب سات برس کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو، اور جب وہ دس برس کی ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے انہیں مارو۔'' میں بھی یہی نکتہ مضمر و پنہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ معاشرہ کے ہر فرد کو حفاظتِ صلاۃ کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم آخر میں تمام قارئین کو یہ نصیحت بھی کریں گے کہ نماز کے تعلق سے صرف فرائض کی ادائیگی پر اکتفا نہ کیا جائے ، بلکہ نوافل کا اہتمام بھی بہت زیادہ خیرات و برکات کا موجب ہے مثلاً، رواتب صلاۃ، قیام اللیل، اشراق اور ضحیٰ، تحیۃ المسجد والوضوء وغیرہ۔ ان تمام نمازوں کی احادیث میں بڑی فضیلت وارد ہے۔ اس کے علاوہ استخارہ کی نماز جو تقریباً متروک ہو چکی ہے، اور اگر کسی کو استخارے کی حاجت محسوس ہوتی ہے تو وہ بھی کسی شعبدہ باز جو استخارہ کے مرکز قائم کیے بیٹھے ہوتے ہیں کے سپرد کر دیتا ہے۔ یہ انتہائی قابل

مذمت روشن ہے۔

اللہ تعالیٰ اس قوم کو بدعات وانحرافات کے طوفان سے نکال کر دین خالص یعنی وحی الٰہی (قرآن وحدیث) کی طرف رجوع کی توفیق عطا فرمائے۔وهو ولي التوفيق والسداد، و أصلي وأسلم على نبيه محمد و على آله وصحبه أجمعين.

وكتبه

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: انصار السنۃ پبلی کیشنز، لاہور

۳/۱۱/۲۰۰۶



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ. سَيِّدِنَا وَحَبِيْبِنَا وَشَفِيْعِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ ، وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ أَمَّا بَعْدُ!

نماز اسلام کا دوسرا بنیادی رُکن ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ، وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ)) [1]

"اسلام کی بنیاد پانچ (ستونوں) پر (قائم) ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا (استطاعت ہو تو) حج (بیت اللہ) کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے، فرمایا:

((وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ)) [2]

"میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔"

نماز حصولِ راحت وطمانیت کا سبب بھی ہے، نماز کا وقت ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بایں الفاظ اذان دینے کا حکم فرماتے:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الإیمان، رقم: ۸۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱٤.
[2] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۱۲٤.

((یَا بِلَالُ! أَقِمِ الصَّلَاةَ أَرِحْنَا بِهَا)) [1]

''اے بلال! ہمیں نماز سے راحت پہنچاؤ۔''

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں کامیاب لوگوں کی علامت یہ بتلائی ہے کہ وہ لوگ نماز کی پابندی کرتے ہیں، ارشاد فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① ....وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ⑨﴾ (المؤمنون: ۱، ۹)

''یقیناً فلاح پا گئے مومن...... جو لوگ اپنی نمازوں پر حفاظت کرتے ہیں۔''

اور اس کے برعکس روزِ قیامت اہل جہنم کا ایک گروہ جہنم میں جانے کا ایک سبب یہ بیان کرے گا کہ:

﴿لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾﴾ (المدثر: ۴۳)

''ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔''

حالت امن ہو یا حالت خوف، گرمی ہو یا سردی، تندرستی ہو یا بیماری، حتی کہ جہاد و قتال کے موقع پر عین میدانِ جنگ میں بھی یہ فرض ساقط نہیں ہوتا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ اُحد کے موقع پر فرمایا:

((مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى)) [2]

''اللہ تعالیٰ ان مشرکین کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے کہ انہوں نے ہماری درمیانی (عصر کی) نماز کو ضائع کر دیا۔''

یاد رہے کہ نماز کی تمام برکات، فوائد، ثمرات اور منفعتیں اس وقت حاصل ہوتی ہیں

---

[1] سنن أبو داؤد، باب في صلاة العتمة، رقم: ۴۹۸۵ ـ مشكوٰة، رقم: ۱۲۵۳ ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

[2] صحيح بخاري، كتاب الدعوات، رقم: ۶۳۹۶.

جب انسان پابندی وقت کا خاص خیال رکھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ ، فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ)) [1]

''جس شخص کی نماز عصر فوت ہوگئی، گویا کہ اس کے اہل وعیال تباہ و برباد ہو گئے۔''

ساتھ خشوع وخضوع کا اہتمام بھی ہو، اللہ تعالیٰ نے کامیابی کی ضمانت انہی لوگوں کے لیے دی ہے جو نمازوں میں خشوع وخضوع کا خیال رکھتے ہیں، ارشاد فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝٢﴾

(المؤمنون: ١۔٢)

''تحقیق فلاح پا گئے مومن، وہ لوگ جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں۔''

نماز بذاتِ خود جتنی اہم ہے، طریقہ نماز بھی اسی قدر اہم ہے۔ نماز میں سنت رسول ﷺ کی متابعت کی فرضیت کی دلیل آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ فرمان ہے:

((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)) [2]

''تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔''

مزید فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جو شخص اچھی طرح وضو کرے، وقت پر نماز ادا کرے اور رکوع وسجود اور خشوع کا اہتمام کرے تو اس انسان کا اللہ پر ذمہ ہے کہ اسے معاف کردے، اور جو شخص ان باتوں کو ملحوظ نہ رکھے اس کا اللہ پر کوئی ذمہ نہیں، چاہے تو اسے معاف کردے اور چاہے تو اسے عذاب دے۔'' [3]

---

[1] سنن نسائی، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٧٧۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٦٣١.

[3] سنن ابوداؤد، اوّل کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٢٥۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

فریضہ نماز کی یہی اہمیت وفضیلت اس کتاب کی تالیف کا باعث ہے۔ انتہائی واجب الاحترام بھائی ابو طلحہ نے نماز کے متعلق ایسی جامع ومختصر کتاب لکھنے کے لیے حکم فرمایا جو اس کی اہمیت، فضیلت، تعلیم اور طریقہ کے بنیادی مسائل پر مشتمل ہو۔

چنانچہ ہم نے نماز کے متعلق لکھی گئی کتب کو اکٹھا کر کے مطالعہ کیا، جس سے یہ بات سامنے آئی کہ ہر کتاب نماز کے کسی ایک خاص پہلو پر روشنی ڈالتی ہے، اور دوسرے پہلوؤں سے کوئی بحث نہیں کرتی، مثال کے طور پر بعض کتابیں نبی کریم ﷺ کے طریقہ نماز اور اس کی کیفیت پر روشنی ڈالتی ہیں لیکن اسلام میں نماز کی اہمیت اور اس کی فضیلت سے صرف نظر کر دیتی ہیں، اور بعض دوسری کتابیں نماز کے ''مختلف فیہ'' مسائل پر بحث وتمحیص کا سلسلہ چھیڑ دیتی ہیں۔

لہٰذا ہم نے انتہائی قابل احترام اور اپنے رفیق سفر فضیلۃ الشیخ حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ سے مشورہ کیا کہ کام کس منہج پر کیا جائے، چنانچہ ان سے مشاورت کے بعد ہم نے نماز کے ان اہم مسائل کو قرآن وسنت سے مأخوذ شرعی دلائل کی روشنی میں جمع کر دینا مناسب سمجھا جن کا بجالانا ہر مرد وزن (مسلمان) کے لیے ضروری اور لازم ہے، اور ان تمام اختلافی مسائل اور تفصیلی تحقیقات کو چھوڑ دیا ہے۔

دوسری طرف اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں مسائل کے مکمل احاطہ کے ساتھ اختصار بھی ملحوظ رہے تا کہ استفادہ میں آسانی ہو۔

جب مسودہ تیار ہو گیا تو تہذیب، ترتیب، اضافہ جات اور تخریج کے لئے حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ کے پاس چھوڑا، تو انہوں نے میرے بنائے ہوئے پھول میں رنگ بھر دیا، اور میری طرف سے مہیا کردہ اینٹوں کی ایک عمارت تیار کر دی۔ اور شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ سرپرست ''انصار السنۃ پبلی کیشنز'' نے تقریظ لکھ کر کتاب کو حسن بخشا اور ہمیں حوصلہ۔ جزاه الله خيراً عنّا وعن المسلمين، و أكثر من أمثاله في علماء المسلمين.

قارئین سے التماس ہے کہ راقم، معاونین، خصوصاً بھائی ابوطلحہ، حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ قاری عبدالحفیظ ثاقب حفظہ اللہ ،فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ ، ابومومن منصور حفظہ اللہ اور محمد رمضان محمدی حفظہ اللہ کو دعاؤں میں یاد رکھیں، اس میں اگر کوئی خوبی ہے تو اللہ کی طرف سے، اور اگر کوئی خامی ہے تو ہماری یا شیطان کی طرف سے ہے، کیونکہ انسان "محل الخطاء والنسیان" ہے۔

وصلى الله على نبينا محمد وآله أصحابه وسلم

وكتبه

خادم الحديث وأهله

أبوحمزہ عبدالخالق صدیقی

بتعاون

حافظ حامد محمود الخضری



تمہیدی کلمات

اسلام کی عمارت پانچ ستونوں پر قائم ہے، جس کی دلیل سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ .)) [1]

"اسلام کی بنیاد پانچ (ستونوں) پر (قائم) ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، (استطاعت ہوتو) حج (بیت اللہ) کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔"

مذکورہ بالا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے پانچوں ارکان کے بیان کو محیط ہے، جو درج ذیل ہیں:

پہلا رکن:

اسلام کا پہلا رکن، کلمۂ شہادت " لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " کا اقرار و اعتراف ہے۔

کلمۂ توحید " لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ " کی شہادت کا معنی یہ ہے کہ اللہ اکیلے کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔

چنانچہ اس کلمہ کے اوّل جزء " لَا إِلٰهَ " سے ان تمام معبودانِ باطلہ کی نفی اور تردید

[1] صحیح بخاری، کتاب الإیمان، رقم: ۸۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴.

ہو جاتی ہے جن کی اللہ کے علاوہ پرستش کی جاتی ہے، اور دوسرے جزء "إِلَّا اللّٰهُ" سے اللہ عزوجل کے لئے ہر قسم کی عبادت کا اثبات ہو جاتا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اس کے متعلق فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾﴾ (آل عمران : ۱۸)

"اللہ گواہی دیتا ہے کہ اُس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور فرشتے اور اہل علم گواہی دیتے ہیں، وہ (اپنے احکام میں) عدل پر قائم ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، جو عزت والا اور حکمت والا ہے۔"

کلمہ توحید کے تقاضے:

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

اعمال سے پہلے عقیدۂ توحید کا علم حاصل کرنا ضروری ہے، ورنہ عقیدۂ توحید کے بغیر سارے اعمال برباد ہو جاتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے روح کے بغیر جسم ختم ہو جاتا ہے۔

کلمہ توحید "لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ" کی شہادت کا تقاضا درج ذیل تین باتوں کا اقرار کرنا ہے۔(۱) توحید الوہیت۔(۲) توحید ربوبیت۔(۳) توحید اسماء وصفات۔

اوّل: توحید الوہیت:

یعنی جملہ عبادات میں اللہ تعالیٰ کو اکیلا مانا جائے، اور کسی طرح کی عبادت غیر اللہ کے لیے نہ کی جائے۔

یاد رہے کہ یہی وہ توحید ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝﴾ (الذاریات : ۵٦)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

اور اسی توحید الوہیت کی دعوت کو عام کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام بھیجے، صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ﴾ (النحل: ٣٦)

''اور ہم نے ہر گروہ کے پاس ایک رسول اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ لوگو! اللہ کی عبادت کرو، اور شیطان اور بتوں کی عبادت سے بچتے رہو۔''

''شرک'' ''توحید'' کی ضد ہے، جب ''توحید'' کا یہ معنی ہو کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی عبادت میں اکیلا اور منفرد مانا جائے تو اس کے برعکس ''شرک'' کی تعریف یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور (غیر) کی بھی کسی طرح کی پرستش کی جائے۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اَلْمُشْرِكُ الَّذِي عَبَدَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ .)) [1]

''مشرک وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کی بھی کسی طرح کی عبادت کرے۔''

چنانچہ جو شخص اپنی خوشی اور مرضی سے کسی بھی طرح کی عبادت کسی غیر اللہ کے لئے بجالائے، چاہے وہ عبادت نماز ہو یا روزہ، دعا ہو یا نذر، قربانی ہو یا کسی صاحب قبر وغیرہ سے فریاد رسی، تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اور شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔

﴿ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ (لقمان: ١٣)

''بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔''

جس کی وجہ سے سارے اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ (١٨) انبیاء کرام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الرعد.

﴿ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾ ﴾ (الأنعام: ٨٨)

''اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو اُن کے اعمال ضائع ہو جاتے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ''اس آیت کریمہ میں شرک کی ہیبت ناکی اور اس کی خطرناکی کو بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٥﴾ ﴾ (الزمر: ٦٥)

''کہ آپ کو اور آپ سے پہلے تمام انبیاء و رسل کو بذریعہ وحی بتا دیا گیا ہے کہ آپ نے شرک کیا تو آپ کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔'' [1]

قارئین کرام! اگر وہ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر اور عظیم ہونے کے باوجود شرک کا ارتکاب کر بیٹھتے تو ان کے سارے اعمال ضائع ہو جاتے، تو اگر دوسرے لوگ شرک کا ارتکاب کریں گے تو ان کا کیا حال ہوگا؟

اور شرک کے مرتکب کے جان و مال بھی غیر محفوظ ہو جاتے ہیں۔ پیارے پیغمبر سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ .)) [2]

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کا اقرار کرلیں۔ پس جس شخص نے بھی ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کہہ دیا اُس نے اپنا مال اور جان محفوظ کرلیا۔''

دوم: توحید ربوبیت:

یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق، رازق، زندہ کرنے والا، موت

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ٣/٥٦، ٥٧، تحقیق عبدالرزاق المهدی.

[2] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ١٢٥ ـ صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، رقم: ٢٩٤٦.

دینے والا ہے، اور وہی سارے جہان کا کارساز ہے جس کی آسمانوں اور زمین میں حکومت ہے۔ اور اس قسم کی توحید کا اقرار واعتراف اس فطرت کا تقاضا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا ہے، حتی کہ مشرکین جن کے درمیان رسول ہاشمی ﷺ مبعوث ہوئے وہ بھی اس کا اقرار کرتے تھے اور اس کے منکر نہ تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝۳۱﴾

(یونس: ۳۱)

''یعنی آپ پوچھئے کہ تمہیں آسمان اور زمین سے روزی کون پہنچاتا ہے، یا کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے، اور کون زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے، اور کون تمام اُمور کی دیکھ بھال کرتا ہے، وہ جواب میں یہی کہیں گے کہ اللہ۔ تو آپ کہئے کہ پھر تم لوگ شرک سے کیوں نہیں بچتے ہو۔''

اس قسم کی توحید کا انکار کم ہی لوگوں نے کیا ہے، اور وہ بھی تکبر وعناد کی وجہ سے ظاہری طور پر کیا ہے، ورنہ دل سے وہ بھی اس کا اعتراف کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہی کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۱۴﴾ (النمل: ۱۴)

''اور ان نشانیوں کا انہوں نے ظلم وسرکشی کی وجہ سے انکار کر دیا، حالانکہ ان کا باطن ان کی صداقت کا یقین کر چکا تھا۔ پس آپ دیکھیں کہ فسادیوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔''

سوم: توحید اسماء وصفات:

آیا ہے وقت نازک غفلت میں ہے زمانہ
کوئی نہیں سناتا توحید کا ترانہ

یعنی اللہ تعالیٰ نے ، یا نبی کریم ﷺ نے اللہ عزوجل کے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں، ان پر ایمان لایا جائے اور انہیں بلا تکییف وتمثیل اور بلا تحریف وتعطیل مان لیا جائے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾ (الأعراف : ۱۸۰)

''اور اللہ کے بہت ہی اچھے نام ہیں، پس تم لوگ اسے انہی ناموں کے ذریعہ پکارو۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴾ (بنی إسرائیل : ۱۱۰)

''آپ کہہ دیجئے! کہ تم لوگ اللہ کو اللہ کے نام سے پکارو یا رحمٰن کے نام سے پکارو، جس نام سے چاہو اسے پکارو، تمام بہترین نام اسی کے لئے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴾ (الشوریٰ : ۱۱)

''کوئی چیز اُس کے مانند نہیں اور وہ خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔''

کلمہ توحید ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کی شہادت اور گواہی مذکورہ بالا تینوں قسموں کی توحید کا اقرار واعلان ہے۔ چنانچہ جو شخص اس کے معانی ومفہوم کو سمجھ کر اس کا اقرار کرلے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرے، یعنی شرک سے بچتا رہے اور اللہ کی وحدانیت کا قائل ہو جائے تو وہ سچا اور حقیقی مسلمان ہے۔ اور اس کے برعکس جو زبان سے اقرار کرلے اور دل سے تصدیق کئے بغیر ظاہراً اس کے تقاضے پورے کرے تو وہ منافق ہے۔ اور جس نے اپنی زبان سے اقرار کیا، لیکن اس کے تقاضوں کے خلاف عمل کیا تو وہ کفر کرتا ہے اگرچہ وہ بار بار اس کلمہ کو پڑھتا رہے۔

شہادت رسالت:

''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کا معنی محمد عربی ﷺ کی رسالت ونبوت کا اقرار کرنا، اور

آپ ﷺ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے ہیں اس کی تصدیق کرنا ہے، یعنی آپ کے احکامات کی بجا آوری، اور منہیات و ممنوعات سے اجتناب کرنا اور ساری عبادات کو آپ کی لائی شریعت کے مطابق ادا کرنا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾﴾ (التوبہ: ۱۲۸)

”مسلمانو! تمہارے لئے تم ہی میں سے ایک رسول آئے ہیں، جن پر ہر وہ بات شاق گزرتی ہے جس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے، تمہاری ہدایت کے بڑے خواہش مند ہیں، مومنوں کے لئے نہایت شفیق و مہربان ہیں۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء: ۸۰)

”جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ (ہی) کی اطاعت کی۔“

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿١٣٢﴾﴾ (آل عمران: ۱۳۲)

”اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

دوسرا اور تیسرا رکن:

نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴿٥﴾﴾

(البیّنہ: ۵)

”اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے، یکسو ہو کر، اور وہ نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ دیں اور یہی نہایت درست دین ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝۴۳﴾

(البقرة: ٤٣)

''اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

اسلام کے دوسرے اور بنیادی رکن ''نماز'' کے متعلق تو گفتگو چل ہی رہی ہے، البتہ زکوٰۃ وہ مال ہے جو مال داروں سے لے کر فقراء اور ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جن کا مصارف زکوٰۃ میں تذکرہ ہے، زکوٰۃ دین اسلام کے اصول وقواعد میں سے ایک ایسا گراں قدر اصول اور ضابطہ ہے جس کے ذریعہ معاشرہ میں وحدت پیدا ہوتی ہے، اور معاشرہ کے افراد ایک دوسرے کے لئے معاون ثابت ہوتے ہیں۔ بایں طور کہ مالدار کے احسان اور کسی برتری کے بغیر اس کے مال میں غریب وفقیر کا بھی حصہ ہوتا ہے۔

چوتھا رکن:

اسلام کا چوتھا رکن ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۱۸۳﴾ (البقرة: ١٨٣)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیے گئے ویسے ہی جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ کی راہ اختیار کرو۔''

روزہ دار انسان کے لئے دنیا وآخرت کی ہر بھلائی ہے، اور اس لئے کہ آدمی جب اللہ تعالیٰ کے لئے کھانے پینے اور مباشرت سے رُک جاتا ہے، اور اپنے آپ کو بندگی میں مشغول کر دیتا ہے، تو اللہ اسے تقویٰ وپرہیز گاری کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔

پانچواں رکن:

اسلام کا پانچواں رکن صاحب استطاعت کے لئے بیت اللہ کا حج کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٧﴾﴾ (آل عمران : ۹۷)

''اور اللہ کی رضا کے لئے بیت اللہ کا حج کرنا ان لوگوں پر فرض ہے، جو وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں، اور جو انکار کرے گا، تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔''

میں نماز کیوں پڑھوں؟

(بے نمازوں کے حیلے بہانے اوران کا جائزہ)

حیلہ نہ کر دھوکہ نہ دے، اللہ واقف کار ہے
تو جائے گا چھپ کر کہاں مجھے بتا اے بے نماز

بے نماز شخص کو آج نماز کی دعوت دی جاتی ہے تو اس کا سب سے بڑا بہانہ یہ ہوتا ہے کہ:

پہلا بہانہ:......میرے کپڑے پیشاب کے چھینٹے پڑنے کی وجہ سے ناپاک ہیں، لہٰذا میں نماز کیوں پڑھوں؟

جائزہ:......قارئین کرام! ہر وقت کپڑوں کو ناپاک رکھنا مومنانہ صفت نہیں۔ یہ سوچ اور طرز سراسر طرزِ نبوی ﷺ کے خلاف ہے اور قرآنی نظریہ کے متضاد ہے۔

نبی کریم ﷺ پر سب سے پہلی وحی ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ نازل ہوئی، اس کے بعد کچھ دنوں تک وحی کا نزول موقوف رہا، پھر ''سورۃ المدثر'' نازل ہوئی۔

﴿يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ﴾

''اے چادر اوڑھنے والے! اٹھئے اور لوگوں کو (ان کے رب سے) ڈرایئے، اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجیے اور اپنے کپڑے پاک رکھیئے۔''

''ابتدا ہی میں سیّد البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا گیا کہ آپ ہر وقت تمام نجاستوں سے اپنے کپڑوں کی پاکی کا خیال رکھیئے، بالخصوص جب آپ نماز پڑھیں۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص:۱۶۶۳)

یہی ادب نبی رحمت ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھایا، تو انھوں نے اس پر عمل کرنے کا حق ادا کر دیا، حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے ان کی صفت طہارت کی مدح کرتے ہوئے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾﴾

(التوبة: ۱۰۸)

''اس (مسجد قباء) میں ایسے لوگ ہوتے ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں، اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

ایسے ہی بعض عورتیں بھی بہانہ کرتے ہوئے کہ اس کا بچہ دودھ پیتا ہے اور اس کے کپڑے اکثر بچے کے پیشاب کی وجہ سے ناپاک رہتے ہیں، لہٰذا وہ نماز نہیں پڑھتی۔

حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک ہے، جسے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

((بَوْلُ الْغُلَامِ يُنْضَحُ عَلَيْهِ وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغْسَلُ .)) [1]

''بچے کے پیشاب کی وجہ سے چھینٹے مارے جائیں اور بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔''

فائدہ:...... احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ حکم تب تک ہے جب تک وہ دودھ پیتے رہیں، لیکن جب وہ ساتھ دوسری غذا کھانا شروع کر لیں تو یہ حکم نہیں ہے۔ پھر پیشاب کو دھو لیا جائے۔ [2]

پس ناپاک رہنے والوں کو ناپسند کرتا ہے، پس بے نماز اس بہانہ سے باز آ جائیں، ان کے لیے لمحۂ فکریہ ہے، وگرنہ..........!!

دوسرا بہانہ:...... بے نماز کو نماز کی دعوت دی جائے تو وہ بہانہ کرتا ہے کہ ابھی

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، رقم: ۵۲۲، ۵۲۵۔ سنن أبی داؤد، رقم: ۳۹۸۔ تخريج المختارة: ۴۷۱۔ ۴۷۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] سنن ترمذی، كتاب الطهارة، تحت رقم: ۷۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

جوان ہوں، بڑا وقت پڑا ہے، ساری عمر نمازیں ہی تو پڑھنی ہیں، بوڑھا ہوا تو نماز پڑھ لوں گا، لہٰذا ابھی میں نماز کیوں پڑھوں؟

جائزہ:...... قارئین کرام! بے نمازوں کی یہ سوچ جہالت پر مبنی ہے۔ قرآنِ پاک سے دوری اختیار کرنے کا یہ نتیجہ ہے، موت ایسے لوگوں کے پیش نظر نہیں ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿٣٤﴾﴾ (لقمان : ٣٤)

''بے شک اللہ کو ہی قیامت کا علم ہے، اور وہی بارش برساتا ہے، اور وہی جانتا ہے اُسے جو ماں کے رحم میں ہوتا ہے۔ اور کوئی آدمی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا؟ اور نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ زمین کے کس خطے میں اس کی موت واقع ہوگی۔ بے شک اللہ بڑا جاننے والا، بڑا باخبر ہے۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں موجود ہے کہ ''کوئی نہیں جانتا اس کی موت کہاں واقع ہوگی؟'' لہٰذا ایسے بے نماز کو اپنے اس قول کہ ''بڑا وقت پڑا ہے، بوڑھا ہوا تو نماز پڑھ لوں گا'' سے باز آجانا چاہیے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ حدیث ملاحظہ ہو:

((أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِيْ ، فَقَالَ: كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ ، أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ .))

''دنیا میں اس طرح رہ کہ تو پردیسی ہے یا رہ گیر۔''

اور جب سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سن لی، تو ہمیشہ فرمایا کرتے:

((إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِسَقَمِكَ ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ)) [1]

''جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار مت کر، اور جب صبح کرے تو شام کا انتظار

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم: ٦٤١٦.

مت کر، اور اپنی تندرستی سے اپنی بیماری کے لیے اور اپنی زندگی سے اپنی موت کے لیے (کچھ نہ کچھ) حاصل کر لے۔''

یعنی لمبی اُمیدیں نہ باندھو، بلکہ اپنی موت کو بالکل قریب سمجھو۔ جب موت انسان کے پیش نظر ہو تو وہ ہر لمحہ ایسی حالت میں رہتا ہے کہ موت آ جائے تو اسے ندامت نہ ہو، ہر وقت اللہ سے خائف رہتا ہے اور تیار رہتا ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، جیسا اس سے ڈرنا چاہیے اور تمہاری موت آئے تو اسلام پر آئے۔''

بے نماز بہانے خوروں کو یاد رکھنا چاہیے کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی کہ صحت اور زندگی ہمیشہ باقی رہنے والی چیزیں نہیں، بیماری اور موت بھی انسان کی گھات میں ہیں، لہٰذا انہیں چاہیے کہ حالت صحت میں بیماری کے لیے اعمال ذخیرہ کر لیں اور زندگی میں موت کے لیے سامان مہیا کر لیں۔

پس بے نماز یہ بہانہ بھی ترک کریں اور قیامِ نماز کا اہتمام کریں۔ ((اَللّٰهُمَّ اهْدِهِمْ))

تیسرا بہانہ: ...... بے نماز ایک بہانہ یہ بھی کرتے ہیں کہ نماز تو گنہگار لوگوں کو پڑھنی ہوتی ہے، ہم کون سے گناہ کرتے ہیں؟ لہٰذا ہم نماز کیوں پڑھیں؟

جائزہ: ......ان کی یہ سوچ اور بہانہ بھی درست نہیں، بلکہ اس میں کبر و غرور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تو فرمان ہے:

﴿ فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ ﴾ (النجم: ۳۲)

''پس تم لوگ اپنی پاکی بیان نہ کرو، وہ اُس شخص سے خوب واقف ہے جو اس سے ڈرتا ہے۔''

ہر انسان خطا کار ہے اور ہمیشہ سے محل الخطأ والنسیان رہا ہے۔ شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

((كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ .)) ❶

''ہر بنی آدم خطا کار ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے '' اَلْغَفُوْرُ '' بڑا بخشنے والا، '' اَلْغَفَّارُ '' بہت زیادہ بخشنے والا بھی ہے۔ اس صفت کا تقاضا ہے کہ لوگ گناہ کریں گے تبھی تو اللہ تعالیٰ '' الغفار '' اور '' الغفور '' ہے، اور یہی معنی ہے اس حدیث پاک کا جس میں خاتم النّبیین ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ .)) ❷

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو، تو وہ (اللہ) ایسی مخلوق کو لے آئے گا، جو گناہ کریں گے، اور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کر دے گا۔''

یعنی بندے گناہ گار ہیں اُن سے گناہ کے کام ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ '' الغفار '' ہے۔ پس بے نماز اپنے اس باطل قول سے باز آ جائیں، ورگرنہ نتیجہ عذاب جہنم کی صورت میں سامنے آئے گا:

﴿ فِي جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ ﴾ (المدثر: ٤٠ تا ٤٣)

''یہ لوگ جنتوں میں ہوں گے، پوچھیں گے مجرمین سے، تمہیں کس چیز نے جہنم میں پہنچا دیا، وہ کہیں گے، ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔''

---

❶ سنن ترمذی، ابواب صفة القيامة والرقائق والورع، رقم: ٢٤٩٩ـ مصنف ابن أبي شيبه ١٣/ ١٨٧ـ مسند أحمد: ١٩٨/٣ـ مسند عبد بن حميد، رقم: ١١٩٧ـ سنن دارمی، رقم: ٢٧٣٠ـ صحيح الترمذي، للألباني، رقم: ٢٠٢٩.

❷ صحيح مسلم، كتاب التوبة، رقم: ٢٧٤٩ـ وبمعناه أحمد: ٢/ ٣٠٥، رقم: ٨٠٤٣ـ مسند عبدبن حميد، رقم: ١٤٢٠ـ كتاب الزهد، لابن المبارك، رقم: ١٠٧٥.

چوتھا بہانہ :...... بے نماز ایک بہانہ یہ بھی کرتے ہیں کہ ہم نماز پڑھنے کے لیے تیار ہیں، چونکہ بچپن میں نماز پڑھی ہے نہ سیکھی۔ لہٰذا اب نماز سیکھتے ہوئے شرم آتی ہے، لوگ کیا سوچیں گے؟ اور ہمارا مذاق اُڑائیں گے۔

جائزہ:...... نماز ارکانِ اسلام میں سے دوسرا اہم رُکن ہے۔ اس کے بغیر انسان مسلمان نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا، یا بوڑھا سب کو سیکھنی چاہیے۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل و اعلیٰ کون ہو سکتا ہے؟ جب نماز فرض ہوئی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جبریل علیہ السلام نے نماز سکھلائی۔

آج تمہیں سوچ لاحق ہوتی ہے کہ لوگ مجھ پر ہنسیں گے، اور اگر تم نے نماز نہ پڑھی، کل روزِ قیامت جب بارگاہِ رب العزت میں تو پیش ہو گے، نماز کے امتحان میں فیل ہو کر شرمندگی، ندامت اور فضیحت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ تب کیا کرو گے۔ اب اس اللہ عزوجل کے سامنے شرمندہ اور ذلیل ہونے سے پہلے تجھ پر لازم ہے کہ دنیا میں شرمندگی کا سامنا کرلو، نماز سیکھ لو! اور نمازی بن جاؤ۔

ایک اہم پیغام، خصوصاً بے نمازوں کے نام:

میں نماز اس لیے پڑھتا ہوں کہ یہ خالق حقیقی کا حکم ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ﴾ (البقرۃ: ۴۳)

’’اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔‘‘

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو حکم دیا کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا﴾ (النساء: ۳۶)

’’اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ۔‘‘

کیونکہ وہی خالق و رازق ہے اور اس کے احسانات و انعامات تمام مخلوقات پر ہیں۔

اس لیے بندوں پر اس کا حق ہے کہ وہ صرف اس کی عبادت کریں، اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں، نبی کریم ﷺ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں، کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْهُ بِهٖ شَيْئًا .))

''بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔''

پھر سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اگر بندے ایسا کریں، تو ان کا اللہ پر کیا حق ہے؟ تو انہوں نے (پھر کہا) کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ .))

''اللہ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہیں دے گا۔'' [1]

پس جو لوگ اپنے اللہ کا حکم مان کر نماز پڑھتے ہیں، قرآن مجید ان کی تعریف بیان کرتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ﴾ (الشوریٰ: ۳۸)

''اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مان لیا، اور نماز قائم کی۔''

اور کامیابی کی ضمانت دیتا ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝٢﴾

(المؤمنون: ۱۔۲)

''یقیناً مومنوں نے فلاح پا لی، جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں۔''

اور اس کے برعکس بے نماز، مجرمین جنہیں نماز کی طرف بلایا جاتا ہے، اور کہا جاتا کہ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب اللباس، رقم: ۵۹۶۷.

ربّ العالمین کے لیے خشوع وخضوع اختیار کرو، تو ان کی گردنیں اکڑ جاتی ہیں۔ ان کے متعلق فرمایا کہ اس دن ان جیسوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہوگی:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝﴾

(المرسلات: ٤٨۔٤٩)

''اور ان سے جب کہا جاتا ہے کہ تم لوگ (نماز کے لیے) رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے ہیں، اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہوگی۔''

میں نماز کیوں پڑھوں؟ کا اعلان کرنے والے بے نماز کو یاد رکھنا ہوگا کہ میں نماز اس لیے پڑھتا ہوں کہ مجھے اللہ کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنی ہے۔ اور میں اس کی مغفرت اور اجر عظیم کا طلب گار ہوں، درحقیقت یہ شیوہ پیغمبری ہے۔ وطیرہ اصحاب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾﴾ (الفتح: ٢٩)

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے لیے بڑے سخت ہیں اور آپس میں نہایت مہربان ہیں، آپ انہیں رکوع وسجود کرتے دیکھتے ہیں، وہ لوگ اللہ کی رضا اور اس کے فضل کی جستجو میں رہتے ہیں، سجدوں کے اثر سے اُن کی نشانی ان کی پیشانیوں پر عیاں ہوتی ہے، تورات میں ان کی یہی مثال بیان

کی گئی ہے اور انجیل میں بھی ان کی یہی مثال بیان کی گئی ہے، اس کھیتی کی مانند جس نے پہلے اپنی کونپل نکالی، پھر اُسے سہارا دیا تو وہ موٹی ہوگئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی، وہ کھیت اب کاشت کاروں کو خوش کر رہا ہے (اللہ نے ایسا اس لیے کیا) تاکہ اُن مسلمانوں کے ذریعہ کافروں کو غضبناک بنائے، اُن میں سے جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کیا، اُن سے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔"

میں نماز کیوں پڑھوں؟ کہنے والے! میں اس لیے نماز پڑھتا ہوں کہ نماز خوفِ الٰہی پیدا کرتی ہے، اور حصولِ جنت کا باعث ہے۔ سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((يَعْجَبُ رَبُّكَ عَزَّوَجَلَّ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةٍ بِجَبَلٍ يُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ وَيُصَلِّي ، فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: أُنْظُرُوْا إِلٰى عَبْدِي هٰذَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيمُ لِلصَّلَاةِ يَخَافُ مِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ .))[1]

"پہاڑی کی چوٹی پر بکریوں کے اس چرواہے پر اللہ عزوجل خوش ہوتا ہے، جو نماز کے لیے اذان دیتا ہے، اور پھر نماز ادا کرتا ہے، اس پر اللہ عزوجل (فرشتوں سے) یوں فرماتا ہے" میرے اس بندے کو دیکھو کہ اذان دے کر نماز پڑھ رہا ہے، اور مجھ سے ڈرتا ہے، میں نے اپنے (اس) بندے کے گناہ معاف کر دیئے، اور اسے جنت میں داخل کروں گا۔"

میں نماز کیوں پڑھوں؟ کا راگ الاپنے والے! جو شخص دیدارِ الٰہی کے شوق میں

---

[1] سنن أبو داؤد، كتاب صلاة السفر، باب الأذان، في السفر، رقم: ١٢٠٣ ـ مسند أحمد، رقم: ١٤٥ ـ صحيح ابن حبان، رقم: ٢٦٠ ـ سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ٤١.

نماز پڑھتا ہے، یقیناً اسے دیدارِ الٰہی کی سعادت میسر ہوگی، جس طرح اللہ تعالیٰ چاہے گا اور نماز کا انکار کرنے والے دیدارِ الٰہی سے محروم ہوں گے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿كَلَّآ إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ﴿١٥﴾﴾ (المطففین: ۱۵)

''ہرگز نہیں، بے شک وہ لوگ اُس دن اپنے رب کی دید سے روک دیے جائیں گے۔''

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے ''بدائع الفوائد'' میں ان آیات کے ضمن میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دو قسم کے عذاب دے گا، عذابِ حجاب اور عذابِ نار۔

عذابِ حجاب (یعنی اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھنے) سے ان کے دلوں اور ان کی روحوں کو نہایت شدید تکلیف ہوگی، اور عذابِ نار سے ان کے اجسام جلتے رہیں گے۔''

(تیسیر الرحمٰن، ص: ۱۷۱۳)

قرآن و سنت سے یہ بات ثابت ہے کہ مومنوں کو جنت میں اللہ تعالیٰ اپنی دید سے نوازے گا۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝﴾ (القیامۃ: ۲۲-۲۳)

''کچھ چہرے اس دن شاداب ہوں گے، اور اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔''

اور فرمایا:

﴿عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ۝﴾ (المطففین: ۲۳)

''اونچی مسندوں پر بیٹھے دیکھتے رہیں گے۔''

اور سورۃ الدھر میں فرمایا:

﴿وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ﴿١١﴾﴾ (الدھر: ۱۱)

''اللہ تعالیٰ انھیں چہرے کی شادابی اور فرحت عطا کرے گا۔''

صوفیا کا پیدا کردہ ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

صوفیاء کا کہنا ہے کہ عبادت صرف اس لیے کی جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اور وہ

عبادت کا مستحق ہے، اس لالچ سے نہ کی جائے کہ ہم نے جنت حاصل کرنی ہے، اور نہ اس لیے کہ ہم اس کی جہنم سے ڈرتے ہیں کیونکہ اگر جنت اور جہنم کا وجود بھی نہ ہوتو کیا اس کی عبادت نہ کی جائے گی۔

ازالہ:

صوفیاء کے اس بدترین شبہ کے ازالہ کے لیے انتہائی مناسب ہے کہ شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ کا فتویٰ ذکر کر دیا جائے، تاکہ صوفیاء لوگوں پر واضح ہو جائے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟

ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ سے متعلق شیخ ابن جبرین کا فتویٰ:

سوال :...... ہم طالب علم درس کی ایک مجلس میں بحث مباحثہ کر رہے تھے کہ ایک صاحب نے سوال کیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کیوں کی جاتی ہے؟ ایک ساتھی نے اس کا یہ جواب دیا کہ ہم اللہ کی عبادت اس کے عذاب کے خوف اور اس کی رحمت کی امید کی وجہ سے کرتے ہیں، اور اس کی دلیل اس نے یہ پیش کی کہ عبادت کے لوازم میں یہ ہے کہ جن باتوں کے کرنے کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے، انہیں ہم بجا لائیں، اور جن سے انہوں نے منع کیا ہے ان سے رُک جائیں۔ ایسا کرنے ہی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوگی اور اسی عبادت ہی پر جزا کا انحصار ہوگا، اور اس کی ہم رغبت کرتے اور خوف کھاتے ہیں۔ یہ سن کر ایک دوسرے طالب علم نے کہا کہ ہم اللہ کی عبادت اس کی ذات کے لیے کرتے ہیں، اس نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے، صرف وہی عبادت کا مستحق ہے، لہٰذا ہم جنت وجہنم سے بے نیاز ہوکر اس کی عبادت کرتے ہیں، فرض کریں کہ اگر جنت اور جہنم نہ ہوتو کیا اس کی عبادت نہ کی جائے گی؟ الغرض اس طرح اس نے پہلے قول کی زبردست تردید کی اور اسے ایک قول ''منکر'' قرار دیا۔

سوال یہ ہے کہ ان میں سے کون سا قول صحیح ہے؟ کیا آداب علم وتعلّم میں سے یہ بھی

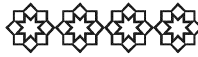
ہے کہ بغیر دلیل کے قول ردّ کر دیا جائے یا اپنے مؤقف کے خلاف قول کو کسی دلیل کے بغیر ردّ کر دیا جائے، اس طرح کے امور و مسائل میں زیادہ بحث مباحثے کا کیا حکم ہے؟ جـزاکم اللہ خیر الجزاء.

جواب: ......بعض روایات میں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں حساب کے وقت ایک آدمی کو حاضر کر کے یہ پوچھے گا کہ تو نے میری عبادت کیوں کی؟ وہ بندہ عرض کرے گا کہ ''اے اللہ! میں نے جنت اور اس کی ابدی نعمتوں کے بارے میں سنا تو راتوں کو بیدار رہا، دن کو تیری عبادت میں مشغول رہا، اور پیاسا رہا کہ جنت میں داخل ہونے کے شوق اور نعیم مقیم اور ثواب عظیم کے حصول کی خواہش تھی۔'' اللہ تعالیٰ یہ سن کر فرمائے گا۔ ''یہ ہے میری جنت، جا اس میں داخل ہو جا، تیری ہر تمنا و خواہش کو پورا کر دیا جائے گا۔'' اللہ ایک اور بندے کو بلائے گا اور اس سے فرمائے گا کہ ''تو نے میری عبادت کیوں کی؟'' وہ جواب دے گا کہ: ''میں نے جہنم اور اس کے عذاب، اس کی عبرت ناک سزاؤں اور اس کے عذابوں سے بچنے کے لیے رات کے آرام اور دن کے چین کو تج کر دیا، اور خوب خوب مشقتیں برداشت کیں۔'' اللہ تعالیٰ یہ جواب سن کر ارشاد فرمائے گا: ''میں نے تجھے جہنم سے بچالیا، جا تو جنت میں داخل ہو جا، تیری ہر خواہش پوری ہوگی۔'' پھر اللہ تعالیٰ ایک اور بندے کو بلائے گا اور اس سے فرمائے گا کہ: ''بندے! تو نے میری عبادت کیوں کی؟'' وہ بندہ عرض کرے گا: ''اللہ میں نے تیری صفات، تیرے جلال، تیری کبریائی، تیری نعمتوں اور نوازشوں کو پہچان لیا تھا تو میں نے تیری ملاقات کے شوق اور تیری محبت کی خاطر تیری عبادت کی۔ مخلوق پر اپنے فضل و انعام اور کمال صفات اور عظیم جلال کے باعث تو ہی عبادت و تعظیم کا مستحق ہے۔'' اللہ ربّ ذوالجلال فرمائے گا: ''میں یہ موجود ہوں، تو میرا دیدار کر لے، میں نے تجھے بے پایاں اجر و ثواب سے نوازا اور تیری تمام خواہشوں اور تمناؤں کو پورا کر دیا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ جواب دینے میں دونوں حق پر ہیں، لیکن وہ شخص جو اللہ

تعالیٰ کی عبادت اس لیے کرتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے اور وہ جانتا ہے کہ وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے، وہ اہل تقویٰ اور اہل معرفت ہے، وہ اپنے بندے کا خالق ومنعم حقیقی ہے، وہی فضل وکرم وثناء حسن کا مالک ہے، جو اس احساس و ادراک کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کرے گا، اسے یقیناً ثواب زیادہ ہوگا۔ [1]

(وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ)



[1] فتاوی اسلامیہ: ۱/ ۱۵۱۔۱۵۲، طبع دار السلام، لاہور.

باب نمبر 1

نماز کی اہمیت اور فضیلت

سابقہ تفصیل سے دین اسلام میں نماز کی اہمیت اور اس کی غیر معمولی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے، نیز یہ اسلام کا دوسرا عظیم الشان رکن ہے جس کی ادائیگی کے بغیر کسی انسان کا اسلام معتبر اور صحیح نہیں ہوتا۔

نماز دین اسلام کا ستون ہے:

نماز دین اسلام کا ستون ہے۔ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا:

((أَلا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ، وَعَمُوْدِهِ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟))

''کیا میں تجھے اسلام کا سر، اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتلاؤں؟''

میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! ضرور بتائیں۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ، وَعَمُوْدُهُ الصَّلَاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ.))

''دین اسلام کا سر خود کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کرنا ہے، اور اس کا ستون نماز اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔'' [1]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی کتاب الصلاۃ میں فرماتے ہیں:

''اے اللہ کے بندے اپنی حیثیت کو پہچانئے، یاد رکھئے! اسلام میں آپ کا حصہ اور آپ کے نزدیک اسلام کا مقام بس وہی ہے جو نماز میں آپ کا حصہ

[1] سنن ترمذی، کتاب الإیمان، رقم: ۲۶۱۶۔ مسند أحمد: ۲۳۱/۵، رقم: ۲۲۰۱۶۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۲۰۳۰۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

اور نماز کی آپ کے دل میں قدر ہے، خبردار ایسا نہ ہو کہ آپ اللہ سے اس حال میں ملیں کہ اسلام کا آپ کے دل میں کوئی مقام نہ ہو، اس لیے کہ آپ کے دل میں اسلام کا مقام وہی ہے جو نماز کا آپ کے دل میں ہے، حدیث ہے اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: ''نماز اسلام کا ستون ہے'' کیا آپ نہیں جانتے کہ ستون منہدم ہو جائے تو خیمہ بھی نیچے آ جاتا ہے اور رسیاں اور لکڑیاں بھی کام نہیں دیتیں اور جب ستون کھڑا رہے تو رسیاں اور لکڑیاں بھی کام دیتی ہیں، یہی حال اسلام میں نماز کا ہے۔''

نماز بندہ اور اس کے رب کے درمیان بطور ایک رابطہ:

نماز بندہ اور اس کے رب کے درمیان ایک رابطہ ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ .)) [1]

'' یقیناً جب کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے رب سے مناجات (سرگوشی) کرتا ہے۔''

''جب نماز کا معاملہ یہ ہے تو در حقیقت یہ بندہ مومن کے لیے اس کی رب سے مناجات کا ایک اعزاز ہے جو اس کو جان و مال اور اولاد سے زیادہ عزیز ہوتا ہے اور وہ اس اعزاز کا مستحق اسی وقت ہوسکتا ہے جب وہ ربوبیت کو اس کی اسماء وصفات اور حقوق کے ساتھ پہچان لے اور وہ عبودیت اور اس کی عاجزی و درماندگی، فقر و احتیاج کو جان لے اور وہ ہر حقدار کو اس کا حق پورے طور سے دینے کا عادی ہو جائے، اسی لیے حسی و معنوی طہارت اس کے لیے ناگزیر ہے اور جسمانی و قلبی ستر پوشی ضروری ہے، اور بیت اللہ کی طرف منہ کرنا جس قدر

[1] صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٠٥.

ممکن ہو، کلام اللہ کی تلاوت کرنا اور تکبیر و تسبیح کا اہتمام کرنا لازم ہے۔'' [1]

نماز ذریعہ تقرب الٰہی ہے:

نماز کے ذریعہ بندہ اپنے رب کی قربت حاصل کر لیتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تنبیہ فرمائی کہ آپ ابوجہل کی بات ہرگز نہ مانئے، اور مسجد حرام میں نماز پڑھتے رہیے اور عبادت کے ذریعہ اپنے رب کی قربت حاصل کرتے رہیے:

﴿كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩﴾ (العلق : ۱۹)

''ہرگز نہیں، آپ اس کی بات نہیں مانئے، اور اپنے رب کے سامنے سجدہ کیجئے اور اس کا قرب حاصل کیجئے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ .)) [2]

''بندہ حالت سجدہ میں اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، لہٰذا (سجدے میں) کثرت سے دعا کیا کرو۔''

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''نماز دل کو خوش رکھنے، قوت پہنچانے، اسے فراخ کرنے اور لذت و سرور پہنچانے میں بہت عظیم الشان ہے۔ اس میں قلب و روح کا اللہ رب العالمین کے ساتھ وصال ہوتا ہے، اللہ کے ذکر سے فائدہ ملتا ہے، اور اس کا قرب حاصل ہوتا ہے، اس سے مناجات کے ساتھ لذت ملتی ہے۔ اللہ کے سامنے

---

[1] نماز، تالیف امام احمد حنبل رحمہ اللہ، تحقیق و تقدیم شیخ محمد حامد الفقی، مقدمہ ص: ۱۶، ۱۷۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۱۰۸۳.

کھڑے ہونا اس کی عبادت میں سارے جسم کے تمام اعضاء کا استعمال اور ہر جسمانی عضو کو اس استعمال میں ایک حصہ ملنا نصیب ہوتا ہے۔ مخلوق سے تعلق اور میل ملاقات سے فراغت ملتی ہے، اس سے آدمی کے دل و دماغ اور بدنی جوارح اپنے پیدا کرنے والے خالق و مالک رب کریم کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں، نماز کی حالت میں آدمی کو اپنے دشمن سے راحت ملتی ہے، بڑی بڑی پر تاثیر دوائیاں اور خوش ذائقہ کھانے جس طرح صرف صحت مند دلوں کو ہی نفع پہنچاتے ہیں، اسی طرح سے نماز کے فوائد بھی اسے ہی حاصل ہوتے ہیں جس کا دل صحت مند ہو، بیمار دل تو بیمار جسموں کی طرح ہوتے ہیں کہ جنہیں بڑی خوش ذائقہ اور طاقت ور غزائیں بھی کچھ فائدہ نہیں دیتیں۔''

نماز بندے کی اپنے رب سے محبت کی علامت ہے:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث قدسی ہے۔ مظہر خلق عظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

((وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ، وَمَا یَزَالُ عَبْدِي یَتَقَرَّبُ إِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّی أُحِبَّهُ.)) [1]

''اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں، جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، رقم: ٦٥٠٢.

نماز نعمتوں کی شکر گزاری کا نام ہے:

ساتھ ہی نماز بندے کی اپنے رب کی عطا کردہ نعمتوں کی شکر گزاری ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی نیک صفات اور اچھے اخلاق و کردار میں مومنوں کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ کو جب کوئی ایسی خبر موصول ہوتی، جس سے آپ خوشی محسوس کرتے تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے سجدہ ریز ہو جاتے۔ چنانچہ سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ أَمْرٌ فَسُرَّ بِهِ فَخَرَّ لِلّٰهِ سَاجِدًا .)) [1]

”یقیناً نبی آخر الزماں ﷺ کے پاس کوئی ایسی خبر آتی، جس سے آپ خوش ہوتے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہو جاتے۔“

نماز بھلائی کا دروازہ ہے:

نماز ”باب الخیر“ یعنی بھلائی کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا:

((أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ))

”کیا میں تجھے بھلائیوں کے دروازے نہ بتاؤں؟ (سن لیجیے) روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسا کہ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا آدھی رات کو (بیدار ہو کر) نفل ادا کرنا۔“

---

[1] سنن ترمذی، ابواب الأیمان والنذور، باب ماجاء في سجدة الشكر، رقم: ۱۵۷۸ ۔ سنن أبو داؤد، كتاب الجهاد، باب في سجود الشكر، رقم: ۲۷۷٤ ۔ إرواء الغليل، للألباني، رقم: ٤٧٤ ۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

بعد ازاں آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت کیں:

﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿١٦﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾ ﴾ (السجدة: ١٦-١٧)

''رات میں ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں، اپنے رب کو اس کے عذاب کے ڈر سے اور اس کی جنت کے لالچ میں پکارتے ہیں، اور ہم نے انہیں جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اُس کے نیک اعمال کے بدلے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی کون سی نعمتیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔'' [1]

نماز اور بے بہا اجر و ثواب:

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک اور نماز عطا کی ہے وہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔ آگاہ رہو کہ وہ نماز، فجر کی نماز سے پہلے والی دو سنتیں ہیں۔ [2]

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز فجر سے پہلے والی دو سنتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ [3]

نماز تحفہ آسمانی ہے:

نماز کے عظیم الشان ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نماز وہ پہلا فریضہ ہے جو امام المرسلین رسولِ کریم ﷺ پر فرض کیا گیا، اور آسمان پر شب معراج میں امت اسلامیہ کو یہ

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الإیمان، رقم: ٢٦١٦- مسند أحمد: ٢٣١/٥، رقم: ٢٢٠١٦- علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] سلسلہ احادیث صحیحہ، رقم: ١١٤١- بیہقی: ٤٦٩/٢.

[3] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ١٦٨٨- سنن ترمذی، رقم: ٤١٦- مسند أحمد: ٥٠/٦.

فریضہ بطورِ تحفہ عنایت کیا گیا۔ قصہ معراج میں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا:

((فَفَرَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً ، فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى ، فَقَالَ : مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ : فَرَضَ خَمْسِينَ صَلَاةً ، قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى قُلْتُ ، وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ : رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ ، فَرَاجَعْتُهُ فَقَالَ: هُنَّ خَمْسٌ وَهُنَّ خَمْسُونَ ، لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ، وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا هِيَ؟ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ ، فَإِذَا فِيهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُؤِ ، وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں، میں یہ حکم لے کر واپس لوٹا۔ جب موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کی امت پر اللہ نے کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا کہ پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے فرمایا: آپ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جایئے، کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہے۔ میں واپس بارگاہ ربّ العزت میں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس میں سے ایک حصہ کم کر دیا۔ پھر سیّدنا موسیٰ کے پاس آیا، اور کہا کہ ایک حصہ کم کر دیا گیا ہے، انہوں نے کہا کہ دوبارہ جایئے کیونکہ آپ کی امت میں اس کے برداشت کی بھی طاقت نہیں ہے۔ پھر میں بارگاہِ رب العزت میں حاضر

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۳۴۹.

ہوا۔ پھر ایک حصہ کم ہوا۔ جب سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے رب کی بارگاہ میں پھر جائیے، کیونکہ آپ کی امت اس کو بھی برداشت نہ کر سکے گی، پھر میں بار بار آیا گیا، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نمازیں (عمل میں) پانچ ہیں، اور (ثواب میں) پچاس (کے برابر) ہیں۔ میری بات بدلی نہیں جاتی۔ اب میں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ اپنے رب کے پاس جاؤ، لیکن میں نے کہا کہ مجھے اب اپنے رب سے شرم آتی ہے۔ پھر (جبرئیل) مجھے ''سدرۃ المنتہیٰ'' تک لے گئے، جسے کئی طرح کے رنگوں نے ڈھانک رکھا تھا۔ جن کے بارے مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیا ہیں؟ اس کے بعد مجھے جنت میں لے جایا گیا، میں نے دیکھا کہ اس میں موتیوں کے ہار ہیں اور اس کی مٹی مشک کی ہے۔''

نماز اور پابندئ وقت:

نماز سے مت کہہ مجھے کام ہے
کام سے کہہ وقت نماز ہے

نماز کو اس کے متعینہ وقت پر ادا کرنا ضروری ہے، نماز کی عظمت شان کا یہاں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا گیا کہ کون سا عمل (سب سے زیادہ) اُفضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلصَّلَاۃُ عَلٰی وَقْتِهَا .)) ''مقررہ وقت پر نماز پڑھنا۔'' [1]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ الصَّلَوٰةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَٰبًا مَّوْقُوتًا ﴾ (۱۰۳)

(النساء: ۱۰۳)

''بے شک نماز مقررہ اوقات میں مومنوں پر فرض کر دی گئی ہے۔''

[1] صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، رقم: ۵۲۷.

نماز کو اس کے وقت مقررہ سے لیٹ کرنا، اور اس کی ادائیگی میں غفلت برتنا نفاق کی علامت ہے، جیسا کہ گزشتہ سطور میں گزر چکا ہے۔

قارئین کرام! ایسے لوگوں کی اللہ عزوجل نے کلامِ پاک میں بارہا مذمت فرمائی ہے، جو نماز میں پابندیٔ وقت کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ﴿٤﴾ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٥﴾ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ﴿٦﴾﴾ (الماعون: ٤۔٦)

''پس ویل یا ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں، جو لوگوں کو دکھاتے ہیں۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''اس سے مراد وہ منافقین ہیں جو لوگوں کے سامنے تو نماز پڑھتے ہیں، اور تنہائی میں نہیں پڑھتے۔ اور مسروق وغیرہ کا خیال ہے کہ وہ لوگ نماز تو پڑھتے ہیں جیسا کہ ''للمصلین'' کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے، لیکن وہ نمازوں کو ان کے متعین اوقات میں نہیں پڑھتے، اور عطاء بن دینار کا قول ہے کہ وہ لوگ نمازوں کو اوّل اوقات میں نہیں پڑھتے بلکہ ہمیشہ یا اکثر و بیشتر آخری وقت میں پڑھتے ہیں، یا نماز پڑھتے وقت اس کے ارکان و شروط کا خیال نہیں رکھتے، یا اس میں خشوع و خضوع کا خیال نہیں رکھتے۔ ﴿عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ کے الفاظ ان تمام ہی صورتوں کو شامل ہیں، تو جس کے اندر مذکورہ بالا تمام صفتیں پائی جائیں گی، وہ مکمل عملی نفاق میں مبتلا ہوگا، جیسا کہ صحیحین کی روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ منافق کی نماز ہے، وہ منافق کی نماز ہے، وہ منافق کی نماز ہے۔ بیٹھا آفتاب کو دیکھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ شیطان کی دو سینگوں کے درمیان پہنچ جاتا ہے تو چار بار ٹکر مار لیتا ہے، اللہ کو اس میں کم ہی یاد کرتا ہے۔''

(تیسیر الرحمان، ص: ۱۷۷۳)

مومنانہ صفت یہی ہے کہ نماز کو وقت پر ادا کیا جائے، اور اس میں غفلت بالکل بھی نہ برتی جائے۔ اللہ عزوجل نے مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ ﴾ (النور: ۳۷)

''جنہیں کوئی تجارت اور کوئی خرید و فروخت اللہ کی یاد سے، اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی ہے۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جب (مارے دہشت کے) لوگوں کے دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔''

نماز گناہوں سے پاک صاف ہونے کا ذریعہ ہے:

نماز گناہوں سے پاک و صاف ہونے کا ایک ذریعہ اور سبب ہے۔ جیسا کہ آقائے نامدار، اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا . مَا تَقُوْلُ ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ؟ قَالُوْا: لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا . قَالَ: فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا .)) [1]

''اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو، اور وہ روزانہ اس میں پانچ پانچ دفعہ نہائے تو تمہارا کیا گمان ہے۔ کیا اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی رہ سکتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں، ہرگز نہیں یا رسول اللہ! ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہی حال پانچوں وقت کی نمازوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ ، إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .)) [2]

---

1. صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰت، رقم: ۵۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۵۲۲.
2. صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم: ۵۵۲.

’’ پانچوں نمازیں (ایک) جمعہ (دوسرے) جمعہ تک ،اور (ایک) رمضان (دوسرے) تک کے گناہوں کے لئے کفارہ ہے، جب تک انسان کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا رہے۔‘‘

سیّدنا أبوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موسم سرما میں (ایک دن) باہر نکلے، جب کہ درختوں کے پتے گر رہے تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کی دوٹہنیاں پکڑیں تو پتے گرنے لگے، (راوی) کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے ابوذر! میں نے عرض کیا، حاضر ہوں، یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّيْ الصَّلَاةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ، فَتَهَافَتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهُ كَمَا يَتَهَافَتُ هَذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ .)) [1]

’’یقیناً مسلمان بندہ نماز پڑھتا ہے، اور اللہ کی خوشنودی چاہتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے گر رہے ہیں۔‘‘

اور اللہ ربّ العزت نے فرمایا:

﴿ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۱۲ ﴾ (المائدہ: ۱۲)

’’اگر تم لوگ نماز قائم کروگے، اور زکاۃ دوگے، اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے، اوران کی مدد کروگے، اور اللہ کو اچھا قرض دیتے رہوگے، تو بے شک میں تمہارے گناہوں کو مٹادوں گا، اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ پس تم میں سے جوکوئی اس (عہد و پیمان) کے

[1] مسند أحمد: ۱۷۹/۵، رقم: ۲۱۵۵۶۔ حلیة الأولیاء: ۹۹/۶۔۱۰۰۔ شیخ شعیب الأرناؤط نے اس کو ’’حسن لغیرہ‘‘ قرار دیا ہے۔

بعد کفر کی راہ اختیار کرے گا، وہ یقیناً سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا ہوگا۔''

قارئین کرام! مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ ربّ العزت نے نماز پنجگانہ کی حفاظت کرنے والوں کو خوشخبری سنا دی ہے کہ میں دنیا و آخرت میں ان کے گناہوں کو معاف کر دوں گا اور جنتیں عطا کروں گا۔ سبحان اللہ! جس کے گناہ مٹا دیے جائیں اور اور جنت حاصل ہو جائے بھلا اُسے اور کیا چاہیے؟

اللہ ربّ العزت نے مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ١١٤؁ۚ﴾ (هود: ١١٤)

''اور آپ دن کے دونوں طرف اور رات گئے نماز قائم کیجیے، بے شک اچھائیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں، یہ اللہ کو یاد کرنے والوں کو نصیحت کی جارہی ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ ربّ العزت کا فرمان ہے کہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں اور چونکہ نیکیوں میں نماز کا درجہ بہت ہی بلند اور اونچا ہے، لہٰذا یہ یقیناً برائیوں کو مٹا دیتی ہے۔ سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِي هٰذَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.)) [1]

''جو شخص میری طرح ایسا وضو کرے، پھر دو رکعت پڑھے، جس میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کرے، تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ کے شانِ نزول میں امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ وغیرہ نے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور کہا کہ میں شہر کے مضافات میں ایک عورت کا علاج کر رہا تھا، تو مجھ سے گناہ کا ارتکاب ہو گیا یعنی میں نے اس کا بوسہ لے لیا، آپ میرے بارے میں اپنا حکم صادر فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ١٥٩، ١٦٠، ١٦٤.

نے خاموشی اختیار کی، جب وہ آدمی جانے لگا، تو آپ ﷺ نے اسے بلالیا اور (یہی مذکورہ بالا) آیت تلاوت فرمائی، یعنی اس گناہ کے بعد تم نے جو نیک عمل کیا ہے اس نے اس گناہ کو ختم کر دیا ہے، یہ دیکھ کر ایک صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا یہ حکم اسی کے ساتھ خاص ہے؟ تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ:

((بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً .)) [1]

''یہ تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔''

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ''برائیوں'' سے ''صغیرہ گناہ'' مراد ہیں۔ [2]
لیکن یہ بات یاد رہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہے، اور صدق دل سے اس میں یہ دعا پڑھتا ہے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ ، كُلَّهُ ، دِقَّهُ وَجِلَّهُ ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ ، وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ .)) [3]

''اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے، پہلے اور پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ تمام گناہ بخش دے۔''

تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف کر دیں گے۔ ان شاء اللہ!

نماز تو بڑی دور کی بات ہے، ابھی اس نماز پڑھنے والے نے صرف طہارت حاصل کی ہے کہ اُس کے سارے گناہ ختم ہو گئے، اور نماز کے لیے چلنا، اور پھر نماز ادا کرنا اس کے لئے بلندی درجات کا باعث بن گیا۔ سیّدنا عبداللہ الصنابحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب التوبة، رقم: ۷۰۰۴۔ صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰة، رقم: ۵۲۶.

[2] إرشاد الساری شرح صحیح بخاری.

[3] صحیح مسلم، کتاب الصلوٰة، رقم: ۱۰۸۴.

وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ أَوْ نَحْوَ هٰذَا، وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ .)) [1]

''جب کوئی مسلم یا مؤمن بندہ وضو کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں، جو اس نے آنکھوں سے دیکھ کر کئے ہوتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ گر جاتے ہیں، جو اس نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ کئے ہوتے ہیں، حتی کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔''

اور جب نمازی نماز میں کھڑا ہو جاتا ہے، اور امام '' غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ'' کہتا ہے تو آمین کہے، اور اس کا ''آمین'' کہنا فرشتوں کی آمین سے مل جائے تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ پیارے پیغمبر سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا: آمِيْنَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) [2]

''جب امام '' غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ '' کہے، تو تم کہو، آمین۔ پس جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

[1] سنن ترمذی، ابواب الطهارة، باب ما جاء في فضل الوضوء، رقم: ۲ ـ مسند أحمد: ۳۰۳/۲ ـ سنن دارمی، رقم: ۷۲٤ ـ مؤطا، رقم: ۷۵ ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب التسميع والتحميد والتأمين، رقم: ۹۲۰ ـ صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب جهر المأموم بالتأمين، رقم: ۷۸۲.

اور جب وہ رکوع سے اُٹھ کھڑے ہونے کے بعد "اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" پڑھتا ہے تو اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: " سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، فَقُوْلُوْا: " اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ " فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❶

"جب امام " سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ " کہے، تو تم " اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ " کہو، کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہوگیا، اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

الغرض نماز کے اور بھی بہت سے متعلقات وملحقات گناہوں سے پاک صاف کرتے ہیں، مثلاً "المشی الی المساجد" "نماز کے لیے چلنا۔" اور "انتظار الصلاۃ بعد الصلاۃ" "ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔" وغیرہ۔

نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق آخری وصیت:

نماز کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی لگایا جاسکتا ہے، جس میں ہے کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت آپ کی آخری وصیت اور اُمت سے آپ کا آخری عہد و پیمان یہی تھا کہ وہ نماز کے سلسلہ میں اور غلاموں کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈریں، اس کا تقویٰ اختیار کریں۔ سیّدنا اُنس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَتْ عَامَّةُ وَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، وَهُوَ يُغَرْغِرُ بِنَفْسِهِ: اَلصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ .)) ❷

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد، رقم: ٧٩٦.

❷ سنن ابن ماجة، كتاب الوصايا، رقم: ٢٦٩٧ ـ إرواء الغليل، رقم: ٢١٧٨ ـ فقه السيرة، رقم: ٥٠١ ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

''آخری لمحات زندگی میں بوقت وفات، رسول اللہ ﷺ کی عام وصیت (اور اُمت سے آپ کا آخری عہد و پیمان) یہی تھا کہ وہ نماز کے متعلق اور غلاموں کے سلسلہ میں اللہ سے ڈریں۔''

اسی طرح سیّدنا علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، فرماتے ہیں کہ خاتم الانبیاء ﷺ کے آخری کلمات یہی تھے:

((اَلصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ .)) ❶

''نماز اور غلاموں کے متعلق اللہ سے ڈرنا۔''

سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے انتہائی مخلص دوست رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی:

((لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِعْتَ وَحُرِّقْتَ ، وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا ، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ ، وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ .)) ❷

''تم اللہ کے ساتھ کسی (غیر) کو شریک نہ ٹھہرانا، چاہے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے یا تجھے (آگ میں) جلادیا جائے۔ اور فرض نماز کو بھی قصداً نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے فرض نماز کو جان بوجھ کر چھوڑا اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ (حفاظت) اٹھ گئی۔ اور شراب مت پینا کیونکہ وہ ہر برائی کا دروازہ کھولنے والی چیز ہے۔''

بقول شاعر:

سرکشی نے کردیئے دھندلے نقوشِ بندگی
آؤ سجدہ میں گریں لوحِ جبیں تازہ کریں

---

❶ سنن ابن ماجة، کتاب الوصایا، رقم: ۲۶۹۸۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجة، کتاب الدعاء، رقم: ۴۰۳۴۔ إرواء الغلیل، رقم: ۲۰۸۶۔ التعلیق الرغیب ۱/۱۹۵۔ مشکوٰۃ المصابیح، رقم: ۵۸۰۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

نماز بندۂ مومن کی کرامت ہے:

اللہ تعالیٰ نے کلامِ پاک، قرآنِ مجید میں نماز کی بڑی اہمیت بیان فرمائی ہے اور نماز اور نمازیوں کی تکریم کی ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ① الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ② وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ③﴾ (المؤمنون: ۱،۲،۹)

''یقیناً ان مومنوں نے فلاح پالی جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں ......اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔''

انسان طبعی طور پر کمزور پیدا کیا گیا ہے، جب اسے کوئی بھاری مصیبت لاحق ہوتی ہے تو صبر کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے، واویلا کرنے لگتا ہے، اور انتہائی بے چینی اور اضطراب کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ اور جب اللہ کی جانب سے مال و دولت سے نوازا جاتا ہے تو پرلے درجے کا بخیل بن جاتا ہے، اپنے اوپر اللہ کے احسانات کو بھول جاتا ہے، اور اپنوں اور غیروں پر اس میں سے ایک پیسہ خرچ کرنے کے تصور سے اس کی جان نکلنے لگتی ہے:

﴿إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ⑲ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ⑳ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ㉑﴾ (المعارج: ۱۹۔۲۱)

''بے شک آدمی جزع وفزع کرنے والا اور حریص پیدا کیا گیا ہے، جب اُسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو فوراً گھبرانے لگتا ہے، اور جب اُسے کوئی نعمت ملتی ہے تو بڑا بخیل بن جاتا ہے۔''

آیات (۲۲) سے (۳۵) تک اللہ تعالیٰ نے جزع فزع اور شدت حرص وطمع سے شفا پانے کے اسی نسخہ کیمیا کو بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونوں بیماریوں سے اللہ تعالیٰ ان کو شفا دے گا:

﴿إِلَّا الْمُصَلِّينَ ㉒ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ㉓﴾ .... ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ㉞ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ

مُّكۡرَمُوۡنَ ﴿۳۵﴾ (المعارج: ۲۲، ۲۳...... ۳٤، ۳۵)

"سوائے اُن نمازیوں کے جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ ...... اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی لوگ جنتوں میں معزز و مکرم ہوں گے۔"

یعنی جو لوگ "اپنی پنجگانہ نمازیں، شروط و ارکان کا التزام کرتے ہوئے، خشوع و خضوع طمانیت، رکوع، سجدہ اور قیام" میں اعتدال کا لحاظ کرتے ہوئے ان کے مقرر و محدد اوقات میں ادا کرتے ہیں۔

مفسرین لکھتے ہیں: "(اس) آیت میں نمازوں کے اہتمام کا ذکر دوبارآنا، نماز کی فضیلت اور دیگر اعمال صالحہ کے مقابلہ میں اس کی عظمت و اہمیت کی دلیل ہے۔ اللہ کے جو مومن بندے ان اوصاف کے حامل ہوں گے، اللہ کے فضل و کرم سے آیت (۱۹) میں مذکور نفسیاتی بیماری سے وہ محفوظ رہیں گے، اور جب دنیا سے رخصت ہو کر اپنے رب کے پاس پہنچیں گے، تو اللہ تعالیٰ انہیں عزت و اکرام کے ساتھ جنتوں میں جگہ دے گا۔"

(تیسیر الرحمٰن، ص: ۱۶۴۰۔۱۶۴۱)

نماز کی ادائیگی اور پابندی کی تاکید خاص:

نماز کو مومنوں کی صفات میں ذکر کرنا بھی حفاظت نماز کے متعلق تاکید خاص کا ایک انداز ہے، بطورِ نمونہ کے چند آیات ملاحظہ ہوں:

﴿وَالَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ وَهُمۡ عَلٰى صَلَاتِهِمۡ يُحَافِظُوۡنَ ﴿۹۲﴾﴾ (الأنعام: ۹۲)

"اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس قرآن پر ایمان رکھتے ہیں، اور وہی اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔"

اور سورۃ البقرۃ میں فرمایا:

﴿ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ۛۚ فِيۡهِ ۛۚ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۲﴾ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ

بِالْغَيْبِ وَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾

(البقرۃ: ۲،۳)

''اس کتاب میں کوئی شک و شبہ نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کی رہنمائی کرتی ہے، جو غیبی اُمور پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور ہم نے ان کو جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

یعنی جب وہ نماز ادا کرتے ہیں تو اُن سنتوں کو بھی ادا کرتے ہیں جو فرض نمازوں سے پہلے اور بعد میں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہیں۔ یہی وہ نماز ہے جس کی پابندی کرنے والوں کی اللہ نے قرآنِ کریم کی متعدد آیتوں میں تعریف کی ہے:

﴿وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾﴾ (النساء: ۱۶۲)

''اور جو نماز قائم کرنے والے ہیں، اور زکوٰۃ دینے والے ہیں اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں، انہیں ہم اجرِ عظیم عطا کریں گے۔''

اور سورۃ النمل میں فرمایا:

﴿الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾﴾ (النمل: ۳)

''جو نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں، ان کا آخرت پر پورا یقین ہوتا ہے۔''

نیز بے شمار مقامات پر خصوصی طور سے نماز کا ذکر فرمایا ہے اور اس کی ادائیگی و پابندی کی خاصی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾﴾ (البقرۃ: ۲۳۸)

''اپنی نمازوں کی حفاظت کرو، اور بالخصوص بیچ والی (درمیانی) نماز کی، اور اللہ کے حضور پرسکون اور خشوع کے ساتھ کھڑے ہو۔''

مزید برآں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عُمّال کی طرف خط لکھا:

((إِنَّ أَهَمَّ أُمُورِكُمْ عِنْدِيْ اَلصَّلٰوةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا ، حَفِظَ دِيْنَهُ ، وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ .)) [1]

"یقیناً میرے نزدیک تمہارے اُمور میں سے سب سے اہم اور ضروری کام نماز ہے، جس شخص نے اس کی پابندی کی اور اس پر کاربند رہا، اس نے اپنا دین محفوظ کر لیا۔ اور جس نے اسے ضائع کر دیا وہ دوسرے معاملات میں بالاولیٰ سُست و کوتاہ ہوگا۔"

نماز جسم اور روح کی غذا:

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"نماز جسم اور روح دونوں کی مشترکہ ورزش بھی ہے، قیام، رکوع، سجود، تورّک اور پھر ایک سے دوسری حالت کی طرف جانے والی حالتوں پر مشتمل کئی ایک حرکات اور حالتوں والی یہ نماز کہ جس میں اکثر اعضاء متحرک ہو جاتے ہیں پوری ایک بدنی ورزش ہوتی ہے، اور ان مفاصل کے ساتھ ساتھ پیٹ کے اعضاء بھی ورزش کر رہے ہوتے ہیں، جیسے کہ معدہ، انتڑیاں سانس کو چالو رکھنے والے حصے اور غذا، چنانچہ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان حرکات سے غذائی مواد کو تحلیل وتہضم اور تقویت دینے میں مدد ملتی ہے، بالخصوص نماز میں سانس کی قوت اور تیزی سے باہر نکلنے کے وقت بلڈ پریشر، نفس نماز میں صحت بدن کی حفاظت ہے، اس میں صحت ایمان اور دنیا و آخرت کی سعادت کی حفاظت کے علاوہ جسم کے لیے خوراک کے فاضل اور باہم خلط ملط ہونے والے مادوں کا گھل جانا بہت زیادہ نفع مند ہوتا ہے۔ اسی طرح تہجد کی نماز حفظ صحت کے اسباب میں سے سب سے زیادہ نفع بخش ہے اور کئی ایک دیرپا بیماریوں کو بہت زیادہ روکنے والی اور جسم،

---

[1] مؤطا امام مالك، كتاب وقوت الصلاة، رقم: ٦ ـ مصنف عبدالرزاق، رقم: ٢٠٣٧.

وح اور دل کے لیے بہت بہت زیادہ نشاط دینے والی ہوتی ہے۔'' [1]

نماز خواہشات نفسانی اور بے حیائی سے روکتی ہے:

نماز انسان کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط﴾

(العنکبوت: ٤٥)

''اور نماز قائم کیجئے، بے شک نماز فحش اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔''

''اللہ تعالیٰ کا قول برحق ہے کہ نماز یقیناً برائیوں سے روکتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہے، اور برائیوں میں بھی ڈوبا رہتا ہے تو ہمیں یقین کر لینا چاہیے کہ اس کی نماز، وہ نماز نہیں ہے جسے اس آیت کریمہ میں فواحش ومنکرات سے روکنے والی نماز کہا گیا ہے۔''

(تیسیر الرحمٰن، ص: ۱۱۲۹)

فائدہ:...... نماز کا ترجمہ رکوع وسجود کی دعائیں سمجھ کر پڑھی جائیں تو بُرائیوں سے دُور رہنے میں مدد ملتی ہے۔

نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے:

اُحمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ نے نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمُ النِّسَاءُ وَالطِّيْبُ ، وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ)) [2]

''دنیاوی اشیاء میں سے میری بیویاں اور خوشبو مجھے بہت زیادہ پسند ہے، اور (اللہ کی طرف سے) میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔''

---

[1] زاد المعاد: ٤/ ٢١٠، ٢٤٧، ٢٤٨.

[2] صحيح الجامع الصغير، رقم : ٣١٢٤.

نماز باعث نجات ہے:

نماز ذریعہ نجات ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (الحج: ۷۷)

''اے ایمان والو! تم اپنے رب کے لئے رکوع کرو، اور سجدہ کرو، اور اسی کی عبادت کرو، اور کارِ خیر کرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ ﴾ (الاعلی: ۱۴، ۱۵)

''یقیناً وہ شخص کامیاب ہوگا جو (کفر وشرک سے) پاک ہوگیا، اور اپنے رب کا نام لیتا رہا، پھر اس نے نماز پڑھی۔''

سیّدنا عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں، یقیناً میں نے محبوب رب العالمین، رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

((خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، مَنْ أَحْسَنَ وُضُوْءَ هُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ، وَأَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ، كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَّغْفِرَ لَهُ.)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے (اپنے بندوں پر) پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جو شخص ان نمازوں کے لیے اچھی طرح وضو کرے، اور انہیں ان کے اوقات مقررہ میں پڑھے، اور ان کے رکوع اور خشوع کا پوری طرح خیال رکھے، (تو یہ بات) اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے لی ہے کہ اُسے بخش دے۔''

سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ،

---

[1] سنن أبو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۲۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ ، فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ ، قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتُقِصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ، ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذَلِكَ .)) [1]

''روزِ قیامت (ہر) بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر نماز (سنت کے مطابق) درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوگا، اور اگر نماز خراب ہوئی تو ناکام و نامراد ہوگا، اگر بندہ کے فرائض میں کچھ کمی ہوئی تو رب تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے کے نامہ اعمال میں دیکھو کوئی نفلی عبادت ہے؟ (اگر ہوئی) تو نفل کے ساتھ فرائض کی کمی پوری کی جائے گی، پھر اس کے تمام اعمال کا حساب اسی طرح ہوگا۔''

نماز حصول جنت کا ذریعہ ہے:

اللہ تعالیٰ کے جو مومن بندے نماز کی حفاظت کرتے ہیں، جب دنیا سے رخصت ہو کر اپنے رب کے پاس پہنچیں گے، تو اللہ غفور رحیم انھیں عزت و اکرام کے ساتھ جنتوں میں جگہ دے گا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٣٤﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٣٥﴾﴾ (المعارج: ٣٤-٣٥)

''اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں، وہی لوگ جنتوں میں معزز و مکرم رہیں گے۔''

اور اُمّی نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((لَنْ يَّلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ .)) [2]

---

[1] سنن ترمذی، ابواب الصلاۃ، رقم: ٤١٣۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
[2] صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ١٤٣٦.

''جو شخص طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب سے پہلے نماز پڑھے گا، وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا، یعنی فجر اور عصر کی نماز۔''

اس حدیث کو سرورِ دو عالم ﷺ نے بایں الفاظ بھی ادا فرمایا کہ:

((مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) [1]

''جس نے دو ٹھنڈی (یعنی فجر اور عصر) نمازیں پڑھیں، وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ قضاعہ کے لوگوں میں سے دو شخص مسلمان ہوگئے، ان میں سے ایک شہید ہوگیا اور دوسرا ایک سال بعد فوت ہوا، سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ شخص جس کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا وہ شہید سے پہلے جنت میں داخل ہوگیا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا (کہ شہید کا رتبہ تو بہت بلند ہے اس لیے جنت میں اسے پہلے داخل ہونا چاہیے تھا) میں نے صبح کی تو اس خواب کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کر دیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کا بعد میں انتقال ہوا کیا تم اس کی نیکیاں نہیں دیکھتے کس قدر زیادہ ہوگئیں؟ کیا اس نے بعد میں ایک رمضان کے روزے نہیں رکھے؟ اور سال بھر کی (فرض نمازوں کی) چھ ہزار اور اتنی اتنی رکعتیں زیادہ نہیں پڑھیں؟'' [2]

سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے صبح لوگوں کو اپنا خواب سنایا۔ سب کو اس بات پر تعجب ہوا کہ شہید کو (جنت جانے کی) اجازت بعد میں کیوں ملی؟ حالانکہ اسے پہلے ملنی چاہیے تھی۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں، بتاؤ؟ کیا بعد والے شخص نے ایک سال عبادت نہیں کی؟ اس نے ایک رمضان کے روزے نہیں رکھے؟ اس نے ایک سال کی نمازوں کے اتنے اتنے سجدے زیادہ نہیں کیے؟ سب نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو ان

---

[1] صحيح مسلم، كتاب المساجد، رقم: ١٤٣٨.

[2] مسند أحمد: ٣٣٣/٣، رقم: ٨٣٩٩۔ شعیب الأرناؤوط نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

دونوں کے درمیان زمین آسمان کی مسافت کا فرق ہو گیا۔'' [1]

اور جو شخص سنن راتبہ پر محافظت کرتا ہے اسے بھی رسالت مآب ﷺ نے جنت میں ایک گھر کی بشارت دی ہے۔ چنانچہ سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ: أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، صَلَاةَ الْغَدَاةِ .)) [2]

''جو شخص (باقاعدگی سے) بارہ رکعت (سنتیں) ادا کرے، اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے، ظہر سے پہلے چار رکعت، اور اس کے بعد دو رکعت، دو رکعت نماز مغرب کے بعد، دو رکعت نمازِ عشاء کے بعد اور دو رکعت نمازِ فجر (صبح کی نماز) سے پہلے۔''

اور جو شخص دن ہو یا رات تحیۃ الوضوء کا اہتمام کرتا ہے وہ بھی جنت حاصل کر لیتا ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ''نبی اکرم ﷺ نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فجر کے وقت پوچھا:

((حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ .))

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب تعبير الرؤيا، باب تعبير الرؤيا، رقم: ٣٩٢٥۔ مسند أحمد: ١٦٣/١، رقم: ١٤٠٣۔ شعیب الارناؤوط نے اس کو ''حسن لغیرہ'' اور ابن حبان نے ''صحیح'' کہا ہے۔ مسند أبی یعلی، رقم: ٦٤٨۔ مجمع الزوائد: ٢٠٤/١٠.

[2] سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ٤١٩۔ مسند أبو داؤد طیالسی، رقم: ٤١٩۔ مصنف ابن أبی شیبه: ٢٠٣/٢، ٢٠٤۔ مسند أحمد: ٣٢٦/٦، ٣٢٧۔ ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

”مجھے اپنا سب سے زیادہ امید والا نیک عمل بتاؤ جسے تم نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے، کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی چاپ سنی ہے۔“

”تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، میں نے تو اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید کا کوئی عمل نہیں کیا کہ جب میں نے رات یا دن میں کسی وقت بھی وضو کیا تو میں اس وضو سے نفلی نماز پڑھتا رہا، جتنی میری تقدیر میں لکھی گئی تھی۔“ [1]

اور سیّدنا عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ .)) [2]

”جو مسلمان آدمی خوب اچھی طرح وضو کرے، پھر کھڑا ہو کر دل اور منہ سے (ظاہری، اور باطنی طور پر) متوجہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“

نماز اور آسمانی ادیان:

نماز ایک ایسا دینی فریضہ ہے جو تمام ادیانِ سماویہ میں موجود رہا ہے، جتنے انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمائے، وہ سارے کے سارے نماز کی پابندی کیا کرتے تھے اور اپنی امم کو نماز کی تلقین کیا کرتے تھے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ۝۷۳﴾ (الأنبياء: ٧٣)

”اور ہم نے انھیں پیشوا بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے۔ اور ہم نے ان کے پاس وحی بھیجی تھی کہ وہ اچھے کام کریں، اور نماز قائم

---

[1] صحيح بخاری، کتاب التهجد، رقم: ١١٤٩ ـ صحيح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل بلال رضی الله عنه، رقم: ٦٣٢٤ ـ مسند أحمد: ٢/ ٣٣، ٤٣٩.

[2] صحيح مسلم، کتاب الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، رقم: ٥٥٣.

کریں اور زکوٰۃ دیں اور وہ سب ہماری ہی عبادت کرتے تھے۔''

سیدنا زکریا علیہ السلام اور حفاظت نماز:

سیّدنا زکریا علیہ السلام، مریم علیہا السلام کے ساتھ اللہ کا فضل و کرم دیکھتے ہیں، تو اپنی کبر سنی اور بیوی کے سنِ یاس کو پہنچ جانے کے باوجود ولد صالح کے لیے دعا کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی، اور فرشتوں کے ذریعے ولدِ صالح کی بشارت بھیج دی، فرشتوں نے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہے، جس کا نام یحییٰ ہوگا، جو سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرے گا، علم و عبادت میں لوگوں کا سردار ہوگا، گناہوں سے محفوظ رہے گا، اور نبی صالح ہوگا، سیّدنا زکریا علیہ السلام کو جس وقت یہ خوشخبری ملی۔ آپ حالت نماز میں تھے۔

﴿فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۳۹﴾ (آل عمران: ۳۹)

''تو فرشتوں نے انھیں آواز دی، جب کہ وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ آپ کو یحییٰ کی بشارت دے رہا ہے، جو اللہ کے کلمہ (عیسیٰ) کی تصدیق کرنے والا، سردار، پاکباز اور صالح نبی ہوگا۔''

سیّدنا موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور حفاظت نماز:

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو حکم فرمایا کہ تم لوگ اپنے گھروں کو مساجد کے طور پر استعمال کرو، اور اندر ہی نماز پڑھ لیا کرو، تاکہ فرعون کے کارندے تمھیں باہر مساجد میں نماز پڑھتے دیکھ کر ایذاء نہ پہنچائیں:

﴿وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَ اَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّ اجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۸۷﴾

(یونس: ۸۷)

”اور ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر مہیا کرو، اور اپنے ان گھروں کو مسجد بنالو اور پابندی کے ساتھ نماز ادا کرو، اور اے موسیٰ! آپ مومنوں کو خوشخبری دے دیجیے۔“

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حفاظت نماز:

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کی بات سن کر بول پڑتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے ازل میں فیصلہ کیا ہے کہ وہ مجھے انجیل دے گا اور مجھے نبی بنائے گا، اور میں جہاں بھی رہوں گا اس نے مجھے صاحب خیر و برکت، اور صاحب دعوت بنایا ہے۔ میں اپنے رب کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا رہوں گا، اور مجھے وصیت کی ہے کہ تا دمِ حیات نماز پڑھوں، اور زکوٰۃ ادا کروں......:

﴿قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۝۳۰ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۝۳۱﴾ (مریم: ۳۰۔۳۱)

”کہا (عیسیٰ نے) بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے انجیل دی ہے، اور مجھے نبی بنایا ہے، اور جہاں بھی رہوں مجھے بابرکت بنایا ہے اور جب تک زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے۔“

سیدنا شعیب علیہ السلام اور حفاظت نماز:

سیّدنا شعیب علیہ السلام بکثرت نماز پڑھتے تھے اور ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے، اسی لیے کفار نے ان کی پیش کردہ دعوت کو ٹھکراتے ہوئے کہا کہ اے شعیب! کیا آپ کی نمازیں آپ کو حکم کرتی ہیں کہ ہم ان معبودوں کو ترک کردیں جن کی پرستش ہمارے آباؤ واجداد کرتے تھے:

﴿قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ﴾

(هود: ۸۷)

"انھوں نے کہا، اے شعیب! کیا تمہاری نمازیں تمہیں حکم دیتی ہیں کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے؟"

سیدنا ابراھیم علیہ السلام اور حفاظت نماز:

سیّدنا ابراھیم علیہ السلام اپنی اولاد کو بیت حرام کے پاس اس لیے بساتے ہیں کہ وہ وہاں نماز قائم کریں:

﴿رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ (ابراهيم: ۳۷)

"اے ہمارے رب! میں نے اپنی بعض اولاد کو تیرے بیت حرام کے پاس ایک وادی میں بسایا ہے، جہاں کوئی کھیتی نہیں ہے، اے ہمارے رب! میں نے ایسا اس لیے کیا ہے تاکہ وہ نماز قائم کریں۔"

اور پھر انھوں نے اپنے رب سے یہ دعا بھی کی کہ وہ انھیں اور ان کی اولاد کو نماز کا پابند بنادے، اور ان کی تمام دعاؤں کو بالعموم اور اس دعا کو بالخصوص قبول فرمالے:

﴿رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝﴾ (ابراهيم: ۴۰)

"اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنادے، اے ہمارے رب! اور میری دعا کو قبول فرمالے۔"

سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور حفاظت نماز:

سیّدنا اسماعیل بن ابراھیم علیہما السلام رسول اور نبی تھے۔ نماز کی خود پابندی کرتے اور اپنے اہل وعیال کو نماز وزکوۃ اور دیگر نیک کاموں کا حکم دیتے تھے، تاکہ دوسروں کے لیے اچھی مثال بنیں:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ

رَسُوْلًا نَّبِیًّا ﴿۵۴﴾ وَ كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ ۪ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ (مریم: ۵۴-۵۵)

''اور آپ قرآن میں اسماعیل کا ذکر کیجیے، وہ وعدہ کے بڑے سچے تھے، اور رسول و نبی تھے، اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے، اور وہ اپنے رب کے نزدیک بڑے پسندیدہ تھے۔''

سیدنا سلیمان علیہ السلام اور حفاظت نماز:

سیّدنا سلیمان علیہ السلام کا نماز کے متعلق شوق دیکھئے گا، ایک دن گھوڑوں کی نمائش میں ایسا مشغول ہوئے کہ عصر کی نماز کا وقت گزر گیا، چنانچہ سیّدنا سلیمان علیہ السلام اس پر بایں الفاظ اظہار افسوس کرتے ہیں:

﴿اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّيْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ﴾

(ص: ۳۱-۳۲)

''جب شام کے وقت ان کے سامنے عمدہ گھوڑے لائے گئے، تو انھوں نے کہا کہ میں اپنے رب کی یاد سے غافل ہو کر ان گھوڑوں میں دلچسپی لینے لگا، یہاں تک کہ آفتاب پردے میں چھپ گیا۔''

امام الانبیاء، سیّد البشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حفاظت نماز:

اللہ تعالیٰ نے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ نماز ہر قسم کی برائیوں سے روکتی ہے:

﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ﴾

(العنکبوت: ۴۵)

''نماز قائم کیجیے، بے شک نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿١١٤﴾﴾ (هود : ١١٤)

''اور آپ دن کے دونوں طرف اور رات گئے نماز قائم کیجیے، بے شک اچھائیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لیے۔''

اور سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا:

﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿٧٨﴾﴾ (بنی اسرائیل : ٧٨)

''آپ زوال آفتاب کے وقت سے رات کی تاریکی تک نماز قائم کیجیے، اور فجر کی نماز میں قرآن پڑھیئے، بے شک فجر میں قرآن پڑھنے کا وقت فرشتوں کی حاضری کا وقت ہوتا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے، جو سب سے اہم عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کا سب سے بہتر طریقہ ہے، جیسا کہ اللہ نے سورۃ البقرۃ میں فرمایا ہے:

﴿وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ﴾ (البقرة : ٤٥)

''اے مسلمانو! تم لوگ صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگو۔''

مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے مراد نماز پنجگانہ ہے، جس کی ادائیگی ان کے محدود اوقات میں فرض ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ ﴿دُلُوْكِ الشَّمْسِ﴾ کا معنی ''زوالِ آفتاب'' ہے، جو ظہر اور عصر کی نماز پر دلالت کرتا ہے، اور ﴿غَسَقِ الَّيْلِ﴾ سے مراد ''رات کی تاریکی'' ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان مشترک ہے، اور ﴿قُرْاٰنَ الْفَجْرِ﴾ سے مراد ''نماز فجر'' ہے۔ (تیسیر الرحمن، ص : ٨٢٠)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''معلم کائنات، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر قولی اور فعلی سنتوں کے ذریعہ ان اوقات کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے، اور ابتدائے اسلام سے آج تک امت اس پر عمل پیرا ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر، تحت الآیۃ)

مفسر ابو السعود لکھتے ہیں کہ ''سیّدنا جبریل علیہ السلام نے ہر نماز کا وقت بیان کر دیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کی تعداد رکعات بیان فرما دی۔'' (بحوالہ تیسیر الرحمٰن، ص:۸۲۱)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حفاظت اور پھر اس راہ میں پیش آنے والی ہر تکلیف پر صبر کرنے کا حکم فرمایا، اور ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تلقین کریں:

﴿وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ﴾ (طٰہٰ: ۱۳۲)

''اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں، اور خود بھی اس کی پابندی اور حفاظت کیجیے۔''

''نماز ہی وہ فریضہ ہے جس کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر عمل اور ہر فرض سے پہلے نبوت کے ذریعے حکم دیا ہے اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وصیت کی ہے، آپ نے فرمایا: ''خبردار رہو نماز کے معاملہ میں اپنے غلاموں کے معاملے میں'' دوسری حدیث ہے کہ ''یہ 'نماز' ہر نبی کی اپنی امت کو آخری وصیت رہی ہے اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت وہ ان کو آخری تلقین اسی کی کرتا ہے''، ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آتا ہے کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم جان کنی کے عالم میں تھے اور کہتے جاتے تھے کہ نماز نماز نماز۔''

نماز وہ اوّلین فریضہ ہے جسے ان پر فرض کیا گیا اور سب سے آخر میں اس کی وصیت کی گئی، یہ اسلام سے رخصت ہونے والا آخری عمل ہے اور قیامت کے دن بندے سے پوچھا جانے والا سب سے پہلا عمل، یہ اسلام کا ستون ہے،

اس کے بعد اسلام باقی رہتا ہے، نہ دین، اللہ کے لیے اپنے تمام معاملات میں عام طور سے اور نمازوں میں خاص طور سے تقویٰ کیجیے، اسے مضبوطی سے تھام لیجیے، اسے ضائع ہونے سے بچائیے اس کا مذاق اڑانے سے دریغ کیجیے اور اس میں امام سے آگے بڑھنے سے کنارہ کش رہیے اور شیطان کے دھوکے میں نہ آیئے کہ آپ کو نماز سے باہر کردے کہ یہ آپ کے دین کا آخری حصہ ہے اور جس کے دین کا آخری حصہ چلا گیا اس کا پورا دین چلا گیا تو اپنے دین کے آخری حصہ کو مضبوطی سے تھام لیجیے۔'' [1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے والہانہ شیفتگی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے والہانی شیفتگی اور اس کے اہتمام کا اندازہ فرمایئے گا کہ رات کو اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جایا کرتے اور اُن کو ورم پڑ جاتا۔ چنانچہ سیّدنا مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

((قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيلَ لَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا؟)) [2]

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک کو ورم پڑ جاتا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کردی ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں (اللہ تعالیٰ کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

اور بعض دفعہ تمام رات نماز پڑھتے رہتے، یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح تک ایک ہی آیت کے ساتھ قیام فرمایا، یعنی صرف

[1] نماز، تالیف امام احمد حنبل رحمہ اللہ، تحقیق وتقدیم شیخ محمد حامد الفقی، مقدمہ ص: ۸۰، ۸۱.

[2] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ٤٨٣٦.

یہی آیت تلاوت فرماتے، اور رکوع وسجود کرتے رہے، اور وہ آیت کریمہ یہ ہے:

﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾﴾ (المائدہ: ۱۱۸)

''اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے تو بلاشبہ وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو ان کو معاف کردے تو یقیناً تو غالب حکمت والا ہے۔'' [1]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت میں جب نماز کا وقت آیا اور اذان دی گئی تو فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔'' اس وقت آپ سے کہا گیا کہ سیّدنا ابوبکر بڑے رقیق القلب (نرم دل) انسان ہیں۔ اگر وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز پڑھانا ان کے لیے مشکل ہوجائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دوبارہ یہی حکم صادر فرمایا، اور آپ کے سامنے پھر وہی بات دہرادی گئی۔ چنانچہ تیسری مرتبہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''تم تو بالکل یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ بالآخر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائے۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض میں کچھ کمی محسوس کی اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر (نماز کے لیے) باہر تشریف لے گئے۔ گویا میں اس وقت آپ کے قدموں کو دیکھ رہی ہوں کہ بوجہ تکلیف زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے انہیں اپنی جگہ پر رہنے کے لیے فرمایا۔ پھر آپ قریب آئے اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے ......اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔'' [2]

---

[1] سنن ابن ماجة، كتاب الصلاة، باب ماجاء في صلاة الليل، رقم: ۱۳۵۰۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔ مسند أحمد: ۱۴۹/۵، رقم: ۲۱۳۲۸۔ مصنف ابن أبي شيبه: ۱۱/ ۴۹۷۔۴۹۸۔ سنن الکبریٰ: للبیهقی ۱۳/۳.

[2] صحيح بخاری، كتاب الأذان، باب حدّ المريض أن يشهد الجماعة، رقم: ٦٤٤.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذوقِ نماز:

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلمان میں اسی لیے نمازی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ذوقِ نماز اور نماز سے بے پناہ شغف کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی نماز نہیں ترک کرتے تھے، وہ مسجد کا رُخ کرتے اور بارگاہِ رب العزت میں حاضری بجالاتے تھے۔ چنانچہ:

☆ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو ان پر شدت سے رقت طاری ہو جاتی اور نماز میں اس درد سے روتے تھے کہ ان کے رونے کی وجہ سے آواز (قرأت) آخری صفوں تک نہیں پہنچتی تھی۔ [1]

☆ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے، تو آپ نے دین کی بقاء نماز میں سمجھی اور اپنے عمال (حکومتی عہدیداروں) کو ان کی ذمہ داری کی یاد دہانی کراتے ہوئے لکھا:

((إِنَّ أَهَمَّ أُمُوْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلٰوةُ ، فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهُ ، وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ .)) [2]

"تمہارے کاموں میں سب سے زیادہ اہمیت میرے نزدیک نماز کی ہے جو شخص اپنی نماز کی حفاظت کرے گا، اور اس کی دیکھ بھال کرتا رہے گا وہ اپنے پورے دین کی حفاظت کرے گا۔ اور جو نماز کو ضائع کر دے گا تو وہ باقی تمام چیزوں کو بدرجۂ اُولیٰ برباد کر دینے والا ثابت ہوگا۔"

☆ سیّدنا اُنس رضی اللہ عنہ قیام اور سجدہ میں اس قدر دیر لگاتے تھے کہ لوگ سمجھتے آپ کچھ بھول

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم : ٦٧٨.

[2] مؤطا امام مالك، كتاب وقوت الصلاة، رقم: ٦ ـ مشكوٰة: ١/ ٥٩.

گئے ہیں۔ ❶

☆ سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے، نماز کے ساتھ آپ کو والہانہ محبت تھی۔ ❷

اور جب نماز میں کھڑے ہوتے تو کئی کئی سورتیں پڑھ جاتے، اور اس طرح کھڑے ہوتے، معلوم ہوتا کہ کوئی ستون کھڑا ہے۔ ❸

☆ سیّدنا تمیم بن اُوس الداری رضی اللہ عنہ تہجد گزار تھے، ایک رات نمازِ تہجد کے لیے کھڑے ہوئے تو صرف ایک آیت کی تلاوت میں صبح کر دی، بار بار اس کو دہراتے رہے...... اور وہ آیت کریمہ یہ تھی:

﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۲۱﴾ (الجاثية: ٢١)

''کیا جو لوگ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، ہم انہیں اُن کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور انھوں نے اعمال صالحہ کیے، ان دونوں جماعتوں کا جینا اور مرنا ایک جیسا ہو، وہ لوگ بہت ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔'' ❹

☆ اور سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: میں ہر نماز کے وقت کا مشتاق رہتا ہوں، اور ان کا یہ بھی بیان ہے کہ جب سے میں حلقہ بگوش اسلام ہوا ہوں کوئی ایک نماز ایسی نہیں گزری کہ اس کی اقامت کے وقت میں باوضو نہ ہوں۔ یعنی اس کی تیاری کے لیے پہلے سے ہی باوضو تھا۔ ❺

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الأذان، باب المكث بين السجدتين، رقم: ٨٢١.

❷ حلية الأولياء: ١/ ٢٥٥.

❸ الإصابة: ٤/ ٨١ـ أسد الغابة: ٣/ ٢٤٨٣.

❹ أسد الغابة: ١/ ٤٢٩.

❺ سير أعلام النبلاء: ٣/ ١٦٤.

☆ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ: ''انہوں نے نماز میں ایک آدمی کو غیر حاضر پایا، چنانچہ اس کے گھر گئے اور اس کو آواز دی تو وہ آدمی نکلا، آپ نے اس سے پوچھا تم کو نماز سے کس چیز نے روکا تھا، اس نے کہا: امیر المومنین! ایک بیماری ہے اگر میں نے آپ کی آواز نہ سنی ہوتی تو میں نہ نکلتا یا اس نے کہا کہ میں نہ نکل سکتا تھا تو آپ نے فرمایا: ''تو نے نماز کی پکار کو چھوڑ دیا جو میری پکار کے مقابلہ میں تم پر کہیں زیادہ واجب ہے'' سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ہی کے بارے میں آتا ہے کہ: ''انہوں نے کچھ لوگوں کو نماز میں نہیں پایا تو کہا: کیا بات ہے یہ لوگ نماز سے پیچھے رہتے ہیں؟ ان کے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے دوسرے بھی پیچھے ہونے لگتے ہیں؟ وہ لوگ مسجد میں آئیں ورنہ میں ان کے پاس ایسے لوگوں کو بھیجوں گا جو انہیں گردن سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لائیں گے'' پھر فرماتے ہیں ''نماز میں حاضر رہو نماز میں حاضر رہو۔'' [1]

سلف صالحین کے نماز سے بے پناہ شغف کے چند نمونے:

☆ عثمان بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا سعید بن المسیب رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ گزشتہ تیس (۳۰) سالوں سے میرا یہ معمول ہے کہ جب بھی مؤذن اذان دیتا ہے تو میں مسجد میں موجود ہوتا ہوں۔ [2]

☆ ابو حیان اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ الربیع بن خُثَیم رحمہ اللہ کو نماز کے لیے لایا جاتا تھا حالانکہ وہ فالج میں مبتلا تھے، پس ان سے کہا گیا کہ آپ کے لیے تو (شرعی طور پر) رخصت موجود ہے، تو فرمانے لگے، میں مؤذن کی ((حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ)) ''آؤ نماز کی طرف'' سنتا ہوں (تو نماز کے لیے مسجد میں کیوں نہ آؤں؟) پس تم لوگ (بھی نماز کے لیے مسجد میں) آسکو تو ضرور آؤ، اگرچہ زمین پر گھسیٹتے ہوئے ہی

[1] نماز، تالیف امام احمد حنبل رحمہ اللہ، تحقیق وتقدیم شیخ محمد حامد الفقی، مقدمہ ص: ۱۲۲تا۱۲۳۔

[2] سیر أعلام النبلاء: ٤/ ٢٢١۔ حلیة الأولیاء: ٢/ ١٦٢۔

کیوں نہ آنا پڑے۔ ❶

☆ سیدنا مصعب فرماتے ہیں کہ عامر رحمہ اللہ (بن عبداللہ بن زبیر) نے مؤذن کی آواز سنی اوران کی روح پرواز کرنے والی تھی، تو انہوں نے کہا کہ میرا ہاتھ پکڑو (اور مجھے نماز کے لیے لے چلو) پس ان سے کہا گیا کہ آپ مریض ہیں، فرمانے لگے: میں اللہ کے داعی کی آواز سنتا ہوں، پھر میں اس پر لبیک کیوں نہ کہوں؟ پس لوگوں نے ان کا ہاتھ پکڑا، (اور نماز کے لیے مسجد لے گئے) تو وہ امام کے ساتھ نمازِ مغرب میں شریک ہوگئے، ابھی انہوں نے ایک رکعت نماز ادا کی تھی کہ اس دارِ فانی سے انتقال کر گئے۔ ❷

☆ (محمد) بن خفیف رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ان کی کمر میں شدید درد تھا، جب کمر کا درد اٹھتا تھا وہ نقل وحرکت سے عاجز آجاتے تھے، (اسی دوران) جب نماز کے لیے اذان دی جاتی، تو انہیں ایک آدمی کی پیٹھ پر (بٹھا کے) مسجد لایا جاتا تھا۔ ان سے کہا گیا: اگر آپ اپنی جان پر ترس کھائیں تو؟ انہوں نے جواب دیا: جب تم ((حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ.)) ''آؤ نماز کے لیے'' کی آواز سنو، اور مجھے (نمازیوں کی) صف میں نہ دیکھو، تو پھر مجھے قبرستان میں تلاش کرنا۔ ❸

☆ اور یونس بن محمد المؤدب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حماد بن سلمہ رحمہ اللہ کی وفات مسجد میں حالت نماز میں ہوئی۔ ❹

☆ اور عصر حاضر کے مشہور قلمکار مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات بھی حالت نماز میں ہوئی۔ چنانچہ پروفیسر نجیب الرحمٰن کیلانی حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ ۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء کو رات کا کھانا کھا رہے تھے کہ نمازِ عشاء کا وقت ہوگیا۔ وضو کیا اور مسجد کی طرف چل دیے۔

---

❶ سیر أعلام النبلاء: ٤/ ٢٦٠ـ طبقات ابن سعد: ٦/ ١٨٩، ١٩٠ـ المعرفة والتاريخ: ٢/ ٥٧١ـ حلية الأولياء: ٢/ ١١٣، ١١٥.

❷ سیر أعلام النبلاء: ٥/ ٢٢٠.

❸ سیر أعلام النبلاء: ١٦/ ٣٤٦.

❹ سیير أعلام النبلاء: ٧/ ٤٤٨ـ حلية الأولياء: ٦/ ٢٥٠.

جا کر پہلی صف میں دائیں طرف جگہ ملی، پہلے سجدہ کے دوران روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ❶

☆ اسی طرح مصنف کتب کثیرہ خواجہ محمد قاسم رحمہ اللہ بھی جمعہ کی نماز کی امامت کرتے ہوئے حالت تشہد میں فوت ہوئے۔ خواجہ رحمہ اللہ انتہائی جید وفقیہ عالم تھے۔

☆ اور سیّدنا وکیع بن الجراح فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز کا وقت آنے سے پہلے نماز کی تیاری نہ کرے، گویا اس نے نماز کی توقیر و تعظیم نہیں کی۔ ❷

نماز دراصل اللہ وحدہٗ لاشریک کے لیے کمال بندگی کا اظہار ہے:

شریک کار کی حاجت نہیں ہے تیری قدرت کو
نبی ہو یا ولی ہر اک تیرے در کا سوالی ہے

انسانیت کی تخلیق کا مقصد ہی اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرنا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝﴾ (الذاریات: ٥٦)

"اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔"

نماز، تسبیح و تحلیل دراصل اللہ وحدہٗ لاشریک کے لیے کمالِ بندگی اور اطاعت کا اظہار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آسمان وزمین میں پائی جانے والی تمام مخلوقات، خواہ وہ فرشتے ہوں یا بنی نوع انسان، جن یا حیوان، حتی کہ جمادات بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ چڑیاں فضا میں پرواز کرتی ہوئی اپنے رب کی تسبیح بیان کرتی ہیں اور نماز ادا کرتی ہیں۔ کائنات کی ہر چیز کو معلوم ہے کہ اسے اللہ کی تسبیح کیسے بیان کرنی ہے اور نماز کیسے ادا کرنی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کا بنیادی حق (عبادت) ادا ہو سکے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَ

---

❶ مقدمہ تیسیر القرآن، از مولانا عبدالرحمن کیلانی: ١/ ٨.

❷ کتاب الزھد، لوکیع بن الجراح: ١/ ٥٠ بتحقیق الفریوائی.

الطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسْبِيْحَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ (النور : ۴۱)

''اے میرے نبی (ﷺ)! آپ دیکھتے نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں پائی جانے والی تمام مخلوقات اور فضا میں پر پھیلا کر اُڑتی ہوئی چڑیاں، سبھی اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہیں۔ ہر مخلوق اپنی نماز اور تسبیح کو جانتی ہے اور اللہ ان سب کے اعمال سے خوب واقف ہے۔''

انسان اور دیگر تمام مخلوقات کے سائے بھی اللہ ربّ العزت کو سجدہ کرتے ہیں۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ سایہ بھی حقیقی معنوں میں اللہ کو سجدہ کرتا ہے۔ جیسا کہ پہاڑ اللہ کی تسبیح میں مشغول ہوتے ہیں:

﴿اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾﴾

(ص : ۱۸)

''ہم نے پہاڑوں کو ان کے لیے مسخر کردیا تھا، وہ شام اور صبح کے وقت اُن کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿اَ وَ لَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾﴾ (النحل: ۴۸)

''کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں، ان کے سائے دائیں اور بائیں سے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے ڈھلتے ہیں، اور وہ اللہ کے لیے عاجزی اور انکساری کیے ہوتے ہیں۔''

اور سورۃ الرعد میں فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝﴾ (الرعد: ۱۵)

''اور آسمانوں اور زمین میں رہنے والی ساری مخلوقات صرف اللہ کو سجدہ کرتی ہیں، چاہے خوشی سے کریں یا مجبور ہو کر، ان کے سائے بھی صبح و شام (اللہ کو) سجدہ کرتے ہیں۔''

الغرض تمام آسمان و زمین اور ان میں پائی جانے والی مخلوقات اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں اور تمام نقائص و عیوب سے اسے بلند و بالا سمجھتی ہیں، حضرتِ انسان لوگ ان کی تسبیحات اور نماز و عبادت کو نہیں سمجھ سکتا۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اور راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''المفردات'' میں اسی بات کو ترجیح دی ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝﴾ (بنی اسرائیل: ٤٤)

''ساتوں آسمان اور زمین اور جو مخلوقات اُن میں پائے جاتے ہیں، سبھی اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور ہر چیز صرف اس کی حمد و ثناء اور پاکی بیان کرنے میں مشغول ہے، لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو، وہ بے شک بڑا بردبار، بڑا معاف کرنے والا ہے۔''

نماز نفسِ انسانی کے اندر تقویٰ کی روح پیدا کرتی ہے:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ﴾

''اور یہ کہ نماز قائم کرو، اور تقویٰ اختیار کرو۔''

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ''متقی ان لوگوں کو کہتے ہیں جو راہِ ہدایت پر نہ چلنے کی صورت میں اللہ کے عقاب سے ڈرتے ہیں، اور دین اسلام کی تصدیق اور اس پر چلنے کی صورت میں اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے تقویٰ کا معنی پوچھا: تو کہا کہ کبھی خاردار راستہ پر چلے

ہو؟'' اس نے کہا: ہاں! تو انہوں نے پوچھا: تم نے کس طرح راستہ طے کیا؟ اس نے کہا: جب کانٹا دیکھتا تو اس سے الگ ہو جاتا۔ تو انہوں نے کہا یہی ''تقویٰ'' ہے۔ (تیسیر الرحمٰن، ص:۱۶)

بلاشبہ نماز انسان کے اندر تقویٰ، پرہیزگاری اور خشیت الٰہی پیدا کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی عظیم صفت کے حاملین ''متقین'' کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الٓمٓ ① ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛۚ فِيْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ② الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③﴾

(البقرۃ: ۱۔۲۔۳)

''الٓـمٓ، اس کتاب میں کوئی شک وشبہ نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کی راہنمائی کرتی ہے، جو غیبی اُمور پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں......''

اور دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم صادر فرمایا کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں، اور اس سے مغفرت طلب کرتے رہیں، اس سے ڈرتے رہیں، اور اپنی نمازوں کی حفاظت کریں اور مشرکین میں سے مت بنیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَ اتَّقُوْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ㉛﴾ (الروم: ۳۱)

''اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے (دین اسلام پر قائم رہو) اور اسی سے ڈرو، اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔''

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس کی مجسم تفسیر ہیں، جب وہ نماز کے لیے بارگاہِ ایزدی میں کھڑے ہوتے، تو خشیت الٰہی سے گریہ کرنے لگ جاتے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّ مِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْرَآءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَ اجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا

سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿٥٨﴾ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ (مریم: ۵۸۔۵۹)

''یہی وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ نے اپنا خاص انعام کیا تھا، جو آدم کی اولاد اور ان کی اولاد سے تھے جنھیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا، اور جو ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے تھے، اور وہ ان میں سے تھے جنہیں ہم نے ہدایت دی تھی اور جنہیں ہم نے چن لیا تھا، جب ان کے سامنے رحمٰن کی آیتوں کی تلاوت ہوتی تھی تو سجدہ کرتے ہوئے، اور روتے ہوئے زمین پر گر جاتے تھے۔''

رسول اللہ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اللہ کے ڈر اور خوف سے گریہ کرتے حتی کہ نبی التوبہ محمد ﷺ کے سینے سے ہنڈیا کے ابلنے اور جوش مارنے جیسی آواز محسوس ہوا کرتی، چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَفِيْ صَدْرِهِ أَزِيْزٌ كَأَزِيْزِ الرَّحَى مِنَ الْبُكَاءِ .)) [1]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا، نماز میں رونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے سینے سے چکی چلنے کی طرح آواز آ رہی تھی۔''

نماز اور انابت الٰہی:

نماز انسان کو انابت الٰہی کا درس دیتی ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مُنِيْبِيْنَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝﴾ (الروم: ۳۱)

''اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے (دین اسلام پر قائم رہو) اور اسی سے

---

[1] سنن أبو داؤد، كتاب الصلاة، باب البكاء في الصلاة، رقم: ۹۰۴۔ صحيح ابن حبان، رقم: ۷۵۳۔ مستدرك حاكم: ۱/۲۴۶۔ علامہ البانی، ابن حبان اور حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے، اور ذہبی نے اس پر ان کی موافقت کی ہے۔ مسند أحمد: ۴/ ۲۵، رقم: ۱۶۱۳۱۲.

ڈرو، اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔''

پس نمازی اپنے رب کے اوامر کی پابندی کرنے لگتا ہے، اور نواہی سے اجتناب کرتا ہے، راتوں کو کم سوتا ہے، یعنی رات کا بیشتر حصہ نماز تہجد میں گزارتا ہے، اور جب صبح کے وقت اٹھتا ہے تو نیند کی قلت اور نماز تہجد کی کثرت کے باوجود، اسے احساس ہوتا ہے کہ جیسے اس کے گناہ اور جرائم بہت ہیں، اسی لیے وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور توبہ و استغفار میں مشغول ہو جاتا ہے۔

﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ۝١٧ وَ بِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝١٨﴾ (الذاریات: ۱۷،۱۸)

''وہ (نمازی) راتوں میں کم سوتے تھے، اور صبح کے وقت اپنے رب سے مغفرت طلب کرتے تھے۔''

نمازی لوگوں کی یہ صفت ہوتی ہے کہ جب ان سے کبیرہ یا صغیرہ گناہ سرزد ہو جائیں، تو انہیں اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے، اور اس کے عذاب سے ڈرنے لگتے ہیں، اور فوراً استغفار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

﴿وَ الَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ ۖ وَ مَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَ لَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَ هُمْ يَعْلَمُونَ ۝١٣٥﴾ (آل عمران: ۱۳۵)

''اور جب ان سے کوئی بدکاری ہو جاتی ہے، یا اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے، اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔''

نماز اور زہد (دنیا سے بے رغبتی):

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

نماز انسان میں زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی پیدا کر کے فکر آخرت پیدا کرتی ہے۔ سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: مجھے مختصر الفاظ میں نصیحت کیجیے۔ نبی معظم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا أَنْتَ صَلَّيْتَ فَصَلِّ صَلاةَ مُوَدِّعٍ .)) [1]

''جب تم نماز پڑھو تو اسے الوداعی نماز سمجھ کر ادا کیا کرو۔''

''اللہ اس شخص کا بھلا کرے جو اپنی نماز کی طرف متوجہ ہو تو خشوع وخضوع کا پیکر ہو، اللہ کے سامنے ذلت وپستی کا اعلیٰ ترین مظاہرہ کرے، خوف وخشیت سے کانپ رہا ہو، توقع رغبت اور امید کا دامن پھیلائے ہو اور اپنی سب سے بڑی آرزو اللہ تعالیٰ کی ملاقات، اس سے مناجات، اس کے سامنے قیام وقعود اور رکوع سجود کا بہترین اہتمام کرے اور اس کے لیے اپنے دل ودماغ کو خالی کرے اور فرائض کے ادا کرنے میں محنت کرے کہ اسے نہیں معلوم کہ اس کے بعد اسے کوئی اور نماز پڑھنے کا موقع دیا جائے گا یا پہلے ہی کام تمام کر دیا جائے گا وہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہو تو غم وحزن کا مجسمہ ہو، نماز کی مقبولیت کا متوقع اور اس کو ردّ کر دینے سے خائف ہو، اگر قبولیت حاصل ہوگئی تو بامراد ہوا اور اگر ردّ کر دی گئی تو بدبخت ہوا۔

میرے بھائی! اس نماز اور دوسری عبادات کا معاملہ کتنا نازک اور اہم ہے اور غم وحزن اور حسرت وخوف کا کتنا متقاضی ہے، کیونکہ آپ کو نہیں معلوم کہ اس نے آپ کی کوئی نماز قبول کی ہے یا نہیں؟ اور آپ نہیں جانتے کہ آپ کی کسی نیکی کو قبولیت حاصل ہوئی ہے یا نہیں؟ یا کوئی گناہ آپ کا معاف ہوا ہے یا نہیں؟ اس کے باوجود آپ ہنس رہے ہیں غفلت میں مست ہیں اور زندگی سے نفع کما رہے ہیں، حالانکہ آپ کو یہ یقین نہیں کہ آپ جہنم میں جائیں گے اور نہ یہ یقین ہے کہ آپ اس سے نکل بھی آئیں گے تو آپ سے زیادہ اور کون

[1] معجم کبیر للطبرانی: ٦/ ٤٤، رقم: ٥٤٥٩۔ الاصابة: ٣/ ٧٠۔ مسند احمد: ٥/ ٤١٢، رقم: ٢٣٤٩٨. حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ ''وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ'' اس کے راوی ''ثقہ'' ہیں۔ شیخ شعیب الارناؤط نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

رونے اور رنجیدہ رہنے کا حقدار ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اعمال کو قبول کر لے؟ پھر آپ یہ بھی نہیں جانتے کہ شام کے بعد صبح بھی کر سکیں گے اور صبح کے بعد آپ پر شام بھی آئے گی اور آپ کو جنت کی بشارت مل جائے گی یا جہنم کی، میرے بھائی! میں آپ کو اس عظیم خطرہ کی یاد دہانی کرا رہا ہوں، آپ تو اس کے سزاوار ہیں کہ مال و اولاد اور احباب میں مست نہ ہوں، حیرت ہے کہ آپ پر غفلت و سرمستی کی دبیز چادر پڑی ہوئی ہے، آپ لہو ولعب میں مست ہیں اور اس عظیم خطرہ سے غافل ہیں اور ہر رات دن ہر گھنٹہ، ہر لمحہ آپ زبردستی ہانکے جا رہے ہیں، میرے بھائی! اپنی معینہ مدت کا انتظار کرتے رہیئے اور اس خطرہ سے غافل نہ ہو جایئے جس سے آپ کو سابقہ درپیش ہے، اس لیے کہ آپ کو موت کا مزہ چکھنا ہے، ہوسکتا ہے کہ صبح یا شام آپ پر آ دھمکے اور آپ اپنی تمام ملکیت سے بے دخل کر دیے جائیں اور جنت یا جہنم میں ڈال دیے جائیں، ان دونوں کی صفات پر بڑی طویل گفتگوئیں ہو چکی ہیں۔

اور حکایات کا دامن بھر چکا ہے، کیا آپ نے عبد صالح کا یہ قول نہیں سنا، ''مجھے حیرت ہے کہ جہنم سے بھاگنے والا سو رہا ہے اور جنت کا طالب خواب خرگوش کے مزے لے رہا ہے، اللہ کی قسم! اگر تو فرار اور طلب سے باہر ہو گیا تو ہلاک ہو گیا اور تجھ سے بد بخت اور کوئی نہیں اور کل عذاب یافتہ بدبختوں کے ساتھ تو روئے گا اور پریشان ہوگا اور اگر تو کہتا ہے کہ میں جہنم سے فراری اور جنت کا طالب ہوں تو جس قدر عظیم خطرہ سے دوچار ہے، اس کے حساب سے تو اس کا احساس کر اور خبردار جھوٹی آرزوئیں تجھے مبتلائے فریب نہ کریں۔'' [1]

نماز اور صبر وثبات:

مومن اور مسلمان کی زندگی میں صبر اور نماز کی بڑی اہمیت ہے۔ اللہ کی راہ میں مصائب و شدائد کو جھیل جانے کا اہم ترین نسخہ صبر اور نماز ہے۔ یاد رہے کہ صبر کے بغیر تو کوئی

---

[1] نماز، تالیف امام احمد حنبل رحمہ اللہ، تحقیق وتقدیم شیخ محمد حامد الفقی، مقدمہ ص: ۱۰۸ تا ۱۱۰۔

کارِ خیر وجود میں آ نہیں سکتا، اور نماز کا لبّ لباب اللہ کے حضور دلی جھکاؤ کا نام ہے، جو ایمان وعمل کے میدان میں ثابت قدمی کے لیے سب سے بڑی مددگار ہے۔

جن کے دلوں میں اللہ کے لیے عاجزی اور جھکاؤ نہیں ہوتا، اُن پر نماز بہت بھاری ہوتی ہے۔ اور جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں، نماز میں انہیں سکون اور قرار ملتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِينَ ٥﴾

(البقرة: ٤٥)

"اور مدد لو صبر اور نماز کے ذریعہ، اور یہ (نماز) بہت بھاری ہوتی ہے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔"

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿يٰأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِينَ ﴿١٥٣﴾﴾ (البقرة: ١٥٣)

"اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس آیت میں صبر اور نماز کی اہمیت بیان کی ہے، اور بتایا ہے کہ مومن کی زندگی میں ان دونوں چیزوں کی بڑی اہمیت ہے، اور اللہ کی راہ میں مصائب کو جھیل جانے کا اہم ترین نسخہ صبر اور نماز ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ صبر کی تین قسمیں ہیں:

۱: محرمات اور معاصی سے اجتناب پر صبر کرنا۔

۲: اعمال صالحہ اور اللہ کی اطاعت پر صبر کرنا۔

۳: مصائب وحادثاتِ زمانہ پر صبر کرنا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب " السیاسة الشرعية " میں لکھتے ہیں: " حاکم کے لیے بالخصوص اور رعایا کے لیے بالعموم تین چیزیں عظیم مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

۱: اللہ کے لیے اخلاص اور دعا اور غیر دعا کے ذریعہ اس پر توکل، اور دل و جان سے نماز کی حفاظت و پابندی، جو اللہ کے لیے اخلاص کی اصل ہے۔

۲: مخلوق کے ساتھ بھلائی کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا۔

۳: تکلیف، مصیبت اور حادثاتِ زمانہ کے وقت صبر کرنا۔" انتھٰی

(مزید برآں) اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور یہاں (معیت) سے مراد " معیت خاصہ " ہے، جو اللہ کی محبت اور اس کی نصرت وقربت پر دلالت کرتی ہے۔ یعنی اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، ان سے محبت کرتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے، اور صبر کرنے والوں کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ اللہ ان کے ساتھ ہے۔ اور (معیت) کی ایک دوسری قسم " معیت عامہ " ہے یعنی اللہ اپنے علم وقدرت کے ذریعہ اپنے بندوں کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ﴾ " اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں تم ہو۔" اور یہ " معیت " تمام مخلوق کے لیے ہے۔"

(تیسیر الرحمٰن، ص: ۸۵۔۸۶)

نماز اور نصرتِ الٰہی:

نمازی جب نماز میں کھڑا اور اللہ کی رحمت کی طرف متوجہ ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی خاص نصرت اور مدد فرماتا ہے، اور اس کی پریشانیوں کو دور فرماتا ہے، اس کا خود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ (البقرة: ٤٥)

" اور مدد لو صبر اور نماز کے ذریعہ۔"

اور سورۃ طٰہٰ میں فرمایا:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طٰہٰ: ۱۳۲)

''اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجیے، اور خود بھی اس کی پابندی کیجیے۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: ''ابن المنذر، طبرانی اور بیہقی وغیرھم نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے، جس کی سند کو حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی، تو آپ انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیتے اور ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ ﴾ پوری آیت پڑھتے۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۹۱۵)

اور سورۃ الحج میں فرمایا:

﴿فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾﴾ (الحج : ۷۸)

''پس مسلمانو! تم لوگ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، اور اللہ سے اپنا رشتہ مضبوط رکھو، وہی تمہارا آقا ہے، پس وہ بہت ہی اچھا آقا اور بہت ہی بہترین مددگار ہے۔''

جب نمازی نے یہ اعلان سن لیا کہ نماز نصرتِ الٰہی کے حصول کا سبب ہے، تو وہ اپنی ہر نماز کی ہر رکعت میں اللہ سے بایں الفاظ مدد طلب کرتا ہے:

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ ﴾ (الفاتحة : ۵)

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''

کہتے ہیں نماز میں اِیَّاكَ نَسْتَعِیْن
پھرتے ہیں پھر بھی در بدر مشکل کشائی کو

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''بندہ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر نماز میں ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ کہے۔ اس لیے کہ شیطان اُسے شرک کرنے کا حکم دیتا ہے اور نفس انسانی اس کی بات مان کر ہمیشہ غیر اللہ کی طرف ملتفت ہو جاتا ہے، اس لیے بندہ ہر دم محتاج ہے کہ وہ اپنے عقیدۂ توحید کو شرک کی آلائشوں سے پاک کرتا رہے۔''

(تیسیر الرحمٰن، ص: ۱۱)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ: ''ہم تیری توحید بیان کرتے

ہیں، اے ہمارے رب! اور تجھ ہی سے ڈرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، تیری بندگی کرنے کے لیے اور اپنے تمام اُمور میں۔'' (تفسیر ابن عباس، ص:۳)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق آتا ہے کہ انہیں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے انتقال کی خبر ملی، تو فوراً سجدے میں گر گئے، پس ان سے کسی نے دریافت کیا، کہ آپ اس وقت سجدہ کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فرمان ہے:

((إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوْا .))

''کہ جب تم کوئی (حادثہ، ڈرانے یا خوف دلانے والی) نشانی دیکھو تو سجدہ کرو۔ (یعنی نماز میں مشغول ہو جاؤ۔)''

اور (مجھے بتاؤ؟ کہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ (اُم المؤمنین) کی وفات سے بڑھ کر اور نشانی (حادثہ) کیا ہوگی؟'' [1]

مجاہد پر نمازی کی فضیلت:

سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قضاعہ کے بلی قبیلے کے دو آدمی تھے ان میں ایک شہید ہو گیا اور دوسرا اس سے ایک سال بعد فوت ہوا۔ سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب آیا کہ جنت کا دروازہ کھولا گیا اور بعد میں فوت ہونے والا شہید ہونے والے سے پہلے جنت میں داخل ہوا، مجھے بڑا تعجب ہوا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اس خواب کا تذکرہ کیا اور بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا اس نے (ایک سال پہلے شہید ہونے والے کے بعد) رمضان کے روزے نہیں رکھے اس کے بعد سال کی چھ ہزار اور اس سے زائد اتنی رکعتیں نہیں پڑھیں؟ [2]

نماز رحمت الٰہی کے نزول کا سبب ہے:

اللہ اور اس کے رسول احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا تقاضا ہے، کہ لوگ

[1] سنن أبو داؤد، کتاب الصلوٰة، باب السجود عند الآيات، رقم: ۱۱۹۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔ [2] سلسلہ احادیث صحیحہ، رقم: ۲۵۹۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۹۲۵.

بھلائی کے کام کریں، جن میں سرفہرست توحید باری تعالیٰ ہے۔ اور صرف اسی کی عبادت کریں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنے کے لیے نماز پنجگانہ کی حفاظت کریں کیونکہ ان کی ان خوبیوں کے سبب دنیا میں ان پر رحمت الٰہی کا نزول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ﴾

(التوبة : ۷۱)

''اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار (دوست) ہوتے ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں اللہ انہی لوگوں پر رحم کرے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے اصحاب الرسول ﷺ کو بالخصوص اور دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کو بالعموم مخاطب کر کے فرمایا کہ تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور تمام معاملات زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کرو۔ ایسا ہی کرنے سے رحمت باری تعالیٰ تم پر سایہ فگن رہے گی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۵۶﴾ (النور : ۵۶)

''اور مومنو! تم لوگ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اگر کوئی شخص فرض نمازوں کے علاوہ نفل کا بھی اہتمام کرتا ہے تو وہ بھی رحمت الٰہی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ إِمْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا .)) [1]

''جو شخص نمازِ عصر سے قبل چار رکعتیں (نفل) کا اہتمام کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔''

نماز یادِ الٰہی کا بہترین طریقہ ہے:

دن وہی دن ہے شب وہی شب ہے
جو تیری یاد میں گزر جائے

یادِ الٰہی کا بہترین طریقہ نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نزول وحی کے ابتدا میں ہی فرمایا:

﴿اِنَّنِيْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ⑭﴾

(طٰهٰ: ١٤)

''بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس لیے آپ میری عبادت کیجیے اور مجھے یاد کرنے کے لیے نماز قائم کیجیے۔''

''سیّدنا موسیٰ علیہ السلام ''مدین'' میں دس سال گزار کر اپنی بیوی کے ساتھ مصر کی طرف روانہ ہوئے، تو مصلحت الٰہی کے مطابق کوہِ طور کے قریب راستہ کھو بیٹھے، موسم سرما کی سرد اندھیری رات تھی، انہیں روشنی اور آگ دونوں کی ضرورت تھی۔ کوہِ طور کی طرف سے انہیں آگ کی روشنی نظر آئی تو اپنی بیوی سے بطورِ خوشخبری کہا کہ تم یہیں رُکی رہو میں تمہارے لیے آگ لے کر آتا ہوں، یا شاید وہاں کوئی آدمی مل جائے جو ہماری رہنمائی کرے۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام جب آگ کے قریب پہنچے تو وہاں معاملہ ہی دوسرا تھا۔ وہاں وادی کے داہنے جانب ایک درخت تھا جو بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ وہاں سے آواز آئی، اے موسیٰ! میں آپ کا رب

---

[1] سنن أبو داؤد، كتاب الصلاة، باب الصلاة قبل العصر، رقم: ١٢٧١ـ سنن ترمذى، ابواب الصلاة، باب ماجاء في الأربع قبل العصر، رقم: ٤٣٠ـ مسند أبوداؤد طيالسى، رقم: ١٩٣٦ـ مسند أحمد: ٢/ ١١٧ـ السنن الكبرىٰ للبيهقى: ٢/ ٤٧٣ـ شرح السنة، رقم: ٨٩٣ـ صحيح ابن خزيمه، رقم: ١١٩٣ـ صحيح ابن حبان، رقم: ٢٤٥٣ـ ابن خزیمہ، ابن حبان اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ہوں اور آپ سے مخاطب ہوں، اور آپ اس وقت مقدس وادیٔ طویٰ میں کھڑے ہیں، اپنے رب کے لیے تعظیم وتواضع اور ادب کا اظہار کرتے ہوئے جوتے اتار دیجیے۔ یا مفہوم یہ ہے کہ اپنے جوتے اتار دیجیے تاکہ وادیٔ مقدس کی برکات قدموں کے راستے آپ کے جسم میں سرایت کر جائیں۔ اور میں نے آپ کو اس زمانے کے تمام لوگوں کے درمیان چن لیا ہے اور اپنی پیغامبری کے لیے اختیار کرلیا ہے، اس لیے اب آپ پر جو وحی نازل ہونے جارہی ہے اسے غور سے سنیئے اور اس کی ذمہ داری قبول کرنے کے لیے تیار ہوجایئے۔ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اس لیے صرف میری عبادت کیجیے اور مجھے یاد کرنے کے لیے نماز قائم کیجیے۔ مفسرین لکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جو نماز نہیں پڑھتا وہ اللہ کو یاد کرنے والا نہیں کہلاتا، بلکہ اس کا منکر ہے۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۸۹۰-۸۹۱)

اور سورۃ الاعلیٰ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اسی بندے کو کامیابی کی خبر سنائی ہے جو اپنے نفس کا تزکیہ کرلیتا ہے یعنی اپنے آپ کو شرک ومعاصی سے پاک کرلیتا ہے اور ہر لمحہ اور ہر گھڑی اپنے حقیقی خالق ومالک کی یاد میں رہتا ہے اور نیک اعمال کرتا ہے۔ اور خصوصاً نماز کی پابندی کرتا ہے جو کہ ایمان کی کسوٹی ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾﴾ (الأعلیٰ: ۱۴،۱۵)

''یقیناً وہ شخص کامیاب ہوگا جو (کفر وشرک سے) پاک ہوگیا۔ اور اپنے رب کا نام لیتا رہا، پھر اس نے نماز پڑھی۔''

مزید برآں فرمایا کہ نماز قائم کرو، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، اور اللہ کو یاد کرو کہ اللہ کی یاد اور ذکر ہر چیز سے بڑا ہے، کیونکہ دراصل یادِ الٰہی ہی انسانوں کو فحش اور برے کاموں سے منع کرتی (روکتی) ہے:

﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ﴾

(العنکبوت: ۴۵)

”آپ پر جو کتاب بذریعہ وحی نازل کی گئی ہے، اس کی تلاوت کیجیے، اور نماز قائم کیجئے، بے شک نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے، اور یقیناً اللہ کی یاد تمام نیکیوں سے بڑی ہے۔“

اور نماز اسی لیے برائیوں سے روکتی ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ کو یاد کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نماز کو سورۃ الجمعہ میں ”ذکر“ سے تعبیر کیا گیا ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹﴾ (الجمعہ: ۹)

”اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کے لیے اذان دی جائے، تو تم اللہ کو یاد کرنے کے لیے تیزی کے ساتھ لپکو، اور خرید و فروخت چھوڑ دو، اگر تم سمجھتے ہو تو ایسا کرنا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔“

اسی طرح سورۃ النور میں بھی نماز کو ذکر سے تعبیر کیا گیا ہے:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ۝۳۷﴾ (النور: ۳۷)

”ان رجال (لوگوں) کو کوئی تجارت اور کوئی خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز قائم کرنے سے اور زکوۃ دینے سے غافل نہیں کرتی ہے، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جب (مارے دہشت کے) لوگوں کے دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔“

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں یہ بیان ہے کہ اچھی جماعت وہی ہے جنہیں تجارت اور خرید و فروخت یاد الہ یعنی اقامت نماز اور ادائیگی زکوۃ سے غافل نہیں کرتی۔ آیت میں ”ذکر اللہ“ اور ”اقام الصلوۃ“ کو ”واؤ“ عاطفہ کے ساتھ ذکر کیا ہے، جس کا معنی تفسیر کا ہے، یعنی معطوف ”اِقام الصلوۃ“ اپنے معطوف علیہ ”ذکر اللہ“ کی تفسیر کر رہا ہے، معنی یوں ہوگا:

''یادِ الٰہ یعنی نماز قائم کرنا۔''

نماز اصلاح انسانیت کا باعث ہے:

نماز انسانیت کی اصلاح کا باعث بھی بنتی ہے، ذیل کی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دو قسم کا کام کرنے والے لوگوں کو مصلحین (اصلاح یافتہ) قرار دیا ہے۔

(۱) کتاب اللہ پر سختی سے کاربند رہنے والے۔

(۲) اور نماز قائم کرنے والے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝۱۷۰﴾ (الأعراف : ۱۷۰)

''اور جو لوگ اللہ کی کتاب پر سختی سے کاربند رہتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، تو ہم یقیناً ایسے نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے ہیں۔''

نماز باعث نور و ہدایت ہے:

ذیل کی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نمازیوں کو ہدایت یافتہ قرار دیا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝۱۸﴾ (التوبة : ۱۸)

''اللہ کی مسجدوں کو صرف وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے ہیں، پس یہ لوگ اُمید ہے کہ ہدایت پانے والے ہیں۔''

اور سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّد ولد آدم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ)) [1]

''اور نماز نورِ (ہدایت) ہے۔''

نماز اخوت دینی کو قائم کرتی ہے:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾ (التوبة: ١١)

''پھر اگر توبہ کرلیں، اور نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اخوت دینی کو قیام نماز سے معلق کر دیا ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص نماز چھوڑ دے تو وہ اس اخوت سے خارج ہو گیا۔

نماز کی اہمیت کا انوکھا طریقہ:

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے، وہ اسے اس کے معبود برحق سے دُور ہٹانا چاہتا ہے، اس لیے وہ ناحق کو بھی حق بنا کر پیش کرتا ہے۔ طرح طرح کے وسواس انسانوں کے دلوں میں ڈالتا ہے، اور انہیں اللہ سے دُور کرنے کے لیے اللہ کی یاد یعنی نماز سے بھی روکنا چاہتا ہے، ابلیس مردود کا مقصد اولادِ آدم علیہ السلام کی کثیر ترین تعداد کو گمراہ کرنا تھا تاکہ آدم علیہ السلام سے انتقام لے سکے جن کی وجہ سے وہ اللہ کی رحمت سے دُور کر دیا گیا، اور جب اللہ نے اسکی طلب ﴿اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ ''مجھے تو اس دن تک مہلت دے جب سب اُٹھائے جائیں گے'' مان لی، ﴿قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ﴾ ''اللہ نے کہا، بے شک تجھے مہلت دے دی گئی'' تو عناد و تمرّد میں اور آگے بڑھ کر کہا کہ جب تو نے مجھے گمراہ کر ہی دیا ہے تو

﴿لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿١٧﴾﴾ (الأعراف: ١٦، ١٧)

[1] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء، رقم: ٥٣٤.

''میں تیری سیدھی راہ پر ان کی گھات میں بیٹھا رہوں گا، پھر میں ان پر حملہ کروں گا، ان کے آگے سے، اور ان کے پیچھے سے، اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے، اور تو ان میں سے اکثر لوگوں کو شکر گزار نہ پائے گا۔''

حکمت الٰہی دیکھیے کہ ابلیس کا یہ ظن اور وہم واقعہ کے مطابق ہو گیا کہ اکثر و بیشتر مخلوق اس کے پیچھے لگ گئی۔ معبودِ حقیقی کی صفات غیر اللہ میں منوا دیں اور قبر پرستی، ارواح پرستی، رسومِ تعزیہ داری، علم، خواجہ خضر کی ناؤ، قبروں پر عرضیاں، قبروں پر عرس، ناچ گانے، غیر اللہ کی نذر و نیاز، بزرگوں کے نام کے ورد و وظائف، فال گنڈے، بدشگونی اور عقیدہ نحوست، توہم پرستی، اصلی و نقلی قبروں کے سجدے اور طواف، ان پر پھولوں کی چادروں اور غلافوں کے علاوہ دیگر چڑھاوے...... نبی، ولی، پیر، شہید کو غیب دان جاننا، ان کی ارواح کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا وغیرہ ایسی سینکڑوں بدعات اور بدعقیدگیاں داخل اسلام کر دیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ سبا میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲۰﴾ (السبا: ۲۰)

''اور ابلیس نے بنی آدم کے بارے میں اپنا گمان سچ کر دکھایا، پس مومنوں کی ایک جماعت کے علاوہ سب نے اس کی پیروی کی۔''

اسی لیے نبی برحق ﷺ نے شیطان سے تمام جہات سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّد المرسلین ﷺ درج ذیل دعا صبح و شام کبھی بھی نہیں چھوڑتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِیْ دِيْنِیْ وَدُنْيَایَ وَأَهْلِیْ وَمَا لِیْ. اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِیْ. اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَيْنِ

يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي، وَأَعُوذُ بِعَظْمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي)) [1]

''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں اپنے دین، اپنی دنیا، اپنے اہل وعیال اور اپنے مال میں تجھ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میری پردے والی چیزوں پر پردہ ڈال دے اور میری گھبراہٹوں کو امن میں رکھ۔ اے اللہ! میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میری دائیں طرف سے، میری بائیں طرف سے، اور میرے اوپر سے میری حفاظت فرما۔ اس بات سے میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ اچانک اپنے نیچے سے ہلاک کر دیا جاؤں۔''

اس دعا میں مظہر خلق عظیم ﷺ نے اللہ کے ذریعہ مردود شیطانوں کے شر سے پناہ مانگی ہے۔ لیکن انسانوں کو چاہیے کہ وہ ذکر الٰہی اور نماز سے نہ رُکیں تا کہ اللہ رب العزت سے ان کا تعلق برقرار رہے، یہی درس اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں دیا ہے جو کہ نماز کی اہمیت کو بیان کرتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَٰنُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَوٰةِ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ ﴿٩١﴾﴾ (المائدة: ۹۱)

''بے شک شیطان شراب اور جوا کی راہ سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے، اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دینا چاہتا ہے، تو کیا تم

---

[1] صحیح ابو داؤد، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، رقم: ٥٠٧٤۔ سنن ابن ماجة، رقم: ٣٨٧١۔ مصنف ابن أبی شيبة: ١٠/ ٢٤٠۔ الأدب المفرد، للبخاری، رقم: ١٢٠٠۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٩٦١۔ مستدرك حاكم: ١/ ٥١٧۔ ابن حبان، حاکم اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے، اور ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے۔

لوگ (اب) باز آجاؤ گے۔''

اور انسانیت کے محسن اعظم ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى؟ فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ .)) ❶

''تم میں سے کوئی جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان پہنچ جاتا ہے، اس کو مغالطے میں مبتلا کر دیتا ہے، یہاں تک کہ اسے خبر ہی نہیں رہتی کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔ چنانچہ جب تم میں سے کسی کو ایسی صورت درپیش ہو تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔''

مزید رحمت عالم ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَاتِي اَحَدَكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَيَقُولُ : اُذْكُرْ كَذَا ، اُذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ ، حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى؟)) ❷

''شیطان تمہارے پاس نماز میں آ کر کہتا ہے فلاں فلاں کام یاد کرو، جن کا اسے (نمازی کو) پہلے وہم وگمان تک نہ تھا، حتی کہ انسان کو وہ یہ بھی بھلا دیتا ہے کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔''

اور حضور انور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ:

((إِذَا أُذِّنَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ ، فَإِذَا قُضِيَ التَّاذِيْنُ أَقْبَلَ ، فَإِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ أَدْبَرَ ، فَإِذَا قُضِيَ

❶ صحیح البخاری، کتاب السھو، باب السھو فی الفرض والتطوع ۱۲۳۲۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب السھو فی الصلاۃ والسجود له، رقم : ۳۸۹.

❷ صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فضل التاذین.

التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ ، يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ ، حَتَّى يَظَلَّ لا يَدْرِي كَمْ صَلَّى؟ فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)) [1]

''جب مؤذن نماز کی اذان دیتا ہے تو شیطان دُور بھاگتا ہے اور اس کی ہوا نکلتی جاتی ہے، تاکہ وہ اذان کے الفاظ نہ سن لے۔ جب اذان ختم ہوتی ہے تو وہ واپس لوٹ آتا ہے، پھر جب اقامت ہوتی ہے تو بھاگ جاتا ہے، جب اقامت ختم ہوتی ہے تو واپس پلٹ آتا ہے، حتی کہ انسان کے خیالات میں گھس جاتا ہے، اور اسے ایسی ایسی چیزیں یاد دلاتا ہے جو اس کے وہم وگمان میں نہیں ہوتیں، حتی کہ اسے یہ بھی خبر نہیں رہتی کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ جب تم میں سے کسی کے ساتھ یہ معاملہ ہو تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔''

نماز باعث سکون واطمینان ہے:

جو شخص آخرت پر یقین رکھتا ہے، نماز میں اسے سکون ملتا ہے، اور جس کے دل کا میلان اللہ کی طرف نہ ہو، اس پر نماز بہت بھاری ہوتی ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ اَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝﴾ (البقرة: ٤٥، ٤٦)

''اور مدد لو صبر اور نماز کے ذریعے، اور یہ (نماز) بہت بھاری ہوتی ہے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں، جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں، اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

---

[1] صحیح البخاری، کتاب السهو، باب اذا لم یدر کم صلی ...... الخ، رقم: ١١٧٤۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل الاذان، رقم: ٣٨٩.

اور امام الانبیاء، خاتم النّبیین، محمد ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمُ النِّسَاءُ وَالطِّيْبُ ، وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلاَةِ .)) ❶

''دنیاوی چیزوں سے مجھے اپنی بیویاں اور خوشبو زیادہ پسندیدہ ہیں، اور نماز تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔''

آپ ﷺ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو فرماتے:

((يَا بِلاَلُ! أَقِمِ الصَّلاَةَ، أَرِحْنَا بِهَا .)) ❷

''اے بلال! ہمیں نماز سے راحت پہنچاؤ۔''

نماز فجر اور مالِ غنیمت:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسا (جہادی) لشکر روانہ کیا جس نے بکثرت غنیمت حاصل کی اور بہت جلدی واپس لوٹا، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے کوئی ایسا لشکر نہیں دیکھا جو اس سے جلدی لوٹنے والا اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہارے لیے (ایسے لشکر کی) نشاندہی نہ کروں جو اس سے بھی جلدی لوٹنے والا اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہے؟ ایک آدمی جو گھر میں اچھے انداز میں وضو کرتا ہے۔ پھر مسجد کی طرف جاتا ہے، نماز فجر ادا کرتا ہے پھر نماز چاشت کے لیے وہیں بیٹھا رہتا ہے (یہاں تک کہ وہ نماز ضحیٰ پڑھ لیتا ہے) ایسا آدمی جلدی لوٹنے والا اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہے۔ ❸

---

❶ مسند أحمد: ۳/۱۲۸، ۱۹۹۔ سنن نسائی، کتاب عشرة النساء، باب حب النساء، رقم: ۳۹۴۹۔ مستدرك حاكم: ۲/ ۱۶۰۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۳۱۲٤.

❷ سنن أبو داؤد، كتاب الأدب، باب فِي الصلاة العتمة، رقم: ٤٩٨٥۔ المشكاة، رقم: ۱۲۵۳. علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سلسله احاديث صحيحه، رقم: ۲۵۳۱.

نماز اور فکرِ آخرت:

مجھے بھی کچھ فکر آخرت ہو بہت ہی غفلت شعار ہوں میں
رہا میں بیکار زندگی بھر بس اب تو مشغول کار ہوں میں

''آخرت'' سے مراد ہر وہ بات ہے جو موت کے بعد وقوع پذیر ہوگی۔ آخرت کی فکر، اور ایمان بالآخرۃ، ایمان کا ایک رُکن ہے، آخرت پر یقین وایمان آدمی کو نماز اور اس جیسے اعمال صالحہ پر اُبھارتا اور عذابِ الٰہی سے ڈراتا ہے:

﴿الٓمّٓ ① ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ② الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ④﴾ (البقرۃ: ۱ تا ۴)

''الٓـمّٓ، اس کتاب میں کوئی شک وشبہ نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کی راہنمائی کرتی ہے، جو غیبی اُمور پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور ہم نے ان کو جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، اور جو ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو آپ پر اُتاری گئی، اور اُن کتابوں پر جو آپ سے پہلے اُتاری گئیں، اور جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ⑩⑩﴾ (البقرۃ: ۱۱۰)

''اور نماز قائم کرو، اور زکاۃ دو، اور جو بھلائی بھی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے، اسے اللہ کے پاس پاؤ گے، اللہ تمہارے کاموں کو خوب دیکھ رہا ہے۔''

اور سورۃ النساء میں مومنین جو نماز قائم کرتے ہیں اور آخرت پر ان کا ایمان ہوتا ہے، کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں بیان فرمایا:

﴿لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ أُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ أَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٦٢﴾﴾ (النساء: ١٦٢)

''لیکن ان میں سے علم راسخ رکھنے والے، اور ایمان دار لوگ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر اُتاری گئی، اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے اُتاری گئی، اور جو نماز قائم کرنے والے ہیں، اور زکاۃ دینے والے ہیں اور اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں، انہیں ہم اجر عظیم عطا کریں گے۔''

آخرت میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا:

روزِ قیامت ہر کسی سے (حقوق اللہ میں سے) سب سے پہلا سوال نماز کے متعلق ہو گا، یہ چیز بھی نماز کی اہمیت کو اُجاگر کرتی ہے۔ چنانچہ کائنات کے ہادی اعظم محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ صَلَاتُهُ .)) [1]

''(روزِ قیامت) بندے سے (حقوق اللہ سے) سب سے پہلے جس (عمل) کا حساب لیا جائے گا، وہ نماز ہے۔''

کسی فارسی شاعر نے کیا خوب تصویر کشی کی ہے:

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اوّلیں پرسش نماز بود

نماز تمام مشکلات کا حل ہے:

مرض بڑھتا نہیں مٹ جاتا ہے عشرت ان کا
جس نے دربار الٰہی سے شفا مانگی ہے

[1] مسند أحمد: ٤/٦٥، رقم: ١٦٦١٤۔ مستدرك حاكم: ١/٢٦٣۔ شیخ شعیب الارناؤوط نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

مشکل حالات میں نماز کا سہارا لینا چاہیے، جب اللہ تعالیٰ مددگار بن جائے تو پھر کیا مجال ہے کہ کوئی مشکل باقی رہ جائے، امام اعظم، محبوب سبحانی، ابوالقاسم محمد ﷺ کا معمول تھا کہ:

((إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى .)) ❶

''آپ ﷺ کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو نماز پڑھتے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: يَا ابْنَ آدَمَ! تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي اَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى ، وَاَسُدَّ فَقْرَكَ ، وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَكَ شُغْلًا ، وَلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ .)) ❷

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ابن آدم! میری عبادت کے لیے خود کو فارغ کرو، یعنی توجہ اور دلجمعی سے میری عبادت کرو، میں تیرے سینے کو تونگری سے بھر دوں گا، اور تیری محتاجی کو ختم کر دوں گا۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے ہاتھ کاموں میں اُلجھا دوں گا اور تیری مفلسی ختم نہ کروں گا۔''

نومسلم کو سکھائی جانے والی پہلی چیز نماز ہے:

ہادیٔ کائنات، محمد رسول اللہ ﷺ نومسلم شخص کو سب سے پہلے نماز کی تعلیم دیا کرتے، چنانچہ اُبو مالک اُشجعی اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں کہ:

((وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اَسْلَمَ الرَّجُلُ كَانَ اَوَّلُ مَا يُعَلِّمُنَا الصَّلَاةَ اَوْ قَالَ: عَلَّمَهُ الصَّلَاةَ .)) ❸

''رسولِ کریم ﷺ نئے نئے مسلمان ہونے والے شخص کو سب سے پہلے نماز کی تعلیم دیتے تھے۔''

---

❶ سنن أبو داؤد، كتاب الصلاة، رقم: ١٣١٩ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله، رقم: ٢٤٦٦، صحيح الترمذی، رقم: ٢٠٠٦

❸ مسند البزار، رقم: ٣٣٨٤ـ مجمع الزوائد: ٢٩٣/١ـ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں: اس کے راوی ''صحیح'' کے راوی ہیں۔

گھر والوں کو نماز کا حکم دینا:

نماز کی اہمیت کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طٰہٰ: ۱۳۲)

''اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجیے اور خود بھی اس کی پابندی کیجیے۔''

اس لیے کہ مرد اپنے اہل خانہ کے بارے میں مسئول ہے:

((اَلرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ أَهْلِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ .)) [1]

''مرد اپنے اہل خانہ کا نگہبان ہے، لہٰذا اپنی اس رعایا کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا۔''

جو شخص رات کو بیدار ہو اور نماز پڑھے، اور پھر اپنی بیوی کو بھی نماز کے لیے جگائے تو وہ رحمت الٰہی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَإِنْ أَبَتْ، نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللّٰهُ إِمْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبَى، نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْمَاءَ)) [2]

''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو اُٹھ کر نماز پڑھے، اور اپنی اہلیہ کو بھی جگائے، اور اگر وہ نہ اُٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے (تاکہ وہ بیدار ہو جائے) اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم فرمائے جو رات کو اُٹھ کر نماز پڑھے، اور اپنے خاوند کو بھی جگائے۔ پس اگر وہ انکار کرے تو وہ (اس کو بیدار کرنے کے لیے) اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجمعة في القرى والمدن، رقم: ۸۹۳.

[2] سنن أبو داؤد، کتاب الصلاة، باب قيام الليل، رقم: ۱۳۰۸۔ صحيح أبو داؤد، للألباني: ۱/ ۳۵۸.

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أَيْقَظَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا أَوْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ جَمِيعًا كُتِبَا فِي الذَّاكِرِينَ وَالذَّاكِرَاتِ.)) ❶

''جب کوئی آدمی رات کو اپنی بیوی کو بیدار کرتا ہے پھر وہ دونوں نماز پڑھتے ہیں یا دونوں اکٹھے دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو وہ ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھ دیے جاتے ہیں۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب کوئی آدمی مسجد میں اپنی نماز مکمل کرلے تو اُسے چاہیے کہ وہ کچھ نماز گھر میں بھی پڑھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں خیر و برکت نازل فرمائے گا۔'' ❷

اولاد کو نماز کی تعلیم دو:

دس برس کی عمر تک اگر بچہ نماز کا عادی نہ بنے تو اسے مار کر نماز پڑھوانی چاہیے۔
سیدنا لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو بوقت وفات وصیتیں کرتے ہیں، تو نماز کی بھی تاکید کرتے ہیں:

﴿يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ (لقمان: ۱۷)

''اے میرے بیٹے! نماز قائم کر، بھلائی کا حکم دے، اور برائی سے روک، اور تجھے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کر، بے شک یہ سارے کام بڑی ہمت کے اور ضروری ہیں۔''

---

❶ صحیح سنن ابوداؤد، رقم: ۱۱۴۱۔ سنن نسائی: ۴۱۳/۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۳۳۵.

❷ سلسلہ احادیث صحیحہ، رقم: ۱۲۹۲۔ صحیح مسلم، رقم: ۷۷۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۳۷۶۔ مسند احمد: ۵۹/۳، ۳۱۶.

سیدنا لقمان علیہ السلام کا اپنے بیٹے کے لیے ﴿یٰبُنَیَّ﴾ صیغہ تصغیر لانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اولاد کو بچپن ہی سے نماز کا عادی بنانا چاہیے اور ابتدائی طور پر تعلیم پیار سے ہو۔

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''آیت میں مذکورہ اعمال ''اقامۃ الصلوٰۃ، أمر بالمعروف و نھی عن المنکر اور صبر علی المصیبۃ'' کو بطورِ خاص اس لیے بیان کیا گیا ہے کہ یہ تمام عبادات اور اُمورِ خیر کی اُساس ہیں۔'' (فتح القدیر: ۲۳۹/۴)

ابن جریج رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

''﴿اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مذکورہ بالا امور اعلیٰ ترین اخلاق اور حصولِ نجات کے لیے اہم ترین اعمال ہیں۔''

(تفسیر قرطبی: ۶۷/۱۴)

دس برس کی عمر تک اگر بچہ نماز کا عادی نہ بنے تو اسے مار کر نماز پڑھوانی چاہیے، رہبر کامل، ہادی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ، وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ .)) [1]

''تم اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم کرو، جب دس برس کے ہوں جائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر سزا دو، اور ان کے بستر بھی الگ کر دو۔''

نماز کے فوائد:

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''زاد المعاد'' میں نماز کے کچھ فوائد بیان کیے ہیں، وہ اور کچھ مزید، حسب ذیل ہیں۔ چنانچہ یاد رہے کہ نماز:

۱۔ حصولِ رزق کا باعث ہے۔ ۲۔ پریشانی سے نجات دیتی ہے۔

[1] سنن أبو داؤد، کتاب الصلاة، باب متی یؤمر الغلام بالصلاة، رقم: ٤٩٥ ۔ صحیح أبو داؤد، للألبانی: ١٤٤/١ ۔١٤٥.

۳۔ دل کو تقویت دیتی ہے۔
۴۔ جان کے لیے فرحت بخش ہے۔
۵۔ جسم میں نشاط پیدا کرتی ہے۔
۶۔ شرح صدر کا ذریعہ ہے۔
۷۔ دل کو منور کرتی ہے۔
۸۔ عذابِ الٰہی سے حفاظت کا سبب ہے۔
۹۔ شیطان سے دُور رکھتی ہے۔
۱۰۔ محافظ صحت ہے۔
۱۱۔ بیماریوں کو رفع کرنے والی ہے۔
۱۲۔ چہرے کو منور کرتی ہے۔
۱۳۔ سستی و کاہلی کو دُور بھگاتی ہے۔
۱۴۔ قوائے جسم کو دوبالا کرتی ہے۔
۱۵۔ روح کی غذا ہے۔
۱۶۔ نعمت الٰہی کی محافظ ہے۔
۱۷۔ باعث خیر و برکت ہے۔
۱۸۔ اور رحمٰن کے قریب کرتی ہے۔
۱۹۔ خوفِ الٰہی کا درس دیتی ہے۔
۲۰۔ ذکر الٰہی کا ذریعہ ہے۔
۲۱۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔
۲۲۔ رحمت الٰہی کے نزول کا ذریعہ ہے۔
۲۳۔ نماز نیکی ہے۔
۲۴۔ نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔
۲۵۔ اللہ سے محبت کی علامت ہے۔
۲۶۔ نماز نعمتوں کی شکر گزاری ہے۔
۲۷۔ نماز بھلائی کا دروازہ ہے۔
۲۸۔ اللہ اور بندے کے درمیان رابطہ ہے۔
۲۹۔ نماز بندگی کا اظہار ہے۔
۳۰۔ نماز اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔
۳۱۔ نماز باعث ہدایت ہے۔
۳۲۔ نماز سنت نبوی سے محبت کا اظہار ہے۔
۳۳۔ نماز فکر آخرت پیدا کرتی ہے۔
۳۴۔ نماز استغفار کا درس دیتی ہے۔
۳۵۔ نماز صبر و ثبات کا ذریعہ ہے۔
۳۶۔ نماز سے نصرت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔
۳۷۔ نماز اصلاح انسانیت کا باعث ہے۔
۳۸۔ نماز رجوع الی اللہ کی طرف قدم ہے۔
۳۹۔ نماز اخوت دینی کو قائم کرتی ہے۔
۴۰۔ نماز گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ہے۔
۴۱۔ نماز شیطان سے دشمنی کا اظہار ہے۔
۴۲۔ نماز عذابِ قبر کے سامنے ڈھال ہے۔
۴۳۔ دنیا سے بے رغبتی اور تعلق باللہ کا ذریعہ ہے۔

باب نمبر 2

تارکِ نماز کا حکم

بے نماز اور شرک:

تارکِ نماز مشرک ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾﴾ (روم: ۳۱)

''اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے (دین اسلام پر قائم رہو) اور اسی سے ڈرو، اور نماز کو قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔''

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بالکل درست ہے کہ:

((تَرْكُ الصَّلَاةِ شِرْكٌ .)) [1]

''نماز ترک کرنا شرک ہے۔''

اس معنی کی ایک اور حدیث سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں؛ میں نے سنا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ:

((إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ ، وَبَيْنَ الشِّرْكِ ، وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ .)) [2]

---

[1] مصنف عبدالرزاق، رقم: ۵۰۰۹۔ کتاب الصلوٰة لمحمد بن نصر المروزی، رقم: ۸۸۹۔ اصول السنہ، للطبری، رقم: ۱۵۱۳۔ مسند أحمد: ۳۸۹/۳، رقم: ۱۵۱۸۳۔ شیخ شعیب نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ۲۴۷۔ سنن ترمذی، کتاب الإیمان، رقم: ۲۶۱۹.

''بے شک بندے اور شرک و کفر کے درمیان (فرق قائم کرنے والی چیز) نماز ہے۔''

اور سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے ہوئے سنا:

((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيْمَانِ الصَّلَاةُ، فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ اَشْرَكَ .)) ❶

''بندے، کفر اور ایمان میں (فرق کرنے والی چیز صرف) نماز ہے، اسے ترک کرنے پر (بندہ) مشرک قرار پاتا ہے۔''

سیّدنا یزید الرقاشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ اِلَّا تَرْكُ الصَّلٰوةِ، فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ اَشْرَكَ .)) ❷

''(مومن) بندے اور مشرک کے درمیان صرف نماز کا فرق ہے، پس جو شخص اسے چھوڑ دیتا ہے، وہ شرک کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔''

اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ اَوِ الشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ .)) ❸

''بندے اور کفر یا شرک کے درمیان (فرق قائم رکھنے والی چیز) ترک نماز ہے۔''

بے نماز اور نفاق:

نماز میں کسی طرح کی بھی سستی اور لاپرواہی منافقوں کے اوصاف میں شمار ہوتی ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

---

❶ شرح اصول اعتقاد اهل السنه، رقم: ١٥٢١ ـ صحيح الترغيب والترهيب، للألبانی: ٣٦٧/١، رقم: ٥٦٦.

❷ صحيح الترغيب والترهيب: ٣٦٨/١، رقم: ٨٦٨.

❸ كتاب الصلوٰة از محمد بن نصر المروزی، رقم: ٨٩٩ ـ یہ روایت ''صحیح'' کہا ہے۔

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٤٢﴾﴾ (النساء: ١٤٢)

''بے شک منافقین اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں، اور وہ اُنہیں دھوکہ میں ڈالنے والا ہے، اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو کاہل بن کر کھڑے ہوتے ہیں، اور اللہ کو برائے نام یاد کرتے ہیں۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''ان (منافقین) کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ جب نماز کے لیے آتے ہیں تو بوجھل جسم کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ جیسے کسی نے انہیں اس کام پر مجبور کیا ہو، اس لیے کہ ان کی نیت نماز کی نہیں ہوتی، اور نہ اس پر ان کا ایمان ہوتا ہے، اور نہ ہی نماز کے ارکان واعمال پر وہ غور وخوض کرتے ہیں۔ ان کا مقصد تو لوگوں کو دکھلانا ہوتا ہے تاکہ انہیں مسلمان سمجھا جائے، وہ اپنی نمازوں میں بہت کم اللہ کو یاد کرتے ہیں، نہ وہ خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں، اور نہ ان کو پتہ ہوتا ہے کہ وہ زبان سے کیا پڑھ رہے ہیں۔

حافظ ابن مردویہ رحمہ اللہ نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ یہ بُری بات ہے کہ آدمی نماز میں سست کھڑا ہو، بلکہ اسے خوش وخرم اور شاداب چہرے کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے، اس لیے کہ بندہ نماز میں اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے، اور جب اسے پکارتا ہے تو اس کی پکار سنتا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ آیت دلیل ہے کہ نماز میں سستی کرنا منافق کی نشانی ہے۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۳۰۷)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی

ہے کہ یہ منافق کی نماز ہے، وہ بیٹھا رہتا ہے سورج (کے غروب ہونے) کا انتظار کرتا ہے جب سورج زرد ہو جاتا ہے، اور شیطان کے (سر کے) دونوں کناروں کے درمیان ہوتا ہے تو منافق (نماز کے لیے) کھڑا ہوتا ہے اور جلدی جلدی چار رکعت ادا کرتا ہے ان میں بہت ہی کم اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ ❶

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''منافقین پر سب سے بھاری نماز عشاء اور فجر کی نماز ہے۔'' ❷

سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں منافق کی نماز کے بارے میں بتلاؤں؟ وہ عصر کی نماز لیٹ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب سورج غروب ہونے کے انتہائی قریب ہو جاتا ہے تو اس وقت پڑھتا ہے۔'' ❸

بے نماز اور کفر:

قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ ترکِ نماز کفر ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيْمَانِ تَرْكُ الصَّلَاةِ .)) ❹

''ایمان اور کفر کے درمیان فرق نماز کا ترک کرنا ہے۔''

ارشاداتِ صحابہ رضی اللہ عنہم:

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بھی ترکِ نماز کفر ہے، چنانچہ جامع ترمذی میں ہے:

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ١٤١٢.

❷ صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاة العشاء فی الجماعة، رقم: ٦٥٧۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، حدیث رقم: ١٤٨٢.

❸ سلسله احادیث صحیحه، رقم: ١٧٤٥۔ سنن دارقطنی: ٢٥٣،٢٥٢/١۔ مستدرك حاكم: ١٩٥/١.

❹ سنن ترمذی، باب ما جاء في ترك الصلاة، رقم: ٢٦١٨۔ سنن ابن ماجة، رقم: ١٠٧٨۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

((كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَرُوْنَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ .)) ❶

''اصحاب محمد ﷺ ترک نماز کے علاوہ کسی دوسرے عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں گردانتے تھے۔''

امیر المؤمنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب فرماتے ہیں:

((مَنْ لَمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ .)) ❷

''جو کوئی نماز ادا نہ کرے وہ کافر ہے۔''

اور فقیہ الامۃ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ كَفَر .)) ❸

''جس کسی نے نماز ترک کی، اس نے کفر کیا۔''

مفسر قرآن، سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَقَدْ كَفَرَ .)) ❹

''جس نے نماز ترک کردی، تحقیق اس نے کفر کیا۔''

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ:

((مَنْ لَمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ .)) ❺

''نماز ادا نہ کرنے والا کافر ہے۔''

اقوالِ سلف صالحین:

ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ سنن ترمذی، باب ما جاء فی ترك الصلاة، رقم: ٢٦٢٢۔ صحيح الترغيب والترهيب: ١/٢٢٧، رقم: ٥٦٤. ❷ مصنف ابن ابی شیبه، رقم: ٧٧٢٢، ٣١٠٧٥.

❸ معجم کبیر، للطبرانی، رقم: ٨٩٣٩۔ الشریعه، للآجری، رقم: ١٣٣.

❹ تمهيد، لابن عبدالبر: ٤/٢٢٥۔ کتاب الصلاۃ از محمد نصر، رقم: ٩٣٩.

❺ تمهيد لابن عبدالبر: ٤/٢٢٥.

((تَرْكَ الصَّلَاةِ كُفْرٌ ، لَا يُخْتَلَفُ فِيهِ .)) [1]

''نماز ترک کرنا کفر ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔''

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مَنْ اَخَّرَ صَلَاةً حَتَّى يَفُوْتَ وَقْتُهَا مُتَعَمِّداً مِّنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ كَفَرَ .)) [2]

''جو شخص بغیر عذر جان بوجھ کر نماز کو لیٹ کرتا ہے حتی کہ اس کا وقت گذر جائے، تو یقینی طور پر وہ کافر ہے۔''

صدقہ بن فضل رحمہ اللہ سے تارک نماز کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا، وہ کافر ہے۔ [3]

شیخ صالح عثیمین رحمہ اللہ کا فتویٰ:

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو لوگ اسلام کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن نماز اور روزہ کی پابندی کم ہی کرتے ہیں، تو ان کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ اگر یہ لوگ رمضان کے روزے اس لیے نہیں رکھتے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ روزہ واجب نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک بدنی ریاضت ہے، اور انسان کو اختیار ہے کہ چاہے روزے رکھے یا نہ رکھے، تو یہ لوگ کافر ہیں کیونکہ انہوں نے فرائض اسلام میں سے ایک فرض کا انکار کیا ہے، اور جہالت کی وجہ سے انہیں معذور بھی قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اسلامی معاشرہ میں رہ رہے ہیں۔

اگر چہ یہ روزہ کی فرضیت اور وجوب کا عقیدہ تو رکھتے ہیں، لیکن عملاً روزہ نہیں رکھتے تو یہ نافرمان ہیں، اور اہل علم کے راجح قول کے مطابق انہیں کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔

[1] السنة ، للمروزی، رقم: ۹۷۸.
[2] الصلاة ، لابن القيم، ص: ۵۳.
[3] الصلاة ، لابن القيم، ص: ۵۳.

اگر چہ یہ نماز بالکل نہیں پڑھتے تو یہ کافر ہیں خواہ نماز کے وجوب کا اقرار کریں یا انکار، کیونکہ اس صورت میں ان کا کفر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی سورۂ توبہ میں ارشاد ہے:

﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ﴾ (التوبة: ۱۱)

''پھر اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھیں، اور زکوۃ دینے لگیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں۔''

سورۂ مریم میں ارشاد ہے:

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ﴿٦٠﴾﴾

(مریم: ۵۹-۶۰)

''پھر ان کے بعد چند ناخلف ان کے جانشین ہوئے، جنہوں نے نماز کو (چھوڑ دیا گویا کہ اسے) کھودیا، اور خواہشات نفسانی کے پیچھے لگ گئے، سوعنقریب ان کو گمراہی (کی سزا) ملے گی۔ ہاں! جس نے توبہ کی، اور ایمان لایا، اور عمل نیک کیے تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔''

یہاں استدلال سورۂ مریم کی اس دوسری آیت کریمہ سے ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے نماز ضائع کرنے والوں اور خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے والوں میں سے ان لوگوں کو مستثنیٰ قرار دیا، جو توبہ کریں اور ایمان لے آئیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ نماز ضائع اور خواہشات نفس کی پیروی کرتے وقت وہ مسلمان نہیں ہیں، اور یہ استدلال پہلی آیت سے ہے جو سورۂ توبہ کی آیت ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور مشرکین کے درمیان ثبوتِ اخوت کے لیے تین شرطیں قرار دی ہیں، اور وہ یہ ہیں:

۱: وہ شرک سے توبہ کرلیں۔

۲: نماز قائم کریں۔

۳: زکوٰۃ ادا کریں۔

اگر وہ شرک سے تو توبہ کرلیں، لیکن نماز اور زکوٰۃ ادا نہ کریں تو وہ ہمارے بھائی نہیں ہیں۔

اور یاد رہے! دینی اخوت کی نفی صرف اس وقت ہوتی ہے جب کوئی مومن مکمل طور پر دائرہ دین سے خارج ہو جائے۔ فسق کے ساتھ اس اخوت کی نفی نہیں ہوتی۔ جیسا کہ آیت قصاص میں ہے:

﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾ (البقرہ: ۱۷۸)

''اور قاتل کو اس کے (مقتول) بھائی (کے قصاص میں) سے کچھ معاف کر دیا جائے، تو (وارث مقتول کو) پسندیدہ طریق سے (قرار داد کی) پیروی (یعنی مطالبہ خون بہا) کرنا اور (قاتل کو) خوش خوئی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔''

اس آیت میں عمداً قتل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے مقتول کا بھائی قرار دیا ہے، حالانکہ قتل عمداً بھی اکبر الکبائر میں سے ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ سے ثابت ہے:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ﴿۹۳﴾﴾ (النساء: ۹۳)

''اور جو شخص مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے گا تو اس کی سزا دوزخ ہے، جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا۔ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا، اور ایسے شخص کے لیے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

یہ آیت کریمہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ایمانی اخوت کی نفی کفر سے کم تر درجہ کے کسی جرم کی وجہ سے نہیں ہوتی۔

ترک نماز سے جب دینی اخوت کی نفی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ سورۂ توبہ کی آیت سے واضح ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ ترک نماز ''کُفْرٌ دُوْنَ کُفْرٍ'' یا یہ ''فسق'' نہیں ہے۔ ورنہ اس

سے دینی اخوت کی نفی نہ ہوتی، جس طرح قتل مومن سے نفی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کیا تم تارکِ زکوٰۃ کو بھی کافر قرار دو گے۔ جیسا کہ سورۂ توبہ کی اس آیت کے مفہوم سے معلوم ہوتا ہے، تو ہم کہیں گے کہ ہاں! بعض اہل علم نے تارکِ زکوٰۃ کو بھی کافر قرار دیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت یہی ہے، لیکن ہمارے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ تارک زکوٰۃ کافر نہیں ہے۔ ہاں، البتہ اس کے لیے سزا بہت سخت ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت میں بیان فرمایا ہے، مثلاً حدیث سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے، جس میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مانعین زکوٰۃ کی سزا بیان کرتے ہوئے آخر میں فرمایا:

((ثُمَّ يَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا اِلَى النَّارِ .)) [1]

''پھر وہ اپنے راستہ کو جنت کی طرف دیکھے گا یا جہنم کی طرف۔''

تو یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مانع زکوٰۃ کافر نہیں ہے، کیونکہ اگر وہ کافر ہوتا تو پھر اس کا راستہ جنت کی طرف نہ ہوتا، تو اس حدیث کا منطوق آیت توبہ کے مفہوم سے مقدم ہے کیونکہ منطوق مفہوم سے مقدم ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ اُصولِ فقہ میں معروف ہے۔

سنت سے تارک نماز کے کفر کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

((اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ .)) [2]

''یقیناً بندے اور شرک و کفر کے درمیان فرق ترکِ نماز سے ہے۔''

اور سیّدنا بریدۃ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

((اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ)) [3]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب اثم مانع الزكاة، ح: ۹۸۷.

[2] صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان اطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، رقم: ۸۲.

[3] سنن ترمذی، كتاب الايمان، باب ما جاء في ترك الصلاة، ح: ۲۶۲۱۔ سنن نسائی، كتاب الصلاة، باب الحكم في تارك الصلاة، رقم: ۴۶۴۔ مسند احمد: ۳۴۶/۵، ۳۵۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے

”ہمارے اور ان (ذمیوں) کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے، پس جس نے نماز کو ترک کر دیا وہ کافر ہو گیا۔“

یہاں کفر سے مراد وہ کفر ہے، جو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے نماز کو مومنوں اور کافروں کے درمیان حد فاصل قرار دیا ہے، اور ظاہر ہے ملت کفر اور ملت اسلام دو الگ الگ ملتیں ہیں، تو جو شخص عہد نماز کی پابندی نہ کرے وہ کافروں میں سے ہے۔“ ❶

تارکِ نماز بے دین ہے:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((وَمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَلَا دِيْنَ لَهُ.)) ❷

”جس نے نماز چھوڑ دی، اس کا کوئی دین، مذہب نہیں۔“

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ لَا دِيْنَ لَهُ.)) ❸

”تارک نماز کا کوئی دین نہیں۔“

اور سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ.)) ❹

”بے نماز کا کوئی دین، مذہب نہیں ہے۔“

تارک نماز کا اہل و مال ہلاک ہو گیا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو جائے گویا کہ اس کا

❶ فتاویٰ اسلامیہ، کتاب الصلاۃ: ۱/۴۷۶۔۴۷۹۔ طبع دار السلام، لاهور.

❷ المعجم الكبير للطبراني، رقم: ۸۹۴۲، صحيح الترغيب والترهيب للألباني.

❸ التاريخ الكبير، للبخاري: ۷/۹۵.

❹ المعجم الصغير، للطبراني، رقم: ۶۰۔ "اسناده صحيحٌ"

مال اور اس کا اہل ہلاک ہو گیا۔ ❶

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کافروں کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے جس طرح انہوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے روکے رکھا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔'' ❷

تارکِ نماز بے ایمان ہوتا ہے:

مجاہد بن جبیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ لوگوں کے نزدیک اعمال میں سے کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والی کیا چیز تھی؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا: ((اَلصَّلَاةُ)) ''نماز۔'' ❸

سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ .)) ❹

''بے نماز کا کوئی ایمان نہیں ہے۔''

تارک نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں:

ابو ملیح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے برسرِ ممبر ارشاد فرمایا:

((لَا اِسْلَامَ لِمَنْ لَمْ یُصَلِّ .)) ❺

''جو شخص نماز نہیں ادا کرتا، اس کا کوئی اسلام نہیں۔''

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ:

---

❶ سنن دارمی، رقم: ١٢٦٦.

❷ سنن دارمی، رقم: ٢٦٨۔ صحیح بخاری، رقم: ٥٥٢۔ صحیح مسلم، رقم: ١٤١٦.

❸ صحیح الترغیب والترھیب، للألبانی.

❹ اصول السنة، للطبری، رقم: ١٥٣٦۔ التمھید، لابن عبدالبر: ٤/٢٢٥۔ کتاب الصلاة، محمد بن نصر، رقم: ٩٥٤۔ صحیح الترغیب والترھیب، رقم: ٥٧٤.

❺ کتاب الصلاة، محمد بن نصر، رقم: ٩٣٠.

((لَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ .)) [1]

''جس شخص کی نماز نہیں، اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔''

تارکِ نماز کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں:

((وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ ، فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ .)) [2]

''سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے عصر کی نماز کو ترک کیا، اس کے اعمال ضائع ہو گئے۔''

تارکِ نماز سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اُٹھ جاتی ہے:

سیّدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے انتہائی مخلص دوست (امام الناصحین) صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی:

((لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ ، وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا ، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ ، وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ .)) [3]

''تم اللہ کے ساتھ کسی غیر کو شریک نہ ٹھہرانا، چاہے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا تجھے (آگ میں) جلا دیا جائے، اور فرض نماز کو بھی قصداً نہ چھوڑنا، کیونکہ جس نے فرض نماز کو جان بوجھ کر چھوڑا، اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ (حفاظت) اُٹھ گئی، اور شراب مت پینا کیونکہ یہ ہر برائی کا دروازہ کھولنے والی چیز ہے۔''

---

[1] مصنف ابن ابی شیبه، کتاب المغازی، رقم: ۳۸۲۲۹۔ سنن دار قطنی، رقم: ۱۷۲۶.

[2] صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاة، رقم: ۵۵۳.

[3] سنن ابن ماجه، کتاب الدعاء، رقم: ۴۰۳۴۔ ارواء الغليل، رقم: ۲۰۸۶، التعليق الرغيب: ۱/۱۹۵۔ مشکوٰۃ المصابیح، رقم: ۵۸۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

بے نماز متکبر ہے:

کل جس سر کو غرور تھا تاجوری کا
آج اُس سر پہ عالم ہے نوحہ گری کا

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول عظیم ﷺ کی زبانی یہ تعلیم دی کہ میرے بندو! تم سب مجھے پکارو! میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، اس لیے کہ تم سب میرے بندے ہو، اور میں تمہارا رب ہوں، پروردگارِ عالم کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِى سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾﴾ (المؤمن: ٦٠)

''اور تمہارے رب نے کہہ دیا ہے، تم سب مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، بے شک جو لوگ کبر کی وجہ سے میری عبادت نہیں کرتے، وہ عنقریب ذلت ورسوائی کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ کے آخر میں فرمایا کہ جو لوگ بوجہ کبر میری عبادت (نماز وغیرہ) سے انکار کرتے ہیں، اور مجھے پکارتے نہیں، وہ نہایت ہی ذلیل ورسوا کر کے جہنم میں پھینک دیے جائیں گے یعنی ایسا صرف متکبر اور کافر ہی کرسکتا ہے۔

جو شخص بے حسی کے عالم میں مرگیا اور استکبار کے ساتھ اکڑا، اور نماز نہیں پڑھی، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم بتلانے کے بعد اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ ﴿٣١﴾ وَلَٰكِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٣٢﴾﴾ (القیامة: ٣١، ٣٢)

''پس اس نے نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی، بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔''

ایک دوسرے مقام پر مشرکین مکہ کو خطاب کیا کہ انہیں کیا ہوگیا ہے کہ وہ اللہ، اس کے رسول اور قرآن پاک پر ایمان نہیں لاتے، اور اپنے گناہوں سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو جاتے۔ اور انہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ تکبر کرتے ہیں، اور رب العالمین کے لیے عجز وانکساری کا اظہار

کرتے ہوئے سجدہ ریز نہیں ہوتے:

﴿فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ﴿٢١﴾﴾ (الانشقاق: ٢٠ـ٢١)

''انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے ہیں، اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ (تکبر سے) سجدہ نہیں کرتے ہیں۔''

اللہ قادر اور قدیر نے قارون، فرعون اور ہامان کو بھی ان کے کفر و استکبار کے سبب ہلاک و تباہ کر دیا، ان کے پاس سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی واضح اور کھلی نشانیاں لے کر آتے تھے، توحید کی دعوت پیش کی، اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور اس کی عبادت کی طرف بلایا، لیکن انہوں نے استکبار کی راہ اختیار کی اور ایک معبودِ برحق اللہ تعالیٰ کی عبادت و پرستش کا انکار کر دیا، تو وہ اللہ تعالیٰ سے بچ کر کہاں جا سکتے تھے؟

﴿وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ ﴿٣٩﴾﴾ (العنکبوت: ٣٩)

''اور ہم نے قارون، فرعون اور ہامان کو بھی ہلاک کر دیا تھا، اور موسیٰ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے، لیکن انہوں نے زمین پر تکبر کی راہ اختیار کی، اور وہ ہم سے بچ کر نہیں نکل سکتے تھے۔''

اس کے برعکس مومنین کی علامت یہ بیان فرمائی کہ وہ اپنے رب کے لیے نماز پڑھتے ہیں، عبادت کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿١٥﴾﴾ (السجدة: ١٥)

''بے شک ہماری آیتوں پر وہ لوگ ایمان لاتے ہیں، جنہیں جب ان آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر جاتے ہیں، اور وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں، اور تکبر نہیں کرتے۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے مومنین ومخلصین کا ذکر کیا ہے کہ ہماری آیتوں پر حقیقی معنوں میں وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جنہیں قرآن کریم کی تلاوت کر کے جب نصیحت کی جاتی ہے تو اپنے دل کی طہارت اور فطرت کی پاکیزگی کی وجہ سے ان نصیحتوں کو فوراً قبول کر لیتے ہیں، اور قرآن کریم کا ان پر ایسا اثر پڑتا ہے کہ نعمت اسلام پر شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ میں گر جاتے ہیں، اپنے رب کی پاکی اور اس کی حمد وثناء بیان کرتے ہیں، اور اہل مکہ کی طرح اس کی عبادت سے قطعاً منہ نہیں موڑتے ہیں، بلکہ زندگی بھر اطاعت و بندگی کے جذبے اور نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اس کی عبادت کرتے رہتے ہیں۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ آیت نماز پنجگانہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی، اور ((سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ)) سے مراد یہ ہے کہ وہ حالت سجدہ میں ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ)) کہتے ہیں۔اور ((وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ)) سے مراد یہ ہے کہ وہ مؤمنین دیگر مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے سے کبر ونخوت کی وجہ سے گریز نہیں کرتے۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۱۱۶۸.)

سورۃ الاعراف میں فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ۝﴾ (الأعراف: ۲۰۶)

''بے شک (جو فرشتے) آپ کے رب کے پاس ہیں، وہ اس کی عبادت سے تکبر کی وجہ سے انکار نہیں کرتے ہیں، اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں، اور اس کے لیے سجدہ کرتے رہتے ہیں۔''

''فرشتے رات دن خشوع وخضوع کے ساتھ (ذکر الٰہی میں) مشغول رہتے ہیں، اور کبھی نہیں تھکتے، اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، اور اس کے حضور سجدہ کرتے رہتے

ہیں، اور اس سے مقصود مومنوں کو ترغیب دلانا ہے کہ وہ بھی فرشتوں کی طرح کثرت سے اللہ کو یاد کرتے رہیں، تسبیح وتہلیل میں مشغول رہیں، نماز پڑھیں اور رکوع وسجود کرتے رہیں۔

اس آیت کی تلاوت کے بعد قاری اور غور سے سننے والے، دونوں کے لیے قبلہ رُخ ہو کر سجدہ کرنا مشروع ہے، اور افضل یہ ہے کہ سجدہ کرنے والا باوضو ہو۔ قرآن کریم میں یہ پہلا سجدہ ہے۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۵۱۷)

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ ، فَنَزْدَحِمُ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا لِجَبْهَتِهِ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ .)) [1]

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (غیر حالت نماز میں) کوئی سجدہ والی سورت پڑھتے تو سجدہ کرتے اور ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے، اور بوجہ ازدھام لوگ اپنی پیشانی کے لیے جگہ نہیں پاتے تھے کہ جہاں وہ سجدہ کریں۔''

''تمام فرشتے بھی اس کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں، اس کی عبادت ونماز سے تکبر کرتے ہیں، اور نہ ہی اس سے تھکتے ہیں، شب وروز اس کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں، جیسا کہ کوئی شخص ہر حال میں سانس لیتا رہتا ہے، اور ہر گھڑی اس کی پلک جھپکتی رہتی ہے، اور جب تک زندہ رہتا ہے کبھی بھی ان دونوں کاموں میں تھکن محسوس نہیں کرتا، بالکل اسی طرح فرشتے ہر حال میں تسبیح پڑھتے رہتے ہیں، ایک لمحہ کے لیے بھی انقطاع نہیں ہوتا، اور یہ بات ان کے لیے ایسا امر طبیعی ہے کہ کبھی بھی اس سے تھکن نہیں محسوس کرتے۔''

(تیسیر الرحمٰن، ص: ۹۲۱_۹۲۲)

---

[1] صحیح بخاری، ابواب سجود القرآن و سننها، رقم: ۱۰۷۶، صحیح مسلم، كتاب المساجد، رقم: ۱۲۹۵.

﴿وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝﴾

(الأنبياء: ١٩ـ٢٠)

''اور آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے سب اسی کی ملکیت میں ہے، اور جو فرشتے اس کے پاس ہیں، اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں، وہ شب و روز تسبیح پڑھتے ہیں، سستی نہیں کرتے ہیں۔''

ترک نماز جہنم میں لے جاتا ہے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے کہ گنہگاروں کو جہنم میں لے جانے والا پہلا سبب نماز کا چھوڑنا ہے۔ ''اصحاب الیمین'' اس دن جنت کی ان نعمتوں، راحتوں اور آسائشوں ۔جن کا ادراک کوئی شخص اس دنیا میں نہیں کرسکتا۔ میں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے آپس میں باتیں کریں گے، یہاں تک کہ بات اُن مجرموں تک پہنچ جائے گی جو دنیا میں اللہ اور اس کے آخر الزماں پیغمبر ﷺ کے باغی تھے، اور جن کی موت کفر و شرک پر ہوئی تھی، تو اہل جنت ایک دوسرے سے کہیں گے کیوں نہ جہنم میں جھانک کر اُن کا حال معلوم کیا جائے، چنانچہ اُنہیں درمیانِ جہنم میں عذاب شدید میں مبتلا پائیں گے، اور اُن سے دریافت کریں گے کہ تمہارے کون سے کرتوتوں نے تمہیں جہنم میں پہنچا دیا ہے؟ تو وہ جہنمی کہیں گے:

﴿قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰى أَتٰنَا الْيَقِيْنُ ۝﴾ (المدثر: ٤٣ـ٤٧)

''ہم (دنیا میں اللہ کے لیے) نماز نہیں پڑھتے تھے، اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، اور (دین اسلام، قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف) بات بنانے والوں کے ساتھ ہم بھی بات بنایا کرتے تھے، اور ہم قیامت کے دن کی تکذیب

کرتے تھے۔ (ہمارا یہی حال رہا) یہاں تک کہ موت نے ہمیں آ دبوچا۔''

ان مجرموں سے جب کہا جاتا تھا کہ تم لوگ دین حق کو قبول کرلو، اللہ کے لیے نماز پڑھو اور اس کے لیے خشوع وخضوع اختیار کرو، تو ان کی گردنیں اکڑ جاتی تھیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ اس دن ان جیسوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہوگی۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ○ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ○﴾

(المرسلات: ۴۸۔۴۹)

''اور ان سے جب کہا جاتا تھا کہ تم لوگ (نماز کے لیے) رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے تھے، اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ''ویل'' ہوگی۔''

فائدہ:...... یاد رہے کہ ''ویل'' جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ [1]

اور سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ (حدیث رؤیا میں) رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَمَّا الَّذِي يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ.)) [2]

''جس شخص کا سر پتھر سے کچلا جارہا تھا وہ حافظ قرآن تھا، مگر قرآن سے غافل ہوگیا تھا، اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جایا کرتا تھا۔''

یعنی نہ تو وہ نماز عشاء پڑھتا تھا اور نہ فجر کے لیے بیدار ہوتا، حالانکہ اس نے قرآنِ مجید پڑھا اور حفظ کیا تھا، مگر اس کے مطابق عمل نہیں کیا، بلکہ اُسے بھلا دیا، آج جہنم میں اس کو یہ سزا مل رہی ہے کہ اس کا سر پتھر سے کچلا جارہا تھا۔

تارکِ نماز آخرت میں شفاعت سے محروم رہے گا:

نماز کے تارکین، مجرمین آخرت میں شفاعت کاروں کی شفاعت سے محروم رہیں

[1] سنن ترمذی، ابواب التفسیر، رقم: ۳۳۷۷۔ ۳۵۴۶۔ مستدرك حاكم، رقم: ۳۹۲۷.

[2] صحیح بخاری، كتاب التهجد، رقم: ۱۱۴۳.

گے۔ دوسرے لفظوں میں اس طرح کہہ لیں کہ وہ سفارش کے حقدار نہیں ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ ربّ کائنات کسی نبی یا فرشتے کو ان کے لیے شفاعت کرنے کی اجازت ہی نہیں دے گا، لہٰذا کوئی ایسی سفارش نہیں پائی جائے گی جو ان کے کام آئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فِيْ جَنّٰتٍ ڣ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝﴾ (المدثر: ٤٠-٤٨)

''یہ لوگ جنتوں میں ہوں گے، پوچھیں گے مجرمین سے، تمھیں کس چیز نے جہنم میں پہنچا دیا۔ وہ کہیں گے، ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔ اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ اور (اسلام کے خلاف) بات بنانے والوں کے ساتھ ہم بھی بات بنایا کرتے تھے۔ اور ہم قیامت کے دن کی تکذیب کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہماری موت آ گئی۔ پس (اُس وقت) شفاعت کرنے والوں کی شفاعت ان کے کام نہیں آئے گی۔''

تارکِ نماز روزِ قیامت قارون، فرعون، ھامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا:

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک روز) نماز کے متعلق گفتگو کی اور فرمایا:

((مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا، لَمْ يَكُنْ لَهُ نُوْرٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ)) [1]

[1] مسند أحمد، رقم: ٦٥٧٦ - سنن دارمی، رقم: ٣٠١ - صحیح ابن حبان، رقم: ١٤٦٧ - ابن حبان نے اسے ''صحیح'' اور شیخ شعیب نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

''جس نے (پانچ) وقت نماز کی حفاظت کی، نماز روزِ قیامت اس کے لیے نور، برہان اور (ذریعہ) نجات ہوگی، اور جس کسی نے (پانچ وقت) نماز کی حفاظت نہ کی تو روزِ قیامت (نماز) اس کے لیے نہ دلیل، نہ نور اور نہ ہی (وسیلہ) نجات ہوگی۔ اور وہ (بے نماز شخص) قیامت کے دن قارون، فرعون، ھامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ (جہنم میں) ہوگا۔''

امام ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے ''الصلاۃ وحکم تارکھا، ص:۳۶، ۳۷'' میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد یوں رقم کیا ہے: ''تارکِ نماز کا خاص طور پر ان چار آدمیوں کے ساتھ جہنم میں جانے کا سبب یہ ہے کہ یہ چاروں کفر کے سردار ہیں۔ یہاں پر ایک عظیم نقطہ ہے کہ تارکِ نماز ...... مال، ملک، ریاست یا تجارت کی وجہ سے نماز ترک کرتا ہے، جو کوئی مال کے سبب نماز ترک کرے گا وہ قارون کے ساتھ ہوگا، اور جو کوئی ملک اور بادشاہت کی خاطر نماز چھوڑے گا وہ فرعون کے ساتھ ہوگا، اور جو شخص حکومتی ذمہ داریوں کے سبب نماز ترک کرے گا وہ ہامان کے ساتھ ہوگا۔ اور تجارتی عذر بہانے کر کے نماز ترک کرنے والا (مشہور کافر) اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔''

اسلامی حکومت کی خصوصیت:

صاحب اقتدار لوگوں کا یہ فریضۂ منصبی ہے کہ وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، اُمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝﴾

(الحج: ۴۱)

''جنہیں ہم جب سرزمین کا حاکم بناتے ہیں تو وہ نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں، اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں، اور برائی سے روکتے ہیں اور تمام اُمور کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔''

لیکن اگر وہ فریضۂ نماز کو ترک کر دیں تو ان سے لڑائی کو شریعت جائز قرار دیتی ہے۔
چنانچہ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''صحیح مسلم میں (سیّدہ) اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَتَكُوْنُ أُمَرَاءُ فَتَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ ، فَمَنْ عَرَفَ بَرِیءَ ، وَمَنْ أَنْكَرَ سَلِمَ ، وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ قَالُوْا: أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ: لَا مَا صَلَّوْا .)) ❶

''عنقریب کچھ ایسے امراء ہوں گے کہ جن کو تم پہچانو گے بھی اور انکار بھی کرو گے، جس نے پہچان لیا وہ بری ہو گیا، اور جس نے انکار کر دیا وہ سلامت رہا، لیکن جو شخص ان سے راضی ہو گیا اور جس نے ان کی پیروی کی (وہ ہلاک ہو گیا) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''کیا ہم ان سے لڑائی نہ کریں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں (تم ان سے لڑائی نہ کرو۔)''

اور حدیث سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ ، وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ ، وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ ، وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ بِالسَّيْفِ؟ قَالَ: لَا ، مَا أَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلَاةَ .)) ❷

''تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو، وہ تم سے محبت کریں، وہ تمہارے لیے دعا کریں اور تم ان کے لیے دعا کرو۔ اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں کہ تم ان سے بغض رکھو، وہ تم سے بغض رکھیں، تم ان پر لعنت بھیجو اور وہ تم

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الأمارة، باب وجوب الإنكار على الأمراء فيما يخالف اشرع ......، حديث رقم: ١٨٥٤.

❷ صحیح مسلم، کتاب الأمارة، باب خيار الأئمة وشرارهم، رقم: ١٨٥٥.

پر لعنت بھیجیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''کیا ہم تلوار کے ساتھ انہیں ختم نہ کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں جب تک وہ نماز قائم رکھیں۔ (ان کے خلاف تلوار نہ اٹھاؤ۔)''

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا تو ہم نے آپ کی بیعت کی۔ ہم نے یہ بیعت کی کہ ہم پسندیدگی اور ناپسندیدگی میں، مشکل اور آسانی میں اور اپنے اوپر ترجیح دیئے جانے کی صورت میں بھی سمع و طاعت کا مظاہرہ کریں گے، اور اہل لوگوں سے حکومت نہیں چھینیں گے۔ اسی سلسلہ میں فرمایا:

((إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ .)) [1]

''ہاں! الا یہ کہ تم حکمرانوں کی طرف سے صریح کفر کا ارتکاب دیکھو، اور تمہارے پاس اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برہان ہو۔''

کتاب و سنت میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں ہے، جس سے یہ معلوم ہو کہ تارکِ نماز کافر نہیں ہے، یا یہ معلوم ہو کہ وہ مومن ہے، یا یہ معلوم ہو کہ وہ جنت میں داخل ہوگا، یا یہ معلوم ہو کہ وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ اس سلسلہ میں جو وارد ہے، وہ ایسی نصوص ہیں جو توحید اور ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی شہادت کی فضیلت پر دلالت کرتی اور اس کا ثواب بیان کرتی ہیں، اور یہ نصوص یا تو کسی ایسے وصف کے ساتھ مقید ہیں، جس کے ساتھ ترکِ نماز ممکن نہیں یا یہ معین حالات کے بارے میں وارد ہیں، جن میں انسان ترک نماز کے لیے معذور ہوتا ہے یا یہ عام ہیں اور انہیں تارکِ نماز کے کفر کے دلائل پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ تارکِ نماز کے کفر کے دلائل خاص ہیں، اور خاص عام سے مقدم ہوتا ہے، جیسا کہ اصول حدیث اور اصول فقہ میں ایک معروف اصول ہے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے، کیا یہ جائز نہیں کہ تارکِ نماز کے کفر پر دلالت کرنے والی نصوص کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ ان سے مراد وہ شخص ہے جو نماز کے وجوب کا انکار کرتے

[1] صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب سترون بعدی أمورا تنکرونها، رقم: ٧٠٥٦، ٧٠٧٦.

ہوئے اس کو ترک کرے؟ ہم عرض کریں گے کہ نہیں یہ تاویل جائز نہیں، کیونکہ اس میں دو رکاوٹیں ہیں، اس وصف کا ابطال لازم آتا ہے، جسے شریعت نے معتبر قرار دیا اور جس کے مطابق حکم عائد کیا ہے۔ یعنی شریعت نے ترکِ نماز پر کفر کا حکم لگایا ہے اور یہاں یہ نہیں کہا کہ جو کوئی نماز کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے ترک کرے وہ کافر ہے، اور پھر اقامت نماز کی بنیاد پر دینی اخوت کو قائم کیا ہے، اور یہ نہیں کہا کہ دینی بھائی وہ ہیں جو نماز کے وجوب کا اقرار کریں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ اگر وہ توبہ کرلیں اور وجوب نماز کا اقرار کرلیں تو ...... اور نہ ہی نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ آدمی اور شرک و کفر کے درمیان فرق وجوب نماز کے اقرار کی وجہ سے ہے کہ جو اس کے وجوب کا انکار کرے، وہ کافر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد ﷺ کی یہ مراد ہوتی تو اس سے روگردانی اس بیان کے خلاف ہوتی، جسے قرآن نے پیش کیا ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (النحل : ۸۹)

''اور ہم نے آپ پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا (مفصل) بیان ہے۔''

اور جس کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ ط﴾ (النحل : ٤٤)

''اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے ہیں، وہ ان پر ظاہر کردو۔''

اس میں دوسری رکاوٹ یہ ہے کہ اس سے ایک ایسے وصف کا اعتبار لازم آتا ہے، جسے شریعت نے مناطِ حکم قرار نہیں دیا۔ نمازِ پنجگانہ کے وجوب کا انکار موجب کفر ہے، اس شخص کے لیے جو جہالت کی وجہ سے معذور ہو خواہ نماز پڑھے یا نہ پڑھے، مثلاً ایک شخص اگر پانچوں نمازوں کو تمام شروط، ارکان، واجبات اور مستحبات سمیت ادا کرے لیکن وہ کسی عذر

کے بغیر ان نمازوں کے وجوب کا منکر ہوگا تو وہ کافر ہوگا، حالانکہ اس نے نماز کو ترک نہیں کیا، تو اس سے معلوم ہوا کہ نصوص کو اس بات پر محمول کرنا کہ ان سے مراد وہ شخص ہے جو وجوب نماز کا انکار کرتے ہوئے ترک کرے، صحیح نہیں ہے، جب کہ صحیح اور حق بات یہ ہے کہ تارکِ نماز کافر ہے اور وہ اپنے اس کفر کے باعث ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ابن أبی حاتم کی اس روایت میں اس کی صراحت ہے، جو (سیّدنا) عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَوْصَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَتْرُكُوْا الصَّلَاةَ عَمْدًا، فَمَنْ تَرَكَهَا عَمْدًا مُتَعَمِّدًا، فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ.)) [1]

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، قصد و ارادہ سے نماز ترک نہ کرو، کیونکہ جو شخص قصد و ارادہ سے جان بوجھ کر نماز ترک کر دیتا ہے، تو وہ ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔"

نیز اگر ہم اسے ترکِ انکار پر محمول کریں تو پھر نصوص میں نماز کو بطورِ خاص ذکر کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، کیونکہ یہ حکم تو نماز، زکوٰۃ، حج اور ان تمام امور کے لیے عام ہے جو دین کے واجبات و فرائض میں شمار ہوتے ہیں، کیونکہ ان میں سے کسی ایک کا اس کے وجوب کے انکار کی وجہ سے ترک موجب کفر ہے، بشرطیکہ انکار کرنے والا جہالت کی وجہ سے معذور نہ ہو۔

جس طرح سمعی اثری دلیل کا تقاضا ہے کہ تارکِ نماز کو کافر قرار دیا جائے، اسی طرح عقلی نظری دلیل کا بھی تقاضا ہے، اور وہ اس طرح کہ جو شخص دین کے ستون نماز ہی کو ترک کر دے تو اس کے پاس پھر ایمان کیسے باقی رہا؟ نماز کے بارے میں اس قدر ترغیب آئی ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر عاقل مومن اس کے ادا کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے، اور اس کے ترک کے بارے میں اس قدر وعید آئی ہے، جس کا ہر عاقل مومن سے تقاضا یہ ہے کہ وہ اس کے ترک سے اور اسے ضائع کرنے سے مکمل احتیاط برتے، کیونکہ اگر اسے ترک اور

---

[1] مجمع الزوائد، رقم: ۱۷۱۴، وأخرجه ابن ماجة مختصرًا وحسنه الألباني، رقم: ٤٠٣٤.

ضائع کردیا گیا تو اس کا تقاضا یہ ہوگا کہ پھر ایمان باقی نہ رہے!

جہاں تک اس مسئلہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کا تعلق ہے تو جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے یہ ہے، بلکہ کئی ایک علماء نے کہا ہے کہ اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ تارکِ نماز کافر ہے۔ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ:

((كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ .)) [1]

''حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعمال میں سے ترکِ نماز کے سوا اور کسی عمل کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔''

مشہور امام اسحق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ تارکِ نماز کافر ہے، اور نبی کریم ﷺ کے دور سے لے کر آج تک اہل علم کی یہی رائے ہے کہ جو شخص قصد و ارادہ سے بغیر کسی عذر کے نماز چھوڑ دے، حتی کہ اس کا وقت ختم ہو جائے تو وہ کافر ہے۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ (سیّدنا) عمر، عبدالرحمٰن بن عوف، معاذ بن جبل، ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی ثابت ہے کہ تارکِ نماز کافر ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کسی نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت بھی نہیں کی۔

علامہ منذری نے ''الترغیب والترہیب'' میں امام ابن حزم کا یہ قول نقل کیا ہے، اور انہوں نے اس سلسلہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ مزید نام بھی شمار کروائے ہیں۔ مثلاً (سیّدنا) عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہم اور غیر صحابہ کرام میں سے امام احمد بن حنبل، اسحق بن راہویہ، عبداللہ بن مبارک، نخعی، حکم بن عتیبہ، ایوب سختیانی، ابو داؤد طیالسی، ابوبکر بن أبی شیبہ، زہیر بن حرب رحمتہ اللہ علیہم اور بہت سے دیگر

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الإیمان، باب ماجاء في ترك الصلاة، رقم: ۲۶۲۲۔ حاکم نے اس کو ''شیخین کی شرط پر صحیح'' قرار دیا ہے۔

علماء کا بھی یہی مذہب ہے۔

میں کہتا ہوں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول بھی یہی ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ﴾ کی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''کتاب الصلوٰۃ'' میں لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں ایک قول یہی ہے، اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔

اگر کہا جائے کہ اس کا کیا جواب ہے، جس سے تارکِ نماز کو کافر نہ سمجھنے والوں نے استدلال کیا ہے؟ اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ جن دلائل سے انہوں نے استدلال کیا ہے، ان کی اس موضوع پر اصلاً دلالت ہی نہیں ہے، کیونکہ یا تو یہ ایسے وصف سے مقید ہیں کہ اس کے ساتھ ترک نماز کی تکفیر کے دلائل کے ساتھ ان کی تخصیص کردی جائے گی۔ تارکِ نماز کو کافر قرار نہ دینے والوں نے جن دلائل سے استدلال کیا ہے، وہ ان مذکورہ بالا چار حالتوں سے خالی نہیں ہیں۔

یہ مسئلہ بہت اہم اور عظیم مسئلہ ہے۔ انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنی ذات کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور نماز کی حفاظت کرے، تاکہ اس کا شمار بھی ان لوگوں میں سے ہو، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝﴾ (المؤمنون: ۱۔۶)

''بلاشبہ امان والے رستگار (کامیاب) ہوگئے، جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں، اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑتے رہتے ہیں، اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی بیویوں سے (یا کنیزوں سے) جو

ان کی ملک ہوتی ہیں کہ (ان سے مباشرت کرنے سے) انہیں ملامت نہیں۔'' [1]

نماز نہ پڑھنے کے نقصانات:

مذکورہ دلائل و براہین کی روشنی میں ظاہر ہوتا ہے کہ:

- نماز سے لاپرواہی تباہی و بربادی کا سبب ہے۔
- نماز چھوڑنا کفر ہے۔
- نماز چھوڑنا شرک ہے۔
- ترک نماز نفاق بھی ہے۔
- ترک نماز دراصل تکذیب دین ہے۔
- بے نماز کا فرعون، ہامان اور قارون کے ساتھ حشر ہوگا۔
- تارک نماز کا کوئی دین، ایمان نہیں۔
- بے نماز فاسق و فاجر ہے۔
- بے نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔
- بے نماز شیطان کا بندہ ہے۔
- ترک نماز جہنم میں لے جاتا ہے۔
- نماز سے دوری، رحمت الٰہی سے دُوری ہے۔
- ترک نماز بے سکونی کا باعث ہے۔
- تارکِ نماز سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اُٹھ جاتی ہے۔
- ترکِ نماز تکبر کی علامت ہے۔
- تارکِ نماز کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔
- تارکِ نماز کا اہل و مال برباد ہو جاتا ہے۔



[1] فتاویٰ اسلامیہ: ۱/ ۴۸۰، ۴۸۳۔ طبع دار السلام، لاہور.

باب نمبر:3

نماز سے قبل

ذیل کی سطور میں ہم اُن اہم اُمور کا تذکرہ کرنے لگے ہیں جن کا نماز کی ادائیگی سے قبل نمازی کے لیے اہتمام کرنا ضروری ہے، ان میں سے بعض تو شروطِ نماز کی حیثیت رکھتے ہیں کہ ان کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔ اور بعض اُمور کی حیثیت شروط کی سی تو نہیں، البتہ ان کی عدم موجودگی میں نماز میں روحانیت نہیں رہتی۔ پس وہ نماز ایسی ہی ہوتی ہے، جیسے بے روح جسم ہوتا ہے، لہٰذا نماز نہایت عاجزی اور خشوع وخضوع، حالت طہارت اور ایمان وتوحید کی حالت میں سنت نبوی ﷺ کے مطابق ادا کرنی چاہیے۔

فصل نمبر 1

نماز سنت نبوی ﷺ کے مطابق پڑھنا

نماز سنت کے مطابق پڑھنا فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ .)) [1]

''تم نماز اس طرح پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔''

اس حدیث کی تفسیر میں امام ابن حزم رحمہ اللہ کا قول انتہائی مناسب رہے گا، فرماتے ہیں:

''سنت نبوی ﷺ کے مطابق نماز پڑھنا فرض ہے۔'' [2]

یہی وجہ ہے کہ مظہر خلق عظیم، محمد رسول اللہ ﷺ نے ہر ممکنہ کوشش کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو نماز پڑھتا دیکھیں، اور نماز کا طریقہ یاد کرلیں۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہوکر نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ کے منبر پاک کے تین درجے تھے۔ سید المرسلین ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے، اور آپ نے تکبیر تحریمہ کہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ ﷺ کی

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الأذان، رقم: ٦٣١.

[2] محلىٰ ابن حزم.

اقتداء میں تکبیر تحریمہ کہی، رکوع بھی محسن اعظم ﷺ نے منبر پر کیا۔ اس کے بعد نبی برحق ﷺ نے سر اٹھایا اور البتہ سجدہ کرنے کے لیے پچھلے پاؤں اترے اور منبر کے اصل میں سجدہ فرمایا، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو کر سرورِ کائنات ﷺ لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''میں نے منبر پر قیام، رکوع وغیرہ اس لیے کیا ہے تاکہ تم میری اقتداء کرو اور میرے نماز ادا کرنے کی کیفیت کا تمہیں پتہ چل جائے۔'' ❶

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اپنی مجالس میں ایک دوسرے کو نماز سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق پڑھنے کی اہمیت سے آگاہ کرتے رہتے۔ محدثین نے اپنی کتب میں اسی چیز پر زور دیا ہے کہ نماز آپ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق پڑھی جائے، امام بخاری رحمہ اللہ اپنی ''صحیح، کتاب الأذان'' میں باب باندھتے ہیں:

((بَابُ مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ وَهُوَ لَا يُرِيْدُ إِلَّا أَنْ يُعَلِّمَهُمْ صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَّتَهُ .))

''باب کوئی شخص صرف یہ بتلانے کے لیے کہ آنحضرت ﷺ نماز کیونکر پڑھتے تھے اور آپ کا طریقہ کیا تھا، نماز پڑھائے تو کیسا ہے؟''

اور اس کے تحت سیّدنا ابو قلابہ رحمہ اللہ کی سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کردہ حدیث لائے ہیں، فرماتے ہیں کہ، ''سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ایک دفعہ ہماری مسجد میں تشریف لائے، اور فرمایا کہ میں تم لوگوں کو نماز پڑھاؤں گا۔ اور میری نیت نماز پڑھنے کی نہیں ہے، میرا مقصود صرف اور صرف یہ ہے کہ تمہیں نماز کا وہ طریقہ سکھا دوں جس طریقہ سے نبی کریم ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے۔'' ❷

اور جہاں تک خلافِ سنت نماز پڑھنے کا تعلق ہے، تو دیکھئے! سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجاج بن ایمن کو خلافِ سنت نماز پڑھتا دیکھتے ہیں تو فرماتے ہیں: ((اَعِدْ صَلَاتَكَ .)) ''تم نماز دوبارہ پڑھو۔''......

❶ صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۸۱۸، ۸۲۴۔ طبقات ابن سعد: ۱/ ۲۵۳.

❷ صحیح بخاری، رقم: ۶۱۷.

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے جب ایک ایسے آدمی کو دیکھا جو رکوع وسجود میں صرف اعتدال کا خیال نہیں رکھتا، اور خلاف سنت کر رہا ہے، تو فرمایا کہ اگر تمہاری موت اسی حال میں ہوگئی تو تمہاری موت ملت محمدیہ پر نہیں ہوئی۔ [1]

لہٰذا نماز میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت

دنیا کی عمر میری اسلام میں ہو پوری
سنت پہ جان دے دوں بدعت نہیں گوارا

قرآن کی روشنی میں:

۱۔ ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۶۵﴾

(النساء: ٦٥)

”تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک تنازعات میں آپ کو حاکم تسلیم نہ کریں، پھر آپ جو فیصلہ کریں اس کے متعلق اپنے دلوں میں گھٹن بھی محسوس نہ کریں، اور اس فیصلہ پر پوری طرح سر تسلیم خم نہ کردیں۔“

۲۔ ﴿مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝۶۹﴾ (النساء: ٦٩)

”اور جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہے، تو ایسے لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء کرام، صدیقین، شہیدوں اور

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٧٩١.

صالحین کے ساتھ، اور رفیق ہونے کے لحاظ سے یہ لوگ کتنے اچھے ہیں۔''

۳۔ ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾﴾ (النساء: ۸۰)

''جس نے رسول کی اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور اگر کوئی منہ موڑتا ہے تو ہم نے آپ کو ان پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔''

۴۔ ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۷﴾﴾ (الحشر: ۷)

''اور جو کچھ تمہیں رسول دے، وہ لے لو، اور جس سے روکے، اس سے رک جاؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ یقیناً سخت سزا دینے والا ہے۔''

۵۔ ﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾﴾

(البقرہ: ۱۴۳)

''اور اسی طرح (مسلمانو!) ہم نے تمہیں متوسط امت بنایا تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو، اور رسول تم پر گواہ ہو، اور ہم نے آپ کے لیے پہلا قبلہ (بیت المقدس) اس لیے بنایا تھا کہ ہمیں معلوم ہو کہ کون رسول کی اتباع کرتا ہے، اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے، قبلہ کی تبدیلی ایک بڑی بات تھی مگر ان لوگوں کے لیے (نہیں) جنہیں اللہ نے ہدایت دی، اور اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہ کرے گا، وہ تو لوگوں کے حق میں بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔''

۶۔ ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ

لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ (آل عمران : ۳۱)

''کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور اللہ بہت بخشنے والا رحیم ہے۔''

۷۔ ﴿رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٥٣﴾﴾ (آل عمران : ۵۳)

''اے ہمارے رب! ہم نے مان لیا جو تو نے نازل کیا ہے، اور ہم نے رسول کی پیروی کی ہے، لہٰذا ہمارے نام گواہی دینے والوں میں لکھ دے۔''

پس معلوم ہوا کہ اختلافی اُمور میں جب تک رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کو دل و جان سے تسلیم نہ کیا جائے، بندہ مومن نہیں ہوسکتا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت و فرمانبرداری سے بندہ روزِ قیامت انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت حاصل کرلے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت درحقیقت اطاعت الٰہی ہے۔ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بندہ اللہ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے اور یہ اہل ایمان کی بڑی صفات میں سے ہے۔

جب کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نافرمانی، اور آپ کی سنت سے دُوری کی وجہ سے انسان جہنم میں چلا جائے گا۔ آپ کی مخالفت نفاق کی دلیل ہے۔ جہالت کی علامت ہے اور باعث ذلت ورسوائی ہے، جیسا کہ ذیل کی آیات کریمہ سے واضح ہورہا ہے۔

۸۔ ﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٤﴾﴾ (النساء : ۱۴)

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے، اور اللہ کی حدود سے آگے نکل جائے، اللہ اسے جہنم میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اسے رسوا کرنے والا عذاب ہوگا۔''

۹۔ ﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿٦١﴾﴾ (النساء : ۶۱)

''اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی طرف آؤ جو اللہ نے نازل کی ہے، اور رسول کی طرف آؤ تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کے پاس آنے سے گریز کرتے ہیں۔''

۱۰۔ ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٠٤﴾﴾ (المائدہ: ۱۰۴)

''اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آؤ رسول کی طرف، تو کہتے ہیں ہمیں تو وہی کچھ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے، خواہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں، اور نہ ہی ہدایت پر ہوں۔''

۱۱۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ﴿٢٠﴾﴾ (المجادلہ: ۲۰)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یقیناً یہی لوگ ذلیل تر ہیں۔''

۱۲۔ ﴿وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾﴾ (النساء: ۱۱۵)

''جو شخص ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر اور راہ اختیار کرے تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیتے ہیں جدھر کا اس نے رخ کیا ہے، پھر ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔''

سنت رسول ﷺ احادیث کی روشنی میں:

۱۔ ((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطًّا ثُمَّ

قَالَ: هٰـذَا سَبِيلُ اللّٰهِ ، ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَالَ هٰـذِهٖ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوْا اِلَيْهِ . وَقَرَأَ ﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوْهُ﴾ الآية .)) [1]

''سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے ایک خط کھینچا اور فرمایا: ''یہ اللہ کا راستہ ہے'' پھر اس کے دائیں اور بائیں خطوط کھینچے اور فرمایا: ''یہ رستے شیطان کے ہیں، اور ان میں سے ہر رستے پر شیطان ہے جو ان رستوں کی طرف بلاتا ہے، اور یہ آیت پڑھی (بے شک یہ سیدھا راستہ میرا ہے، پس اس کی پیروی کرو۔)''

۲۔ ((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اَمَرْتُكُمْ بِهٖ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا .)) [2]

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو میں تمہیں حکم دوں اس کو لے لو، اور جس چیز سے منع کروں اس سے باز آ جاؤ۔''

۳۔ ((وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ . وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) [3]

''سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حمد و ثناء کے بعد، سب سے بہترین بات ''کتاب اللہ'' ہے، اور بہترین سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے، اور سب سے بدترین کام وہ ہیں جو اپنی طرف سے وضع کیے جائیں،

---

[1] مسند أحمد: ۱/۴۳۵۔ سنن دارمی: ۱/۶۷۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶، ۷۔ مستدرک حاکم: ۲/۳۱۸۔ ابن حبان، حاکم اور شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] سنن ابن ماجه، بَابُ اِتِّبَاعِ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، رقم: ۱۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۸۵۰.

[3] صحيح مسلم، كتاب الجمعه، بابُ تحفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ، رقم: ۸۶۷.

اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

فائدہ :...... معلوم ہوا جو کام سنت کے خلاف ہو وہ بدعت ہے، جو کہ سراسر گمراہی ہے۔ پس سنت ہدایت ہے، لہٰذا عمل صالح، نماز اور روزہ سنت کے عین مطابق ہو اور صرف اسی میں ہی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

٤۔ ((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ اُمَّتِیْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی. قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! وَمَنْ يَاْبٰی؟ قَالَ: مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی.)) [1]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری تمام امت جنت میں جائے گی، مگر جس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یا رسول اللہ! کون ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرے؟ نبی رحمت نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا، اور جس نے میری نافرمانی کی، پس تحقیق اس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔''

٥۔ ((وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.)) [2]

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله، رقم: ۷۲۸۰.

[2] صحيح بخاری، كتاب النكاح، باب الترغيب فی النكاح، رقم: ٥٠٦٣.

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے ملے، اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق سوال کیا، اور جب انہیں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق خبر دی گئی تو انہوں نے اس عبادت کو معمولی سمجھا، اورانہوں نے کہا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا نسبت ہے، آپ کے تو اللہ نے پہلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں، ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ رات بھر نفل ادا کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ دن بھر کا روزہ رکھوں گا کبھی افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے دور رہوں گا کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: تم نے اس اس طرح کی باتیں کی ہیں؟ خبردار اللہ کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا، اور پرہیز گار ہوں، اس کے باوجود روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں بھی رکھتا، میں رات کو نوافل ادا کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

٦۔ ((عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا، وَاِيَّاكُمْ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّهَا ضَلَالَةٌ، فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ)) [1]

'' سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو (میرے بعد) زندہ رہے گا وہ بہت سارے اختلاف دیکھے گا۔ تم دین میں نئے کاموں سے بچو، کیوں کہ یہ گمراہی ہے تم میں سے جو اس کو

[1] سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدعة: ٢٦٧٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

پائے اس پر لازم ہے میری سنت کو لازم جانے، اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑے، اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑے۔''

ائمہ اربعہ اور اتباعِ سنت:

نہ لو قولِ ائمہ گر حدیثوں سے ہو متصادم
امامانِ شریعت کی یہی ہم کو وصیت ہے!

(۱) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ المتوفی ۱۵۰ھ ارشاد فرماتے ہیں:

((اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَهُوَ مَذْهَبِیْ .)) [1]

''جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک قول اس طرح ہے کہ:

((اِذَا قُلْتُ قَوْلاً یُخَالِفُ کِتَابَ اللّٰهِ وَخَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاتْرُکُوْا قَوْلِیْ .)) [2]

''جب میں کوئی ایسی بات کہوں جو کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے خلاف ہو تو میری بات کو چھوڑ دو۔''

ان اقوال سے ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قرآن و حدیث کو اپنی بات پر مقدم کرتے تھے، اور جو بات خلاف قرآن و سنت ہوتی، اس سے رجوع کر لیتے تھے۔ اس لیے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یہ اعلان فرمایا:

((لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَاْخُذَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ یَعْلَمْ مِنْ اَیْنَ اَخَذْنَاهُ)) [3]

''کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ ہماری بات کو لے۔ جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ بات ہم نے کہاں سے لی ہے؟''

---

[1] ردّ المحتار علی الدر المختار، لابن عابدین: ۱/ ۶۸. [2] ایقاظ همم أولی الابصار، ص: ۵۰.

[3] الانتقاء فی فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء، ص: ۱۴۵ـ البحر الرائق: ۶/ ۲۹۳ـ تاریخ یحییٰ بن معین بحواله صفة صلاة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، ص: ۴۶.

(۲) امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ:

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اُخْطِیءُ وَاُصِیْبُ ، فَانْظُرُوْا فِیْ رَاْیِیْ ، فَکُلُّ مَا وَافَقَ الْکِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ ، وَکُلُّ مَا یُخَالِفُ الْکِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَاتْرُکُوْهُ .)) ❶

''یقیناً میں ایک انسان ہوں، میری بات غلط بھی ہوسکتی ہے اور صحیح بھی ، لہٰذا میری رائے میں نظر دوڑاؤ، اور جو بات تمہیں کتاب وسنت کے موافق لگے، اسے لے لو، اور جو کتاب وسنت کے مخالف ہو اسے ترک کرو۔''

امام مالک رحمہ اللہ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

((لَیْسَ اَحَدٌ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا وَیُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهٖ وَیُتْرَکُ ، اِلَّا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ .)) ❷

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (علاوہ) ہر شخص کی بات قبول بھی کی جاسکتی ہے اور ردّ بھی کی جاسکتی ہے، (مگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو قبول ہی کیا جائے گا۔ ردّ نہیں کیا جاسکتا)''

امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مجلس میں سنا کہ امام مالک رحمہ اللہ سے دورانِ وضوء پاؤں کی انگلیوں کے خلال سے متعلق سوال کیا گیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ (اہل مدینہ) لوگوں کا اس پر عمل نہیں ہے۔ عبداللہ بن وہب فرماتے ہیں: میں نے امام مالک سے اس وقت بات نہ کی۔ جب لوگ چلے گئے تو میں نے آپ سے کہا: ہمارے پاس اس مسئلہ میں ایک سنت ہے۔ تو یہ سن کر انہوں نے کہا، وہ کیا ہے؟ تو میں نے لیث

---

❶ الجامع لابن عبدالبر ۲/ ۳۲ ۔ أصول الاحکام لابن حزم ۶/ ۱۴۹ ۔ الایقاظ، ص: ۷۲ ۔ صفة صلاة النبی ، للألبانی، ص: ۴۸.

❷ ارشاد السالك، لابن عبدالهادی : ۱/ ۲۲۷ ۔ صفة صلاة النبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، ص: ۴۹.

بن سعد اور عبداللہ بن لھیعہ اور عمرو بن حارث اور یزید بن عمرو المعافری از أبوعبدالرحمٰن کے طریق سے سند بیان کی کہ صحابی رسول ﷺ مستورد بن شداد القرشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَدْلُكُ خِنْصَرَهُ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ . فَقَالَ: "اِنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَسَنٌ ، وَمَا سَمِعْتُ بِهٖ قَطُّ اِلَّا السَّاعَةَ . ثُمَّ سَمِعْتُهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ يُسْأَلُ ، فَيَاْمُرُ بِتَخْلِيْلِ الْاَصَابِعِ . ")) [1]

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرتے تھے۔ تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: "بے شک یہ حدیث حسن ہے، اور میں نے آج سے پہلے یہ حدیث نہیں سنی۔" جناب عبداللہ بن وہب فرماتے ہیں: "پھر اس کے بعد جب بھی آپ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا، تو میں نے انہیں انگلیوں کے خلال کرنے کا فتویٰ دیتے سنا۔"

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ امام مالک رحمہ اللہ حدیث رسول اللہ ﷺ سن کر اپنی بات پر ڈٹے نہیں رہتے تھے، بلکہ حدیث کے سامنے سر تسلیم خم کر کے اسے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتے تھے۔

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمانِ محمدؐ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

(۳) امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى مَنْ اِسْتَبَانَ لَهٗ سُنَّةٌ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ لَهٗ اَنْ يَدَعَهَا لِقَوْلِ اَحَدٍ .)) [2]

"مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس کسی کے لیے رسول مقبول ﷺ کی سنت واضح ہو جائے تو اس کے لیے حلال نہیں کہ اسے کسی کے قول کی وجہ سے چھوڑ دے۔"

---

[1] الجرح والتعدیل، لابن ابی حاتم: ۱ /۳۱-۳۲.
[2] الایقاظ، ص: ۶۸.

مزید فرماتے ہیں:

((اِذَا وَجَدْتُّمْ فِیْ کِتَابِیْ خِلَافَ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقُوْلُوْا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، وَدَعُوْا مَا قُلْتُ .)) [1]

''جب تم میری کتاب میں کوئی خلاف سنت بات دیکھو تو تم رسول کریم ﷺ کی سنت کو اختیار کرنا، اور میری بات کو چھوڑ دینا۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا وَجَدْتُّمْ سُنَّةً فَاتَّبِعُوْهَا وَلَا تَلْتَفِتُوْا اِلٰی قَوْلِ اَحَدٍ .)) [2]

''جب تم کوئی سنت پاؤ تو اس کی پیروی کرو اور کسی کے بھی قول کی طرف نہ دیکھو۔''

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

((اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَهُوَ مَذْهَبِیْ .)) [3]

''جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے، پس وہی میرا مذہب ہے۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ایک دن مجھے کہا:

''تمہارے پاس حدیث اور اسماء الرجال کا علم مجھ سے زیادہ ہے۔ پس جب بھی کوئی صحیح حدیث ملے تو مجھے بتاؤ، خواہ وہ حدیث کوفی، بصری یا شامی ہو، تا کہ میں اسے اپنا مذہب قرار دوں۔'' [4]

اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک اور عظیم الشان فرمان ہے کہ:

''جب میں کوئی صحیح حدیث بیان کروں اس پر عمل نہ کروں تو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ اس وقت میری عقل زائل ہو چکی ہوگی۔'' [5]

امام شافعی رحمہ اللہ اتباعِ سنت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے، اور اپنی تقلید سے منع کرتے

---

[1] تاریخ مدینه دمشق: ۵۱/ ۳۸۶. [2] تاریخ مدینه دمشق: ۵۱/۳۸۶۔ حلیة اولیاء: ۹/ ۱۱۴.
[3] المجموع شرح المذهب: ۱/ ۱۰۴. [4] تاریخ مدینه دمشق: ۵۱/ ۳۸۶.
[5] تاریخ مدینة دمشق: ۵۱/ ۳۸۶.

تھے۔آپ فرمایا کرتے تھے:

''میری کوئی بھی بات رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث کے خلاف ہو تو حدیث النبی ﷺ زیادہ لائق اتباع ہے۔'' ((فَلاَ تُقَلِّدُوْنِی .)) ''پس میری تقلید نہ کرنا۔'' ❶

امام شافعی رحمہ اللہ کی حدیث سے بہت زیادہ محبت تھی۔امام اہل السنۃ احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے:

((مَا رَأَیْتُ اَحَدًا اَتْبَعَ لِلْحَدِیْثِ مِنَ الشَّافِعِیِّ .)) ❷

''میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے زیادہ متبع حدیث کسی کو بھی نہیں پایا۔''

اسی طرح حرملہ بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا:

''مجھے بغداد میں ناصر الحدیث کا لقب دیا گیا ہے۔'' یعنی حدیث کی مدد کرنے والا۔ ❸

(۴) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مَنْ رَدَّ حَدِیْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ عَلٰی شَفَا هَلَكَةٍ .)) ❹

''جس نے بھی رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارک کو ردّ کیا تو وہ شخص ہلاکت کے دہانے پر ہے۔''

اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی تقلید سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((لاَ تُقَلِّدْنِی ، وَلاَ تُقَلِّدْ مَا لِكًا وَلاَ الشَّافِعِیَّ وَلاَ الْاَوْزَاعِیَّ وَلاَ الثَّوْرِیَّ ، وَخُذْ مِنْ حَیْثُ اَخَذُوْا .)) ❺

''تم میری تقلید نہ کرنا، اسی طرح مالک، شافعی، اوزاعی اور سفیان ثوری رحمہم

❶ تاریخ مدینہ دمشق: ۵۱/ ۳۸٦ـ حلیة الاولیاء: ۹/ ۱۱۳.

❷ حلیة اولیاء: ۹/ ۱۱٤.
❸ حلیة اولیاء: ۹/ ۱۱٤.

❹ صفة صلاة النبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، ص: ۵۳.
❺ الایقاظ، ص: ۱۱۳.

اللہ کی تقلید نہ کرنا۔ بلکہ (مسائل) وہاں سے حاصل کرنا، جہاں سے ان ائمہ نے دلیل پکڑی ہے۔ (یعنی کتاب وسنت کو دلیل بنانا)''

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

((لاَ تُقَلِّدْ دِيْنَكَ اَحَدًا مِنْ هٰؤُلاَءِ ، مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ ، فَخُذْ بِهٖ ، ثُمَّ التَّابِعِيْنَ مُخَيَّرًا .)) ❶

''تم اپنے دین میں ان میں سے کسی کی تقلید نہ کرنا، جو نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہوا ہے اسے قبول کرو، رہے تابعین عظام رحمہم اللہ تو تمہیں ان کے اقوال کو قبول ورد کرنے کا اختیار ہے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

((رَأْيُ الْاَوْزَاعِيْ ، وَرَأْيُ مَالِكٍ ، وَرَأْيُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ كُلُّهٗ رَأْيٌ ، وَهُوَ عِنْدِيْ سَوَاءٌ وَاِنَّمَا الْحُجَّةُ فِي الْآثَارِ .)) ❷

''امام اوزاعی، امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کی رائے تو رائے ہی ہے۔ میرے نزدیک ان کا درجہ حجت نہ ہونے میں برابر ہے۔ دلیل و حجت تو صرف احادیث وآثار ہیں۔''

سبحان اللہ! آج لوگ ان کی تقلید کو اتباع رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ترجیح دے رہے ہیں۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک



❶ مسائل الامام احمد، لابی داؤد، ص: ۲۷۶، ۲۷۷ بحوالہ صفۃ صلاۃ النبی ﷺ، ص: ۵۳.

❷ جامع بیان العلم، لابن عبد البر: ۲/ ۱۴۹.

فصل نمبر2

عقیدۂ توحید

نمازی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے عقیدۂ توحید کو مضبوط کرلے، جو کہ اصل الاسلام، بلکہ عین الاسلام ہے۔ نماز اور توحید کا آپس میں بڑا مضبوط تعلق ہے، نماز توحید اِلٰہ العالمین کا درس دیتی ہے، پوری کی پوری نماز مضمونِ توحید پر مشتمل، توحید کی متقاضی ہے۔ اسی لیے فرمایا:

﴿ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ ﴾ (الروم: ۳۱)

''نماز کو قائم کرو، اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔''

معلوم ہوا کہ حفاظت نماز کا عمل انسان کو شرک کی غلاظتوں سے محفوظ کرلیتا ہے، شرک نمازی کے لیے تکلیف دہ چیز ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ بیت اللہ کو شرک اور اس قسم کی دوسری آلائشوں اور گندگیوں سے پاک رکھیں، تاکہ طواف کرنے والوں، نماز پڑھنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کو ایذاء وتکلیف نہ پہنچے:

﴿ وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْقَآئِمِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ ﴾ (الحج: ۲۶)

''اور جب ہم نے ابراہیم کے لیے خانہ کعبہ کی جگہ مقرر کردی، اور ان سے کہا کہ آپ کسی چیز کو بھی میرا شریک نہ ٹھہرایئے، اور میرے گھر کو، طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لیے (شرک وبت پرستی سے) پاک رکھیئے۔''

لیل ونہار کی گردش، شمس وقمر کا نور، اور ان کا ایک نظامِ محکم کے مطابق اپنے مدار میں چلتے رہنا، اور اس میں ذرہ برابر فرق کا نہ آنا، اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ

کے کمالِ قدرت اور اس کے علم وحکمت پر دلالت کرتی ہیں، اور انسان کو دعوت دیتی ہیں کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے:

﴿وَ مِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَ النَّهَارُ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝۳۷﴾ (حٰمٓ السجدہ: ۳۷)

"اور اس کی نشانیوں میں رات اور دن، اور آفتاب و ماہتاب ہیں، لوگو! تم آفتاب کو سجدہ نہ کرو، اور نہ ماہتاب کو، اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے، اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔"

سورۃ النساء میں فرمایا:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا﴾ (النساء: ۳۶)

"اور ہر قسم کی عبادت اللہ کے لیے انجام دو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔"

اور سورۃ الکہف میں ارشاد فرمایا:

﴿وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۝۱۱۰﴾ (الکہف: ۱۱۰)

"اور (کوئی) اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔"

اس لیے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے، والی بطحا، شاہِ مدینہ، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا .)) [1]

"اللہ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔"

مذکورہ بالا حدیث پاک میں سیّد ولد آدم، محبوب سبحانی، ہادی عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق بیان کیا ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک

[1] صحيح بخاري، كتاب اللباس، رقم: ٥٩٦٧.

نہ ٹھہرائیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ توحید کی تکمیل صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت سے نہیں ہوتی، بلکہ عبادت کے ساتھ ہر قسم کے شریک کی نفی اور انکار بھی ضروری ہے، ورنہ توحید ناقص ہی رہے گی، بلکہ ناقابل قبول ہوگی۔

اسی مذکورہ بالا حدیث سے امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب التوحید میں استدلال کیا ہے:

(۱): ((إِنَّ الْعِبَادَةَ هِیَ التَّوْحِیْدُ .)) ......

(۲): ((إِنَّ عِبَادَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصَلُ إِلَّا بِالْكُفْرِ بِالطَّاغُوْتِ .))

اور سورۃ ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ کا بھی یہی مضمون ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى﴾ (البقرۃ: ۲۵۶)

''پس جو کوئی طاغوت کا انکار کردے گا، اور اللہ پر ایمان لے آئے گا، اُس نے درحقیقت ایک مضبوط کڑے کو پوری قوت کے ساتھ تھام لیا۔''

کا بھی یہی معنی ہے، فاتح بدر وحنین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی دعوت پیش کرنے پر مامور کیا گیا:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ۝﴾ (الرعد: ۳۶)

''آپ بیان فرمادیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت کروں، اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤں، میں لوگوں کو اسی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں سیرت وصورت میں بے مثال، محمد'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ کافروں کو بتادیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتے۔ اور یہ بنیادی عقیدہ ہے جس پر تمام ادیانِ سماویہ کا اتفاق ہے۔''

(تیسیر الرحمٰن، ص: ۷۱۹)

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٦٣﴾﴾

(الانعام: ١٦٢ـ١٦٣)

''آپ کہیے کہ میری نماز اور میری قربانی، اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں اللہ کا پہلا فرمانبردار ہوں۔''

سیّدنا لقمان علیہ السلام بھی اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں، وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرائے، کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے، وہ جب تک زندہ رہے صرف اکیلے معبود اللہ عزوجل کی عبادت کرے، لہٰذا اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہوسکتا ہے کہ بندہ اپنے خالق کی مرضی کی مخالفت کرتے ہوئے غیروں کے سامنے سجدہ کرے، مرادیں مانگے اور اپنی جھولی پھیلائے:

﴿وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿١٣﴾﴾ (لقمان: ١٣)

''اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا، اے میرے بیٹے! کسی کو اللہ کا شریک نہ بنا، بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔''



فصل نمبر3

خشوع وخضوع

''خشوع وخضوع'' کے لغوی معنی ہیں، بدن کا جھکا ہونا، آواز کا پست ہونا، آنکھیں نیچی ہونا، یعنی ہر ادا سے، تواضع، عاجزی اور مسکنت کا اظہار۔ [1]

گویا نماز اللہ عزوجل کے سامنے اپنی مسکینی، عاجزی اور بے چارگی کا اظہار ہے، پس اگر کوئی شخص نماز میں ''خشوع وخضوع'' کی کیفیت پیدا نہیں کرتا، تو نماز ایسی ہی ہوگی، جیسے بے روح جسم، یعنی نماز میں سے روحانیت ختم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝﴾

(المؤمنون: ١-٢)

''یقیناً ان مومنوں نے فلاح پالی، جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں۔''

جب نماز میں خشوع وخضوع اختیار نہیں کیا جاتا تو یہی نماز انسان پر بڑی بھاری گزرتی ہے، نماز میں سکون نہیں ملتا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝﴾ (البقرة: ٤٥)

''اور مدد لو صبر اور نماز کے ذریعہ، اور یہ (نماز) بہت بھاری ہوتی ہے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔''

جب خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو دل پر رقت طاری ہوتی ہے، اور بسا اوقات اللہ کے خوف سے آدمی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایسے خاشعین کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

---

[1] لسان العرب، ''مادة'' خ، ش، ع، و، خ، ض، ع.

﴿اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿١٠٧﴾ وَّ یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿١٠٨﴾ وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَ یَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿١٠٩﴾﴾ (بنی اسرائیل: ١٠٧-١٠٩)

''جب ان کے سامنے اس (قرآن) کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں، اور کہتے ہیں، ہمارا رب ہر عیب سے پاک ہے، بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ اور وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر کر روتے ہیں، اور قرآن ان کے خشوع کو اور بڑھا دیتا ہے۔''

مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سیّد البشر، نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ خشوع و خضوع اختیار کرنے والے اللہ کے مخلص بندوں کو اپنے رب کی طرف سے اچھے انجام کی خوشخبری دے دیجیے، جن کی خوبیاں یہ ہیں:

﴿الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ الصّٰبِرِیْنَ عَلٰی مَآ اَصَابَهُمْ وَ الْمُقِیْمِی الصَّلٰوةِ ۙ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿٣٥﴾﴾

(الحج: ٣٥)

''جن کے سامنے جب اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل مارے خوف کے کانپنے لگتے ہیں، اور جو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور ہم نے انہیں جو روزی دی ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔''

اس خوشخبری کے متعلق بھی سن لیجیے گا کہ وہ خوشخبری کیا ہے؟ چنانچہ سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں گواہ ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰی ، مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ ، وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ ، وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ ، كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ یَغْفِرَ لَهُ .)) [1]

---

[1] صحیح سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ: ١/ ١٢٥، رقم: ٤٢٥.

"اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پس جس نے اچھا وضو کیا، ان کو خشوع کے ساتھ پڑھا، ان کا رکوع پورا کیا تو اس نمازی کے لیے اللہ کا عہد ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا۔"

خشوع ایسا ہو کہ انسان حالت نماز میں ادھر اُدھر نہ جھانکے، اور نہ ہی کپڑوں کو سیدھا کرتا رہے:

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ .)) ❶

"آپ اللہ کی عبادت اس طرح کریں گویا آپ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں، پس اگر یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی تو کم سے کم یہ خیال ضرور رہے کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔"

افسوس! صد افسوس ہے ان لوگوں پر جو نماز میں خشوع کی حقیقت کو نہیں جانتے، بلکہ صرف اٹھنے بیٹھنے کو نماز سمجھتے ہیں، اور حالت نماز میں وہ دنیا اور مظاہر دنیا میں کھوئے رہتے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ان فرامین کو یاد رکھیں۔ چنانچہ جناب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جو بغیر اعتدال اور خشوع کے نماز پڑھ رہا تھا، تو پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ مَاتَ هٰذَا عَلٰى حَالِهِ هٰذِهِ مَاتَ عَلٰى غَيْرِ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ)) ❷

"یہ آدمی اگر اپنی اسی حالت میں مرا تو اس کی موت محمد ﷺ کی ملت پر نہ ہوگی۔"

پھر سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

((مَثَلُ الَّذِيْ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهُ وَيَنْقُرُ فِيْ سُجُوْدِهِ مَثَلُ الْجَائِعِ

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الإيمان، باب سؤال جبريل النبی صلی الله عليه وسلم، رقم: ٥٠۔ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان، رقم: ٩، ١٠.

❷ طبرانی كبير: ١١٥/٤۔ صحيح ابن خزيمه: ٣٥٥/١۔ الترغيب والترهيب، رقم: ٧٣٧ ۔ ابن خزیمہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

يَأْكُلُ التَّمْرَةَ وَالتَّمْرَتَانِ لاَ يُغْنِيَانِ عَنْهُ شَيْئًا .)) ❶

”جو آدمی صحیح طریقے سے رکوع نہ کرے، اور سجدے میں بھی ٹھونگیں ہی مارے، اس کی مثال اس بھوکے شخص کی سی ہے جو ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے، اور یہ دو کھجوریں اسے (بھوک میں) کچھ فائدہ نہیں دیتیں۔“

اور آج کے نمازیوں کو دیکھ کر یہی کہنا پڑے گا ؎

تیرا امام بے حضور ، تیری نماز بے سرور
ایسے امام سے گزر ، ایسی نماز سے گزر
جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

سچ فرمایا رسالت مآب ﷺ نے کہ:

”اس امت میں سے سب سے پہلے خشوع ختم ہوگا، وہ زمانہ بھی آئے گا کہ تمہیں ایک بھی خشوع والا آدمی نظر نہ آئے گا۔“ ❷

لہٰذا معلم کائنات ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ قَلْبٍ لاَ يَخْشَعُ .)) ❸

”اے اللہ! ایسے دل سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں جو خشوع سے خالی ہو۔“

اللہ اکبر! نماز کو خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنے کا کیا مقام ہے، اور اس کی کتنی اہمیت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

❶ معجم کبیر طبرانی: ٤/ ١١٥۔١١٦، رقم: ٣٨٤٠۔ مسند ابو یعلیٰ: ١٣/ ١٤٠۔ صحیح ابن خزیمہ: ١/ ٣٣٢، رقم: ٩٦٥۔ ابن خزیمہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔ قال الهيثمی: وإسناده حسن. مجمع الزوائد: ٢/ ١٢١.

❷ مسند أحمد: ٦/ ٢٧۔ شیخ شعیب فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔ مجمع الزوائد، رقم: ٢٨١٣، ٢٨١٤۔ خلق افعال العباد، للبخاری، رقم: ٣٣٩.

❸ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب في الإستعاذة، رقم: ١٥٤٨۔ سنن نسائی، کتاب الإستعاذه، باب الاستعاذه من نفس لا تشبع، رقم: ٥٤٨٢۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝٢﴾

(المؤمنون : ١ ـ ٢)

”یقیناً ان مومنوں نے فلاح پالی، جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں۔“

لہٰذا نماز کے اندر خشوع پیدا کرنے والے اسباب وذرائع اختیار کرو۔

خشوع پیدا کرنے والے اسباب

قارئین کرام! خشوع پیدا کرنے والے اسباب میں سے چند یہ ہیں:

(۱) اخلاص:

کرو پرچار تم دنیا میں اخلاص و محبت کا
یہی رازِ ترقی ہے یہی گر ہے شریعت کا

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ نماز سے مقصود اکیلے اللہ کے علاوہ کوئی اور چیز نہ ہو، وگرنہ وہ نماز نہیں ہے، بلکہ محض نمود ونمائش اور ریاء ہوگی جو کہ شرک ہے۔ سیّدنا شداد بن اُوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ صَلَّى يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ .)) [1]

”جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی، اس نے شرک کیا۔“

اور سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ہم مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: کیا میں تمہیں دجال کے فتنے سے بھی زیادہ خطرناک بات سے آگاہ نہ کروں؟ ہم نے عرض کیا، ضرور یا رسول اللہ! محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] مسند أحمد: ٤ / ١٢٦ ـ طبرانی کبیر، رقم: ٧١٣٩ ـ مستدرك حاكم: ٤ / ٣٢٩، رقم: ٨٠٠٨ ـ مجمع الزوائد: ١٠ / ٢٢١ ـ اسناده حسن.

((اَنْ یَّقُوْمَ الرَّجُلُ یُصَلِّیْ فَیُزَیِّنُ صَلاتَهُ لِمَا یَرَی مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ)) ❶

”شرک خفی (دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے، اور وہ) یہ ہے کہ ایک آدمی نماز کے لیے کھڑا ہوا، اور نماز کو اس لیے لمبا کرے کہ کوئی دوسرا آدمی اسے دیکھ رہا ہے۔“

لہٰذا نماز میں اخلاص پیدا کرنا، اس کی تکمیل کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ .)) ❷

”اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔“

لہٰذا آدمی جب بھی اور جہاں بھی نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پڑھے، اور یہی ربّ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۬﴾ (الأعراف: ۲۹)

”تم لوگ ہر نماز کے وقت اپنے چہرے قبلہ کی طرف کرلو، اور عبادت کو اللہ کے لیے خالص کرتے رہو اسی کو پکارو......“

اور سورۃ البینہ میں فرمایا:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۬ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ ۝۵﴾ (البینة: ۵)

”اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے، یکسو ہو کر، اور وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، اور یہی نہایت درست دین ہے۔“

---

❶ سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الریاء والسمعة، رقم: ٤٢٠٤ - علامہ بوصیری نے اس کی سند کو ”حسن“ قرار دیا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، رقم: ١.

نبی رحمت ﷺ جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو بآواز بلند مندرجہ ذیل ورد پڑھا کرتے، نبی ماحی محمد ﷺ کا یہ امتثال لوگوں کے لیے باعث ترغیب ہوتا کہ وہ بھی اپنے اندر اخلاص پیدا کرلیں۔ سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول حاشر ﷺ جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز کے ساتھ یہ کلمات ادا فرماتے:

((لَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُـوَ عَـلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰـهُ، وَلَا نَـعْبُـدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَآءُ الْـحَسَنُ، لَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ مُـخْلِصِيْنَ لَـهُ الـدِّيْنَ وَلَـوْ كَـرِهَ الْكَافِرُوْنَ.)) ❶

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے، بادشاہی اسی کی ہے، حمد اسی کو سزاوار ہے، وہ ہر چیز پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔ اللہ کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کی قوت۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے سوا ہم کسی کی بندگی نہیں کرتے، سب نعمتیں اس کی طرف سے ہیں، بزرگی اس کے لیے ہے، بہترین تعریف کا مالک وہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، ہم اپنی عبادت اسی کے لیے خالص کرتے ہیں۔ کافروں کو خواہ کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔''

(۲) تضرع (انکساری):

پڑی اپنی برائیوں پہ جو نظر
تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

''تضرع'' کے معنی عاجزی اور انکساری کے ساتھ درخواست کرنے کے ہیں۔ ❷

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، رقم: ١٣٤٣.

نماز میں عاجزی، انکساری اور تضرع کا اظہار لازمی ہے، اور اسی سے خشوع وخضوع بھی پیدا ہوتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ﴾ (الأعراف: ٥٥)

''تم لوگ اپنے رب کو نہایت عجز وانکساری اور خاموشی کے ساتھ پکارو۔''

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے۔ پھر کہتے: ''میں نے اپنے چہرے کو یک سو اس کے لیے مطیع کیا جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز میری قربانی میری زندگی اور موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں۔ اے اللہ! تو بادشاہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو میرا مالک ہے اور میں تیرا غلام ہوں، میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے سب گناہوں کو بخش دے تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں ہے۔ اچھے اخلاق کی طرف میری رہنمائی کر تیرے علاوہ کوئی اچھے اخلاق کی رہنمائی کرنے والا نہیں اور برائی کو مجھ سے دور کر دے تیرے علاوہ اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اے اللہ میں حاضر ہوں تمام بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں اور برائی کی نسبت تیری طرف نہیں ہے۔ تیری طرف رجوع کرتا ہوں، تو بابرکت ہے، تو ہی بلند ہے میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ [1]

(۳) تبتّل (یکسوئی):

''تبتّل'' کے لغوی معنی ''کٹ جانے'' کے ہیں۔ اور اصطلاحی معنی ہیں ''اپنے نفس کو آلائشوں سے پاک کرکے، یکسو ہو کر پورے اخلاق کے ساتھ اپنے رب کی یاد میں لگے رہنا'' یعنی حالت نماز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے وقت اس کی عظمت و کبریائی اور اپنی

[1] سنن دارمی، رقم: ١٢٧٤۔ صحیح مسلم، رقم: ١٨٠٩۔ سنن ابو داؤد، رقم: ٧٤٤.

عاجزی وانکساری کے ساتھ ذہن تمام خیالات سے خالی ہو:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝٨﴾ (المزمل: ۸)

''اور آپ اپنے رب کا نام لیتے رہیے، اور اس کی طرف ہمہ تن اور یکسو ہو کر متوجہ ہو جائیے۔''

(۴) ذکر:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۝١٤﴾ (طٰہٰ: ۱۴)

''اور مجھے یاد کرنے کے لیے نماز قائم کیجیے۔''

اس لیے اگر کوئی شخص نماز میں الفاظ ادا کرتا ہے، اور اس کے ساتھ حضور قلب نہیں، بلکہ اس کا دل غافل ہے تو اس نے نماز کی غرض وغایت پوری نہیں کی۔

(۵) فہم وتدبر:

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹا دی

نماز رب تعالیٰ سے مناجات ہے، لٰہذا نماز میں جو کچھ پڑھا جارہا ہے، اس کا پورا فہم ہونا چاہیے، اگر ترجمہ نماز کے نہ آنے کی وجہ سے معنوں کی طرف دل متوجہ نہ ہو، تو اس سے دل پر کچھ اثر نہ ہوگا۔ بایں وجہ حالت نشہ میں نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا، کہ اس حالت میں سمجھنے والا دل، شرابی کے پہلو میں نہیں ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾

(النساء: ۴۳)

''جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔''

---

1 لسان العرب، مادة "ض، ر، ع".

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ نماز میں جو کچھ پڑھا جائے، اس کا فہم بھی ضروری ہے، وگرنہ خشوع وخضوع پیدا نہ ہوگا، اور نماز کا مطلب سمجھ کر پڑھیں گے، تو ان شاء اللہ خشوع وخضوع کے ساتھ ساتھ نماز سے محبت ہو جائے گی، اور جب محبت ہوگی تو باقاعدگی آجائے گی۔ نتیجتاً رب خوش ہو جائے گا۔

(۶) استطاعت:

اللہ تعالیٰ بندے کو اتنا ہی مکلّف ٹھہراتا ہے، جتنی وہ طاقت رکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ۲۸۶)

''اللہ کسی آدمی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں کرتا۔''

اور نبی رحمت، سیّدنا محمد ﷺ کا فرمان ہے:

((يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا .)) [1]

''لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرو، انہیں تنگی میں نہ ڈالو۔''

لہٰذا آقائے نامدار ﷺ نے ائمہ کو حکم صادر فرمادیا کہ وہ قیام کو لمبا نہ کریں تاکہ مقتدیوں کے خشوع وخضوع میں خلل پیدا نہ ہو۔ سیّدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں صبح کی نماز میں فلاں کی وجہ سے تاخیر کرتا ہوں، کیونکہ وہ نماز کو بہت لمبا کر دیتا ہے، (سیّدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے رسول اللہ ﷺ کو نصیحت کے وقت اس دن سے زیادہ (کبھی بھی) غضبناک نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم میں سے کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ (عوام کو عبادت یا دین سے) متنفر کر دیں۔ خبردار! تم میں سے لوگوں کو جو شخص نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے۔ کیونکہ نمازیوں میں کمزور، بوڑھے اور حاجت مند سب ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔'' [2]

اور مزید برآں نبی التوبہ، حبیب رب العالمین، محمد ﷺ نے اکیلے نماز پڑھنے والے

---

[1] صحيح بخاری، كتاب العلم، رقم: ٦٩.

[2] صحيح بخاری، كتاب الأذان، رقم: ٧٠٢.

سے متعلق فرمایا کہ وہ حسب استطاعت جس قدر چاہے طول دے سکتا ہے:

((وَإِذَا صَلَّى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ .)) [1]

''اور جب کوئی اکیلا نماز پڑھے تو جس قدر جی چاہے طول دے سکتا ہے۔''

اور بیمار آدمی کے لیے رحمت عالم ﷺ نے اس حد تک آسانی پیدا فرمادی کہ وہ جس حالت میں نماز پڑھ سکے پڑھ لے۔ سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں بواسیر کا مریض تھا، میں نے نبی اکرم ﷺ سے نماز پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا، تو حبیب کبریا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((صَلِّ قَائِمًا ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ)) [2]

''کھڑے ہوکر پڑھ سکو تو کھڑے ہوکر پڑھو، بیٹھ کر پڑھ سکو تو بیٹھ کر پڑھو، لیٹ کر پڑھ سکو تو لیٹ کر پڑھو۔''

(۷) اعتدال:

اعتدال کا مطلب ہے کہ نمازی، رکوع، سجدہ، قیام، جلسہ وغیرہ ارکان کو اطمینان کے ساتھ ٹھیک طور پر ادا کرے، وگرنہ اس کی نماز نہ ہوگی، حدیث پاک میں آتا ہے؛

''ایک صحابی مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لیے آیا۔ الصادق المصدوق پیغمبر، احمد مصطفیٰ ﷺ مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے۔ پس وہ صحابی آیا اور سلام کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جا پھر نماز پڑھ، اس لیے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' وہ واپس گیا اور پھر نماز پڑھ کر آیا اور سلام کیا۔ نبی رحمت ﷺ نے اس مرتبہ بھی اس سے یہی فرمایا: ''واپس جا اور نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' آخر تیسری مرتبہ وہ صحابی بولے: پھر مجھے نماز کا طریقہ سیکھا دیجیے۔

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب إذا صلى لنفسه فليطول ماشاء، رقم: ۷۰۳.

[2] صحيح بخاري، كتاب التقصير، رقم: ۱۱۱۷.

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوا کرو تو پہلے پورا وضو کرلیا کرو، پھر قبلہ رو ہو کر تکبیر (یعنی ''اللـــہ اکبر'') کہو، اور جو کچھ قرآنِ مجید سے تمھیں یاد ہے اور تم آسانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہو اسے پڑھا کرو، پھر رکوع کرو اور سکون کے ساتھ رکوع کر چکو تو اپنا سر اٹھاؤ، اور جب سیدھے کھڑے ہو جاؤ تو سجدہ کرو، جب سجدے کی حالت میں اچھی طرح ہو جاؤ تو سجدہ سے سر اٹھاؤ، یہاں تک کہ سیدھے ہو جاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ، پھر سجدہ کرو، اور جب اطمینان سے سجدہ کرلو تو سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ، یہ عمل تم اپنی پوری نماز میں کرو۔'' [1]

جو نمازی محض مرغ کی طرح ٹھونگ لگاتے ہیں، نماز میں اعتدال کا خیال نہیں رکھتے، انہیں نماز کا چور کہا گیا ہے۔ سیّد البشر، خیر الانام، محبوب رب العالمین ﷺ نے فرمایا:

((أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً اَلَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ .))

''سب سے برا چور نماز کا چور ہے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، یا رسول اللہ! وہ کس طرح نماز کی چوری کرتا ہے؟ تو امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

((لَا یُتِمُّ رُکُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا .))

''جو نماز کے رکوع و سجود پورے اطمینان سے نہیں کرتا۔'' [2]

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا وہ نہ رکوع پوری طرح اعتدال کے ساتھ کرتا ہے اور نہ سجود، اس لیے آپ نے اس سے فرمایا: تم نے نماز نہیں پڑھی، اور اگر تم مر گئے تو تمہاری موت اس سنت پر نہ ہوگی جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا فرمایا تھا۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۵۷ وکتاب الأیمان والنذور، رقم: ٦٦٦٧.

[2] مسند أحمد: ٥/ ٣١٠، رقم: ٢٢٦٤٢۔ صحیح ابن حبان، رقم: ١٨٨٨۔ مستدرك حاكم: ١/ ٢٩٢۔ ابن حبان اور شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب إذا لم یتم الرکوع، رقم: ۷۹۱.

فصل نمبر4

اُکلِ حلال

عبادت کی قبولیت کے لیے یہ شرط ہے کہ کھانا، پینا، پہننا حلال کمائی کا ہو، اگر حرام کی آمیزش ہوگی تو کوئی بھی عبادت مقبول نہیں ہوتی۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ پاک ہے، اور صرف پاک چیز کو قبول فرماتا ہے، اور اس نے اپنے رسولوں کو یہ حکم فرمایا تھا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلرُّسُلُ كُلُوا۟ مِنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَٱعْمَلُوا۟ صَٰلِحًا ۖ إِنِّى بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٥١﴾﴾ (المؤمنون : ٥١)

''اے رسولو! تم پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ، اور نیک عمل کرو۔ یقیناً میں اس کو جو تم عمل کرتے ہو خوب جاننے والا ہوں۔''

اور یقیناً یہی حکم اس نے اہل ایمان کو بھی دیا ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُلُوا۟ مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ﴾ (البقرہ : ١٧٢)

''اے ایمان والو! تم پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں۔''

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا:

((يُطِيْلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ ، فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ! يَا رَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ ، وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ .))

''جو لمبا سفر کر کے غبار آلود، اور پراگندہ بال آتا ہے، اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتا ہے یارب! یارب! کہتا ہے، مگر حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کے کپڑے حرام، اور اس کا جسم حرام کی غذا سے پلا ہوا ہے، پس کس طرح اس آدمی کی دعا قبول ہوسکتی ہے۔'' [1]

---

[1] صحیح مسلم. کتاب الزکاة، رقم: ٢٣٤٦.

فصل نمبر5

وضو کا بیان

نماز کے لیے طہارت یعنی وضو کرنا ضروری ہے۔ طہارت اس لیے ہے کہ بندہ اس بہیمیت کے تمام نقائص اور خرابیوں سے پاک ہوجائے جو اسے اس خدائے پاکیزہ سے مناجات وکلام کرنے کی راہ سے روکتی ہے، جو اپنے پاکیزہ بندوں اور پاکیزہ اعمال ہی کو محبوب رکھتا ہے اور چونکہ بہیمیت کے پہلو کا غلبہ ہی وہ رکاوٹ ہے جو بندے کو اس کے رب سے قریب نہیں ہونے دیتی کیوں کہ یہی وہ دروازہ ہے جس سے یہ کھلا ہوا گمراہ کن دشمن داخل ہوتا ہے پھر وہ اس دروازے کو اس طرح مزید وسیع کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ اسے اللہ کی کائناتی وعلمی نشانیوں اور انسان پر اس کے احسانات جس کے اندر اس نے اپنی روح ڈالی اسے غفلت اور بے نیازی کی دنیا میں لا دھکیلتا ہے اور پیہم غفلت کے نتیجہ میں پھر وہ دشمن اسے جھوٹی خواہشات اور گمراہی شہوات کے لیے سواری بنالیتا ہے، اس لیے طہارت کا راز یہ ہے کہ وہ اس غفلت سے بیداری کا عمل ہے اور اس باشعور اور معزز انسانیت کی طرف رجوع کا عمل ہے جسے اللہ نے انسان کے اندر اپنی روح میں سے پھونک ماری ہے تاکہ وہ اس لائق ہوسکے کہ اپنے رب کی عبادت کر کے خوش بخت ہوجائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا کر اس کی نعمتوں سے سرفراز ہو اور اس کی اس طرح عبادت کرے جس طرح اس نے پسند کیا ہے اور جائز ٹھہرایا ہے، چنانچہ وہ ہدایت کی روشنی میں پاکیزہ زندگی گزارے، نہ وہ گمراہ ہو نہ بدبختی کا شکار ہو۔ [1]

مسواک کا اہتمام:

مؤکدہ سنن مبارکہ میں منہ کی بدبو کو دُور کرنا، اور مسواک سے دانتوں کو صاف رکھنا

[1] نماز، تالیف امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، تحقیق وتقدیم شیخ محمد حامد الفقی، مقدمہ صفحہ نمبر ۱۷، ۱۸۔

بھی شامل ہے، اور یہ بات رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں اپنی اُمت کے لیے مشکل نہ جانتا تو اپنی اُمت کو عشاء کی نماز میں تاخیر کرنے اور ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔'' ❶

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب رات کو تہجد کے لیے اُٹھتے تو مسواک کرتے۔'' ❷

مسواک کی فضیلت:

اور اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسواک منہ کے لیے طہارت کا سبب، اور اللہ کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔'' ❸

وضوء کا طریقہ:

☆ وضوء کے ابتداء میں پڑھیں۔

((بِسْمِ اللّٰهِ .)) ❹

☆ سیّدنا حمران (سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام) بیان کرتے ہیں کہ: ''انہوں نے سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا ...... آپ نے اپنے ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر انہیں دھویا۔ اس کے بعد اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا۔ اور (پانی لے کر) کلی کی اور ناک صاف کیا، پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا اور کہنیوں تک تین بار دونوں ہاتھ دھوئے۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر (پانی لے کر) ٹخنوں تک تین مرتبہ اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر کہا کہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری طرح ایسا وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے جس میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ۸۸۷۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم: ۲۵۲.

❷ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۲۴۵۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم: ۲۵۵.

❸ سنن نسائی، کتاب الطهارة، رقم: ۵۔ اروا اء الغلیل، رقم: ۶۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ صحیح سنن النسائی: ۱/ ۱۸، رقم: ۷۶۔ مسند أحمد: ۳/ ۱۶۵، رقم: ۱۲۶۹۴.

کرے۔ تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔'' [1]

وضو سے فراغت کی دعائیں:

وضوء سے فراغت کے موقع پر آپ مسنون دعائیں پڑھنا مت بھولیے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص پورا وضو کرے، اور پھر یہ دعا پڑھے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جس دروازے سے بھی چاہے وہ جنت میں داخل ہو جائے۔ (دعا یہ ہے:)

((أَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيْكَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ .)) [2]

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود (برحق) نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

وضو کے بعد یہ دعا بھی پڑھیں:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ .)) [3]

''اے اللہ! تو اپنی تمام تر تعریفات کے ساتھ (ہر عیب سے) پاک ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں، اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، رقم: ۱۵۹.

[2] صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، رقم: ۲۳٤.

[3] عمل الیوم واللیلة، للنسائی، رقم: ٤۲٦۔ فتح الباری: ۱۲/٥٤٥۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٦۰٤٦۔ حافظ ابن حجر اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

وضو کی فضیلت:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''وضو آدھا ایمان ہے۔'' [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یقیناً رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں کہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ گناہوں کو دُور اور درجات کو بلند کرتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ارشاد فرمائیں)۔ آپ نے فرمایا: ''مشقت (بیماری یا سردی) کے وقت کامل اور سنوار کر وضو کرنا، کثرت سے مسجدوں کی طرف جانا، اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا گناہوں کو دُور کرتا اور درجات کو بلند کرتا ہے۔'' [2]

سیّدنا عبداللہ الصنابحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی مسلم یا مومن بندہ وضو کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں، جو اس نے آنکھوں سے دیکھ کر کیے ہوتے ہیں، اور جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ گر جاتے ہیں، جو اس نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ کیے ہوتے ہیں، حتیٰ کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔'' [3]

تحیۃ الوضوء سے جنت لازم:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے نمازِ فجر کے وقت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے بلال! میرے سامنے اپنا وہ عمل بیان کرو جو تم نے اسلام میں کیا۔ اور جس سے تجھے ثواب کی بہت زیادہ اُمید ہے کیونکہ میں نے جنت میں تمھارے

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم: ٢٢٣.

[2] صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم: ٢٥١.

[3] سنن ترمذی، ابواب الطهارة، رقم: ٢۔ مسند احمد: ٣٠٣/٢۔ سنن دارمی: ٣٠٣/٢۔ مؤطا مالك، رقم: ٧٥۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

جوتوں کی آواز سنی ہے۔''

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے نزدیک جس عمل پر مجھے (ثواب کی) بہت زیادہ اُمید ہے، وہ یہ ہے کہ میں نے رات یا دن میں جب بھی وضو کیا تو اس وضو کے ساتھ جس قدر نفل نماز میرے مقدر میں تھی ضرور پڑھی۔ (یعنی ہر وضو کے بعد نوافل پڑھے) [1]



[1] صحیح بخاری، کتاب التہجد، رقم: ١١٤٩۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم، رقم: ٢٤٥٨.

فصل نمبر6

اذان کا بیان

اذان کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۳﴾﴾ (حم السجدہ: ۳۳)

''اور اس آدمی سے زیادہ اچھی بات والا کون ہوسکتا ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا۔''

''مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت کے مصداق سب سے پہلے انبیائے کرام ہیں، پھر علماء، پھر مجاہدین، پھر اذان دینے والے اور پھر توحید خالص اور قرآن وسنت کی دعوت دینے والے۔'' (تیسیر الرحمٰن: ۱۳۴۳/۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ اَعْنَاقًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ .))[1]

''قیامت کے روز اذان دینے والوں کی گردنیں لمبی ہوں گی (یعنی وہ اللہ کا نام بلند کرنے کی وجہ سے مرتبے میں سب سے اونچے ہوں گے)''

مزید رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مؤذن کو بلند آواز سے اذان دینے کی وجہ سے بخش دیا جاتا ہے، اور جو بھی تر یا خشک چیز اس کی آواز سنتی ہے وہ (قیامت کے دن) اس کے لیے گواہی دے گی اور اس کے لیے ان لوگوں (کے ثواب) کے برابر ثواب ہے جو اس کی

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۳۸۷.

اذان سن کر نماز کے لیے آتے ہیں۔'' ❶

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' امام ضامن اور ذمہ دار ہے اور مؤذن امین اور قابل اعتماد ہے۔ اے اللہ! اماموں کو (صحیح علم وعمل کی) ہدایت نصیب فرما اور مؤذنوں کو بخش دے۔'' ❷

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

'' آپ کا رب بکریوں کے اُس چرواہے سے خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر اذان کہتا اور نماز پڑھتا ہے۔ پس اللہ عزوجل فرماتا ہے: '' میرے اس بندے کو دیکھو، مجھ سے ڈر کر اذان کہہ رہا ہے اور نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے اسے بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔'' ❸

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور پہلی صف میں کیا (خیر و برکت) ہے تو پھر وہ اذان اور پہلی صف کو قرعہ اندازی کے علاوہ حاصل نہ کر سکیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں گے۔ اور اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ عشاء اور صبح کی نماز با جماعت ادا کرنے میں کیا خیر و برکت ہے تو ان دونوں نمازوں میں حاضر ہوں اگرچہ انہیں گھسیٹ کر آنا پڑے۔'' ❹

اذان کے کلمات:

اذان کے کلمات درج ذیل ہیں:

اَللّٰهُ اَکْبَرُ ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ

---

❶ سنن نسائی ، کتاب الاذان، رقم: ٦٤٧ ـ صحیح بخاری ، کتاب الأذان، رقم: ٦٠٩ .

❷ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ ، رقم: ٢٠٧ ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ابوداؤد، تفریح صلاۃ السفر ، رقم: ١٢٠٣ ـ سنن نسائی ، کتاب الاذان، رقم: ٦٦٧ ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٦١٥ ـ صحیح مسلم، رقم: ٤٣٧ .

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ [1]

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے سچے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آؤ نماز کی طرف، آؤ نماز کی طرف۔ آؤ کامیابی کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔''

فجر کی اذان میں:

فجر کی اذان میں ((حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ)) کے بعد دوبار یہ کلمات بھی کہیں:

((اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ، اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ .))

''نماز نیند سے بہتر ہے، نماز نیند سے بہتر ہے۔'' [2]

---

[1] سنن ابوداؤد، كتاب الصلاة ، رقم: ٤٩٩۔ سنن ابن ماجه ، كتاب الأذان، رقم: ٦۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

[2] سنن ابوداؤد، كتاب الصلاة ، رقم: ٥٠٠۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اقامت کے طاق کلمات:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ

حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ [1]

نوٹ:...... سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اذان کے کلمات دو دو بار اور تکبیر کے کلمات ایک ایک بار تھے، سوائے اس کے کہ اقامت کہنے والا ((قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ)) دو بار کہتا تھا۔ [2]

دوہری اذان:

دوہری "ترجیع والی" اذان میں شہادتین والے کلمات پہلے دھیمی آواز میں کہے جائیں اور پھر دوبارہ بلند آواز سے کہے جائیں گے، یعنی مؤذن پہلی مرتبہ آہستہ آواز میں کہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه (دو مرتبہ)

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (دو مرتبہ)

اور پھر دوسری دفعہ بآواز بلند کہے:

[1] سنن ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۴۹۹۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۷۰۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے "حسن صحیح" کہا ہے۔

[2] سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۵۱۰۔ سنن دارمی: ۲۷۰/۱۔ مستدرك حاكم: ۱۹۷/۱۔ ذہبی اور علامہ البانی نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه (دو مرتبہ)
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّ سُوْلُ اللّٰهِ (دو مرتبہ)

باقی الفاظ عام اذان والے ہیں۔ [1]

دوہری اقامت:

دوہری اقامت میں مندرجہ ذیل کلمات ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّ سُوْلُ اللّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّ سُوْلُ اللّٰهِ
حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اذان کے انیس اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے۔ [2]

اذان کا جواب دینا:

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جب مؤذن کہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ
پس تم بھی کہو: اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ

[1] سنن ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۵۰۲۔ سنن ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، رقم: ۱۹۲۔ سنن نسائی، رقم: ۶۳۲۔ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۳۷۹۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن صحیح“ کہا ہے۔

[2] سنن ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۵۰۲۔ سنن نسائی، رقم: ۶۳۲۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

پھر جب مؤذن کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

تم بھی کہو: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

پھر جب مؤذن کہے: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

تم بھی کہو: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پھر جب مؤذن کہے: حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ

تو تم کہو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

پھر جب مؤذن کہے: حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

تو تم کہو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

پھر جب مؤذن کہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

تو تم کہو: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

پھر جب مؤذن کہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

تو تم کہو: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

جو شخص اپنے صدق دل سے مؤذن کے کلمات کا جواب دے گا تو (جواب کی برکت سے) جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص مؤذن کے شہادتین یک کلمات ادا کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے، اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے:

((وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ . رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا .)) [1]

---

[1] صحیح ابن خزیمه: ۱/ ۲۲۰، رقم: ۴۲۲۔ سنن الکبری، للبیهقی: ۱/ ۴۱۰۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور بے شک محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں راضی ہوں اللہ کے رب ہونے پر، محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر۔''

اذان کے بعد کی دعائیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم مؤذن کی اذان سنو، تو وہی کہو جو وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود پڑھو، جس نے مجھ پر درود پڑھا، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا، پھر میرے لیے اللہ سے مقام وسیلہ کا سوال کرو کیونکہ جس نے میرے لیے وسیلہ کا سوال کیا اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔'' [1]

مسنون درود شریف کے کلمات:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ . [2]

''اے اللہ! رحمت بھیج محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر جیسے رحمت بھیجی تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آلِ ابراہیم (علیہ السلام) پر، بے شک تو تعریف کیا گیا، بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت بھیج محمد (ﷺ) پر اور آلِ محمد (ﷺ) پر

[1] صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء، رقم: ٦١٤۔ السنن الکبری، للبیهقی: ١/٤١٠، رقم: ١٩٣٣.

[2] صحیح بخاری، کتاب احادیث الأنبیاء، رقم: ٣٣٧٠.

جیسے برکت بھیجی تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آلِ ابراہیم (علیہ السلام) پر۔ بے شک تو تعریف کیا گیا، بزرگی والا ہے۔''

پھر یہ دعائے وسیلہ پڑھیں:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَهُ.))

''اے اللہ! اس کامل دعوت اور (تا قیامت) قائم رہنے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو مقام وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر فائز فرما، جس کا تو نے اُن سے وعدہ کیا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص مؤذن کی اذان سن کر یہ دُعا پڑھے:

((أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَ بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا .))

تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' [1]



[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٣٨٦۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ٤٢١.

فصل نمبر 7

نماز باجماعت ادا کرنا

مسجدوں میں کیوں نہ مسلم کو ملے تسکین دل
کوچۂ محبوب آخر کوچۂ محبوب ہے

نماز باجماعت کی اہمیت:

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿٤٣﴾﴾

(البقرة: ٤٣)

''نماز قائم کرو، اور زکوۃ ادا کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

سلف صالحین اور مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ آیت نماز باجماعت کے متعلق ہے۔

باجماعت نماز ادا کرنا ہر اس شخص پر واجب ہے، جو قادر ہو اور اذان کی آواز سنتا ہو۔

چنانچہ شافع محشر، سرکارِ مدینہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ ، فَلَا صَلَاةَ لَهُ ، إِلَّا مِنْ عُذْرٍ .))

''جو شخص اذان سنے اور مسجد میں نہ آئے، تو اس شخص کی نماز ہی نہیں ہوتی، اِلّا یہ کہ کوئی (شرعی) عذر ہو۔''

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ اس عذر سے مراد خوف، یا بیماری ہے۔'' [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا آدمی

[1] سنن ابن ماجة، كتاب المساجد والجماعات، باب التغليظ في التخلف عن الجماعة، رقم: ٧٩٣۔ سنن دار قطنی: ١/ ٤٢٠۔ طبرانی كبير، رقم: ١٢٢٦٥۔ سنن الكبرىٰ، للبيهقى: ٣/ ٥٧۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٢٠٦٤۔ مستدرك حاكم: ١/ ٢٤٥، رقم: ٩٣٢۔ ابن حبان، حاکم اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

حاضر ہوا، اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ایک نابینا آدمی ہوں، اور مجھے کوئی مسجد تک لے جانے والا شخص نہیں ہے، تو کیا آپ مجھے گھر میں نماز ادا کرنے کی رخصت دیتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا :جی ہاں! (اذان) ضرور سنتا ہوں، پس خاتم النّبیین ﷺ نے فرمایا: تو پھر اللہ کے داعی (مؤذن) کی آواز پر لبیک کہو، (یعنی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لیے ضرور جاؤ۔) [1]

اور بعض روایات کے الفاظ ہیں:

((مَا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً .)) [2]

''میں تمہارے لیے کوئی رخصت نہیں پاتا۔''

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی '' صحیح ، کتاب الصلاۃ ''میں باب قائم کرتے ہیں:

((بَابُ وُجُوْبِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ......)) ''باب نماز باجماعت پڑھنا فرض ہے۔''

اوراس کے بعد بطور تمہید امام حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ذکر فرماتے ہیں:

((اِنْ مَنَعَتْهُ أُمُّهُ عَنِ الْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ شَفَقَةً لَمْ يُطِعْهَا))

''کہ اگر کسی شخص کی ماں اس کو محبت کی بناء پر عشاء کی نماز باجماعت کے لیے مسجد میں جانے سے روک دے تو اس شخص کے لیے ضروری ہے کہ ماں کی بات نہ مانے۔''

اور پھر سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی آخر الزماں ﷺ سے نقل کردہ روایت ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب يجب ايتان المسجد على من سمع النداء، رقم: ٦٥٣.

[2] سنن ابن ماجة، كتاب المساجد والجماعات، رقم: ٧٩٢ـ سنن ابو داؤد، كتاب الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة، رقم: ٥٥٢ـ مسند أحمد: ٣/ ٤٢٣ـ صحيح ابن خزيمه، رقم: ١٤٨٠ـ مستدرك حاكم: ١/ ٢٤٦، رقم: ٩٣٨ـ ابن خزیمہ اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''میں نے ارادہ کیا کہ میں یہ حکم دوں کہ نماز کی جماعت کھڑی کی جائے، پھر میں ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے، پھر میں چند لوگوں کو لے کر، جن کے ساتھ لکڑیوں کا بنڈل ہو ایسے لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے، پھر میں انہیں ان کے گھروں سمیت آگ لگا کر خاکستر کردوں۔'' [1]

مولانا داؤد راز رحمہ اللہ رقم کرتے ہیں: اس حدیث سے نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا جس قدر ضروری معلوم ہوتا ہے وہ الفاظ سے ظاہر ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکین جماعت کے لیے ان کے گھروں کو آگ لگانے تک کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ اسی لیے جن علماء نے نماز کو جماعت کے ساتھ فرض قرار دیا ہے، یہ حدیث ان کی اہم دلیل ہے۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَالْحَدِيْثُ اِسْتَدَلَّ بِهِ الْقَائِلُونَ بِوُجُوْبِ صَلوٰةِ الْجَمَاعَةِ لِأَنَّهَا لَوْ كَانَتْ سُنَّةً لَمْ يُهَدِّدْ تَارِكَهَا بِالتَّحْرِيْقِ))

''اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل پکڑی ہے جو نماز باجماعت کو واجب قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ محض سنت ہوتی تو اس کے چھوڑنے والے کو آگ میں جلانے کی دھمکی نہ دی جاتی۔'' [2]

''یاد رکھیے! بندہ جب اپنے گھر سے مسجد کے ارادے سے نکلتا ہے تو وہ اس اللہ تعالیٰ کے دربار میں جاتا ہے، جو زبردست ہے، یکتا ہے، غالب ہے، طاقت ور ہے، بخشش کرنے والا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے، چاہے کہیں بھی ہو، رائی کا ایک دانہ اس سے مخفی ہے نہ اسے چھوٹا نہ بڑا، ساتوں زمین میں نہ ساتوں آسمان میں، نہ ساتوں سمندروں میں نہ بلند و بالا پہاڑوں کی چوٹیوں

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب وجوب صلاۃ الجماعۃ، رقم: ٦٤٤.

[2] شرح صحیح بخاری، از داؤد راز دهلویؒ: ١/ ٦١٠.

پر، وہ اللہ کے گھر آتا ہے اور اللہ کا قصد کرتا ہے اور اللہ کی طرف رخ کرتا ہے اور اس کے ایسے گھر کی طرف جس کے بارے میں حکم ہے:

﴿فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۙ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ۙ﴿۳۷﴾﴾ (النور: ۳۶تا۳۷)

”جنہیں بلند کرنے کا اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ نے اذن دیا ہے ان میں ایسے لوگ صبح و شام اس کی تسبیح کرتے ہیں، جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد اور اقامت نماز اور ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کر دیتی، وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل الٹنے اور دیدے پتھرا جانے کی نوبت آجائے گی۔“

اس لیے جب آپ گھر سے نکلیں تو غیر معمولی سنجیدگی اور ادب کا مظاہرہ کریں اور دنیاوی حالات اور اس کی مشغولیتوں سے کٹ کر صرف اللہ کے لیے یکسو ہو کر نکلیں سکینت اور وقار کے ساتھ نکلیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں اسی بات کا حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے رغبت وخوف مسرت وحسرت اور خشوع وخضوع اور پستی واخبات کے جذبات ہمارے اوپر طاری ہوں، اس لیے کہ جتنی زیادہ پستی اور ذلت، خشوع ودناءت اور اخبات وانابت کا مظاہرہ ہوگا اتنی ہی ہماری نماز پاکیزہ ہوگی، اسی قدر اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا اسے قبولیت حاصل ہوگی، بندے کا مقام اسی حیثیت سے بلند ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا ہی قرب حاصل ہوگا اور اگر وہ تکبر کرے گا تو اللہ اسے توڑ دے گا اس کا عمل ردّ کر دے گا اور متکبر کا کوئی عمل اللہ قبول نہیں کرتا۔ [1]

---

[1] نماز، تالیف امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، تحقیق وتقدیم شیخ محمد حامد الفقی، مقدمہ صفحہ نمبر ۱۰۱، ۱۰۲۔

نماز باجماعت کی فضیلت:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صَلاَۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلاَۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً)) ❶

''کہ باجماعت نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس (۲۷) درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔''

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فَإِنَّ الصَّلٰوۃَ فِي الْمَسْجِدِ مِنْ أَکْبَرِ شَعَائِرِ الدِّیْنِ وَ عَلاَمَاتِهِ)) ❷

''مسجد میں نماز پڑھنا دین کے شعائر اور علامات میں سے سب سے بڑھ کر ہے۔''

نماز باجماعت کے شوقین سلف صالحین کے نمونے:

☆ سیّدنا ابن مسیّب فرماتے ہیں کہ (پچھلے) چالیس سالوں سے میری جماعت فوت نہیں ہوئی۔ ❸

☆ وکیع بن الجراح نے (سلیمان بن مہران) اعمش سے بیان کیا ہے، کہ وہ (اعمش) ستر (۷۰) سال کے تھے، (اور اس ستر سالہ زندگی میں) کبھی ان کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی تھی۔ ❹

☆ اسود رحمہ اللہ سے جب جماعت فوت ہو جاتی تو آپ کسی دوسری مسجد میں تشریف لے جاتے (جہاں نماز باجماعت ملنے کا امکان ہوتا)۔ ❺

☆ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک ایسی مسجد میں حاضر ہوئے جہاں نماز ہو چکی تھی۔ آپ نے پھر اذان دی، اقامت کہی اور باجماعت نماز پڑھی۔ ❻

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاۃ الجماعۃ، رقم: ٦٤٥.

❷ کتاب الصلوٰۃ، ص: ١٠٥. ❸ حلیة الأولیاء: ٢/ ١٦٢۔ سیر أعلام النبلاء: ٤/ ٢٢١.

❹ سیر أعلام النبلاء: ٦/ ٢٢٨. ❺ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاۃ الجماعۃ.

❻ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاۃ الجماعۃ.

☆ محمد بن المبارک الصوری فرماتے ہیں: جب سعید (بن عبدالعزیز) کی نماز باجماعت فوت ہو جاتی تھی، تو رونے لگتے تھے۔ ❶

☆ اور نافع رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب عشاء کی جماعت فوت ہو جاتی تھی، تو وہ اپنی باقی رات کو زندہ کرتے تھے (یعنی باقی رات اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں گزارتے تھے۔) ❷

☆ بشر بن الحسن البصری کے متعلق آتا ہے کہ انہیں ''صفی'' کہا جاتا تھا، اور ان کا نام ''صفی'' صرف اس لیے رکھا گیا تھا کہ انہوں نے بصرہ کی ایک مسجد میں پچاس (۵۰) سال تک پہلی صف میں بالالتزام نماز ادا کی۔ ❸

ترکِ جماعت پر وعید:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں مؤذن کو اذان کا حکم دوں، پھر ایک آدمی کو جماعت کرانے کا کہوں، پھر آگ کا ایک شعلہ لے کر ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو نماز پڑھنے کے لیے نہ نکلے ہوں۔'' ❹

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کسی بستی یا جنگل میں صرف تین مسلمان ہوں اور نماز باجماعت کا اہتمام نہ کریں تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے، تم پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا لازم ہے، کیونکہ بھیڑیا تنہا بکری کو کھا جاتا ہے (یعنی شیطان تنہا آدمی پر قابو پا لیتا ہے)۔'' ❺

---

❶ سیر أعلام النبلاء: ۸/ ۳٤.   ❷ سیر أعلام النبلاء: ۳/ ۲۱۵۔ حلیة الأولیاء: ۱/ ۳۰۳.

❸ تهذیب الکمال: ۲/ ۱۱۳۔ تهذیب التهذیب: ۱/ ۲۸۲.

❹ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٦۰۷۔ صحیح مسلم، رقم: ٦۵۱.

❺ سنن نسائی، کتاب الامامة، رقم: ۸٤۸۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۵٤۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

نماز کے لیے جانے کے آداب:

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اقامت کی آواز سنو، تو نماز کے لیے سکون اور وقار کے ساتھ چل کر آؤ، جلدی نہ کرو اور جتنی نماز جماعت سے پا لو، وہ پڑھ لو اور جو رہ جائے بعد میں پوری کر لو۔'' ❶

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر مسجد کی طرف جائے تو وہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالے، کیونکہ وہ نماز میں ہوتا ہے۔'' ❷

☆ اور رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے:

''کہ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعات ضرور پڑھ لے۔'' ❸

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اسے منع نہ کرے۔'' ❹

اور مزید فرمایا:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے منع نہ کرو جب کہ وہ مسجد میں جائیں تو خوشبو لگائے ہوئے نہ ہوں۔'' ❺

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٦٣٦۔ صحیح مسلم، رقم: ٣٠٣.

❷ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ٥٦٢۔ سنن ترمذی، رقم: ٣٨٦۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٤٤.

❹ سنن دارمی، رقم: ١٣٤۔ صحیح بخاری، رقم: ٥٢٣٨۔ صحیح مسلم، رقم: ٩٨٧.

❺ سنن دارمی، رقم: ١٣١٥۔ ابو داؤد، رقم: ٥٦٥.

فصل نمبر8

نماز میں صف بندی کی فضیلت واہمیت

ایک ہی صف میں ہوئے صف بستہ شاہ و گدا
کیا عجب یہ منظر الفت دکھاتی ہے نماز

صفیں درست کرنا فرض ہے:

سیّدنا أنس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ)) ❶

''تم اپنی صفوں کو برابر کرو۔ پس تحقیق صفوں کا برابر کرنا نماز کے پورا کرنے میں سے ہے۔''

مذکورہ بالا حدیث میں ((إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ)) کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، اور صحیح مسلم وغیرہ میں ((مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ)) ''نماز کے مکمل ہونے میں سے'' کے الفاظ ہیں۔ ان ہر دو الفاظ سے معلوم ہوا کہ صفوں کا ٹیڑھا ہونا، ان کے درمیان خلال ہونا، نقصان کا موجب ہے۔

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا کراتے، گویا اس کے ساتھ تیر کو سیدھا کیا جائے گا، یہاں تک کہ آپ کو اطمینان ہو گیا کہ ہم نے اس مسئلہ کو آپ سے خوب سمجھ لیا ہے۔ ایک دن آپ مصلے پر تشریف لائے، اور ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا سینہ باہر نکلا ہوا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو برابر کرلو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔'' ❷

---

❶ صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب اقامة الصف من تمام الصلاة، رقم: ٧٢٣ ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف واقامتها......، رقم: ٩٧٥.

❷ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ٩٧٩.

مذکورہ بالا حدیث پاک کی رو سے صفوں کا سیدھا کرنا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔

صفیں درست نہ کرنے کی سزا:

خبردار! صفیں کج اور ٹیڑھی نہ ہوں کہ صفوں کا ٹیڑھا پن باہمی پھوٹ، اختلافِ قلوب اور باطنی کدورت کا موجب ہے۔ سیّدنا اُنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((رَصُّوْا صُفُوْفَكُمْ، وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا، وَحَاذُوْا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، إِنِّيْ لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ، كَأَنَّهَا الْحَذَفُ.)) ❶

"(سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح) اپنی صفیں ملی ہوئی رکھو، اور صفوں کو قریب قریب رکھو۔ اور گردنیں برابر رکھو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً میں شیطان کو صف کے شگافوں میں داخل ہوتا دیکھتا ہوں، گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے۔"

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صف کے اندر تشریف لاتے، اِدھر اُدھر چکر لگاتے اور ہمارے سینوں اور مونڈھوں کو برابر کرتے، اور ارشاد فرماتے تھے:

((لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ.)) ❷

"اختلاف نہ کرو وگرنہ تمہارے دل بھی مختلف ہو جائیں گے۔"

اور سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صفوں کو قائم کرو، اور کندھوں کو برابر کرو، اور خلال مت چھوڑو، اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ، اور صفوں کے درمیان شیطان کے لیے جگہ نہ چھوڑو، اور جو صف ملائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ملائے گا، اور جو صف کو کاٹے گا

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب تسوية الصوف: ١/ ١٩٨، رقم: ٦٦٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❷ صحیح سنن ابو داؤد، للألبانی، تفریع ابواب الصفوف، باب تسوية الصفوف: ١/١٩٧، رقم: ٦٦٤.

اللہ تعالیٰ بھی اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹ دے گا۔'' ❶

اس حدیث مبارکہ میں صفیں درست نہ کرنے پر سخت وعید ہے۔ اور صفیں اس صورت میں ہی مضبوط ہوسکتی ہیں۔

صفیں درست کرنے کا طریقہ:

جب نمازی اپنے ساتھ والے نمازی کے کندھے کے ساتھ کندھا اور قدم کے ساتھ قدم اور ٹخنے سے ٹخنہ ملا کر کھڑا ہو۔ جیسا کہ سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((رَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنَّا يُلْزِقُ كَعْبَهُ بِكَعْبِ صَاحِبِهِ .)) ❷

''میں نے دیکھا کہ ہر آدمی اپنے ساتھ کے کندھے کے ساتھ کندھا ملایا کرتا تھا۔''

اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ، فَإِنِّي اَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِيْ وَكَانَ اَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ .)) ❸

''صفیں برابر کرلو۔ میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں، اور (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر) ہم میں سے ہر شخص یہ کرتا کہ (صف میں) اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے، اور اپنا قدم اس کے قدم سے ملا دیتا تھا۔''

فائدہ:...... ان احادیث سے کئی مسائل ثابت ہوتے ہیں۔ (۱) یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو سیدھا رکھنے کی بڑی تاکید فرماتے، (۲) دوسرا یہ کہ صفوں کے درست نہ رکھنے سے آپس میں باہمی محبت کا خاتمہ ہوتا ہے اور اختلافات شروع ہوجاتے ہیں۔ جس کا مظاہرہ مسلمانوں میں کیا جاسکتا ہے کہ مساجد میں مسلمانوں کا عجب حال ہے۔ نمازی ایک ایک فٹ دور کھڑے ہوتے

---

❶ صحيح سنن ابو داؤد، للألباني، تفريع ابواب الصفوف، باب تسوية الصفوف، رقم: ٦٦٦ ـ سنن الكبرىٰ، للبيهقي: ٣/ ١٠١.

❷ صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب الزاق المنكب بالمنكب ......

❸ صحيح بخاري، كتاب الأذان، رقم: ٧٢٥.

ہیں، اور باہمی قدم مل جانے کو بڑا خطرناک تصور کیا جاتا ہے، اور اس پرہیز کے لیے خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں میں سے محبت اور اخوت کا خاتمہ ہو چکا ہے، سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب مسلمانوں کو دوبارہ آپس میں محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مسلمانوں میں خون باقی نہیں ہے
محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دل پریشان، سجدہ بے ذوق
کہ جذب اندروں باقی نہیں ہے

صف بندی کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف:

امام محمد بن الحسن الشیبانی فرماتے ہیں:

((عَنْ اِبْرَاهِيْمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ، وَسَوُّوْا مَنَاكِبَكُمْ، تَرَاصُوْا أَوْ لِيتخللنكم الشَّيْطَانُ كَأَوْلَادِ الْحَذْفِ الخ . قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهِ نَأْخُذُ، لَا يَنْبَغِي أَنْ يُتْرَكَ الصَّفُّ وَفِيْهِ الْخَلَلُ حَتَّى يُسَوُّوْا، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى .)) [1]

"ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: "صفیں اور شانہ برابر کرو، اور گچ کرو، ایسا نہ ہو کہ شیطان بکری کے بچہ کی طرح تمہارے درمیان داخل ہو جائے۔ امام محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم بھی اسی کو لیتے ہیں کہ صف میں خلل چھوڑ دینا لائق نہیں۔ جب تک ان کو درست نہ کرلیا جائے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔"



[1] كتاب الآثار، باب اقامة الصفوف، ص: ٢٦-٢٧- طبع مكتبه امداديه، ملتان.

باب نمبر 4

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقۂ نماز

فریاد اے خدایا شیطان سے بچانا
رحمان نام تیرا تو ہی میرا سہارا

پچھلے باب میں مذکورہ طریقہ سے جسم اور جگہ کی طہارت حاصل کرنے کے بعد بندہ نماز کا وقت ہو جانے کا اطمینان کر لے اور قبلہ رخ کھڑا ہو جائے۔ [1]

نماز کی نیت:

جس نماز کی ادائیگی کا ارادہ ہو، فرض ہو یا نفل دل میں اس کی نیت کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) [2]

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

نیت کا محل دل ہے، لہٰذا زبان سے نیت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قطعی ثابت نہیں ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الفاظ سے نیت کرنا علماء مسلمین میں سے کسی کے نزدیک بھی مشروع نہیں۔'' [3]

تکبیر تحریمہ:

سجدہ کی جگہ پر نظر رکھ کر '' اللہ اکبر '' کے الفاظ سے تکبیر تحریمہ کہے۔ [4]

[1] صحیح بخاری، کتاب تقصیر الصلاۃ، باب ینزل للمکتوبۃ، رقم: ١٠٩٩.

[2] صحیح بخاری، کتاب الإیمان والنذور، رقم: ٦٦٨٩۔ صحیح مسلم، رقم: ١٩٠٧.

[3] الفتاویٰ الکبریٰ.

[4] سنن ابن ماجہ، کتاب إقامۃ الصلوات والسنۃ فیھا، رقم: ٨٠٣۔ البحر الزخار: ١٦٨/٢۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

رفع الیدین:

تکبیر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر یا کانوں کی لو تک اٹھائے۔ ❶

سینے پر ہاتھ باندھنا:

پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ لے۔ چنانچہ سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى عَلَى صَدْرِهِ .)) ❷

"میں نے رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، تو آپ نے اپنے ہاتھ، دایاں ہاتھ، بائیں ہاتھ پر رکھ کر، سینے پر باندھے۔"

استفتاح کی دعائیں:

تکبیر تحریمہ کے بعد قرأت شروع کرنے سے پہلے دعائے استفتاح پڑھنا مسنون ہے، جو یہ ہے:

ا..... ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ .)) ❸

"اے اللہ! تو پاک ہے، تیری ہی تعریف ہے، تیرا نام بابرکت ہے، تیری شان سب سے اونچی ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔"

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب رفع الیدین في التکبیرة الأولیٰ مع الإفتتاح سواء، رقم: ۷۳۵۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۳۹۰، ۳۹۱.

❷ صحیح ابن خزیمه، رقم: ۴۷۹۔ ابن خزیمہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❸ سنن ترمذی، ابواب الصلوٰة، رقم: ۲۴۳۔ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۷۷۵۔۷۷۶۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاة، رقم: ۸۰۶۔ مستدرك حاكم: ۱/ ۲۳۵۔ حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے اور ذہبی نے اس پر ان کی موافقت کی ہے۔

۲......اگر چاہے تو اس کے علاوہ یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ. اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ.)) [1]

''اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان ایسی دوری کر دے جیسی مشرق ومغرب کے درمیان تو نے دوری کی ہے۔ اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری خطاؤں سے پانی اور برف اور اولے سے دھو دے۔''

۳......رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ایک شخص نے کہا:

((اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا.))

''اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا اور تمام تعریفات اللہ کے لیے ہیں، بہت زیادہ۔ وہ (شراکت اور ہر عیب) سے پاک ہے۔ اور صبح وشام ہم اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔''

فضیلت ......: یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کہ اس شخص کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے، میں نے ان کلمات کو پڑھنا کبھی نہیں چھوڑا۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب ما یقول بعد التکبیر، رقم: ٧٤٤۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب ما یقال بین تکبیرة الإحرام والقرأة، رقم: ٥٩٨.

[2] صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب ما یقال بین تکبیرة الاحرام والقراءة، رقم: ٦٠١.

تعوذ:

پھر کوئی ایک تعوذ پڑھیں:

۱...... ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ)) [1]

''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود کی شر سے۔''

۲......((اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ)) [2]

''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود (کے شر) سے، اس کے خطرے سے، اس کی پھونکوں سے اور اس کے وسوسے سے۔''

نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کی فضیلت:

پھر سورۂ فاتحہ پڑھیں:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٢ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٣ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝٤ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝٥ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝٦ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۝٧ ﴾

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔ جو نہایت مہربان بے حد رحم کرنے والا ہے۔ جو مالک ہے روزِ جزا کا۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ ہم کو سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا، اور نہ ان لوگوں کا جو گمراہ ہو گئے۔''

---

[1] صحیح ابن خزیمه، رقم: ٤٦٧۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] سنن ابو داؤد، کتاب الصلوٰة، رقم: ٧٧٥۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے اور میں بندے کا سوال پورا کرتا ہوں، جب بندہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ'' کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے نے میری حمد بیان کی ہے۔ اور جب بندہ ''اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے نے میری ثنا بیان کی ہے۔ جب بندہ ''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعظیم کی ہے۔ جب بندہ ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ'' کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے، اور میرے بندے کے لیے ہے جو بھی اس نے سوال کیا۔ اور جب بندہ کہتا ہے: ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ میرے بندے کے لیے خاص ہے اور میرے بندے کے لیے ہے جو اس نے سوال کیا۔''[1]

آمین کہنے کی فضیلت:

سورۂ فاتحہ کے ختم ہونے کے بعد آمین کہے۔ اور جب امام جہری نماز کی امامت کر رہا ہو، وہ بآواز بلند آمین کہے اور اسی طرح مقتدی بھی۔

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ نے پڑھا ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پھر آپ نے بلند آواز سے آمین کہی۔[2]

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا اَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا ، فَإِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهٗ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۳۹۵.

[2] سنن ترمذی، ابواب الصلاة، رقم: ۲۴۸۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۸۵۵۔ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۹۳۲۔ شیخ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) [1]

''جب امام ''آمین'' کہے تو تم بھی آمین کہو (اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں) تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی اس کے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

نماز کی مسنون قرأت:

پھر قرآن میں سے جو آسان لگے اور یاد ہو پڑھے۔ ہم آپ کی سہولت کے لیے چند ایک سورتیں لکھتے ہیں:

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ② لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ ③ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④﴾

''آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔''

سورۃ اخلاص کی فضیلت:

ایک انصاری صحابی، مسجد قباء میں امامت کراتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھنے سے پہلے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (یعنی سورۃ اخلاص) تلاوت فرماتے، ہر رکعت میں اسی طرح کرتے۔ مقتدیوں نے امام سے کہا کہ آپ پہلے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت کرتے ہیں، پھر بعد میں دوسری سورۃ ملاتے ہیں، کیا ایک سورت تلاوت کے لیے کافی نہیں؟ اگر ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت نہیں تو اس کو چھوڑ دیں اور دوسری سورت کی تلاوت کیا کریں۔ امام نے جواب دیا: میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان رقم: ۷۸۰۔ صحیح مسلم، رقم: ۴۱۰۔ صحیح ابن خزیمه، کتاب الصلاة: ۱/۲۲۵۔۲۵۶، رقم: ۵۷۰۱.

تلاوت نہیں چھوڑ سکتا۔ انہوں نے رسول مکرم علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں مسئلہ پیش کیا، تو نبی کائنات ﷺ نے اُس امام سے کہا کہ ''تم مقتدیوں کی بات کیوں تسلیم نہیں کرتے؟ اس سورۃ کو ہر رکعت میں کیوں لازمی پڑھتے ہو؟'' تو اس نے کہا: مجھے اس سورت کے ساتھ محبت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس سورت کے ساتھ تیری محبت تجھے جنت میں داخل کرے گی۔'' [1]

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ① مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ② وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ③ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ④ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ⑤ ﴾

''اے میرے نبی! آپ کہہ دیجیے، میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں، تمام مخلوقات کی شر سے، اور رات کی برائی سے جب اس کی بھیانک تاریکی ہر جگہ داخل ہو جاتی ہے۔ اور ان جادوگر عورتوں سے جو دھاگے پر جادو پڑھ کر پھونکتی ہیں اور گرہیں ڈالتی ہیں۔ اور حاسد کے حسد سے جب وہ اپنا حسد ظاہر کرتا ہے۔''

سُوْرَةُ النَّاسِ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ① مَلِكِ النَّاسِ ② إِلٰهِ النَّاسِ ③ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ④ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ⑤ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ⑥ ﴾

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الأذان، باب الجمع بين السورتين في الركعة، تعليقاً ـ سنن ترمذی، ابواب ثواب القرآن، رقم: ٢٩٠٦ .

''اے میرے نبی! آپ کہہ دیجیے، میں انسانوں کے رب کی پناہ میں آتا ہوں ، انسانوں کے حقیقی بادشاہ کی پناہ میں، انسانوں کے تنہا معبود کی پناہ میں، وسوسہ پیدا کرنے والے، چھپ جانے والے شیطان کے شر سے جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے چاہے وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔''

رکوع کا بیان:

پھر '' اَللّٰهُ اَكْبَرُ '' کہتے ہوئے رکوع کرے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کاندھوں تک اٹھائے، اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھے، اور ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم .)) کہے۔ مذکورہ دعا کا تین مرتبہ یا اس سے زیادہ پڑھنا سنت ہے۔ [1]

رکوع کی مزید دعائیں:

۱......سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ .)) [2]

''اے اللہ! میں تیرے ہی لیے جھکا ہوں، تجھ ہی پر ایمان لایا اور تیرا ہی اطاعت گزار رہوا۔ تیرے ہی لیے ڈر کر میرے کان، آنکھیں، میرا دماغ، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے عاجز ہوگئے ہیں۔''

۲......سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع میں اکثر کہتے تھے:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي .)) [3]

''اے اللہ! تو پاک ہے، اے ہمارے پروردگار! ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں،

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۸۹، ۸۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۳۹۰، ۳۹۲، ۷۷۲، سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، رقم: ۲۶۱.

[2] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم : ۱۸۱۲.

[3] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۴، ۸۱۷۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۸۴.

اے اللہ! مجھے بخش دے۔''

۳......سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں کہتے تھے:

((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ ، رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَالرُّوحِ.)) ❶

''بہت پاکیزگی والا، نہایت مقدس ہے تمام فرشتوں اور روح (جبریل علیہ السلام) کا رب۔''

۴......سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع میں کہتے تھے:

((سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ.)) ❷

''پاک ہے وہ (اللہ) جو بڑی طاقت اور بادشاہی والا ہے، وہ بہت بڑائی والا اور صاحب عظمت ہے۔''

۵......حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں فرماتے:

((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.)) ❸

''اے اللہ! تیرے ہی لیے پاکی اور تعریف ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے۔''

۶......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع وسجود میں تین دفعہ پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ .)) ❹

''اللہ (شراکت اور ہر عیب سے) پاک ہے (ہم) اس کی تعریف کے ساتھ (اس کی پاکی بیان کرتے ہیں)۔''

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۴۸۷.

❷ صحیح سنن ابو داؤد: ۱/ ۲۴۷، رقم: ۸۷۳.

❸ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۵۸.

❹ سنن ابوداؤد، باب مقدار الرکوع والسجود، رقم: ۸۸۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

قیام بعد الرکوع کا بیان:

پھر اگر امام یا منفرد ہو تو رفع الیدین کرتے ہوئے، اور ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ)) کہتے ہوئے رکوع سے کھڑا ہو جائے۔ اور پوری طرح سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد یہ دعا پڑھے: [1]

۱...... ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ.))

''اے ہمارے رب! تیرے لیے ہی تعریف ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت۔''

فضیلت:

سیّدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہُ'' پس ایک مقتدی نے کہا: ''رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ .'' پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ''ابھی کس نے یہ کلمے پڑھے ہیں؟'' ایک شخص نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تیس سے زائد فرشتے دیکھے جو ان کلموں کا ثواب لکھنے میں جلدی کر رہے تھے۔'' [2]

قیام بعد الرکوع کی مزید دُعائیں:

۲...... ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ ، وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ.)) [3]

''اے ہمارے پروردگار اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریفیں ہیں، آسمانوں اور زمینوں کے برابر، اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کے برابر، اور اس

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۹۶۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۷۶.

[2] صحیح البخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۵. [3] صحیح مسلم، کتاب الأذان، رقم: ۴۷۶.

کے علاوہ جو چیز بھی تو چاہے اس کے برابر۔''

۳...... ((اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اَللّٰھُمَّ طَھِّرْنِیْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَالْمَاءِ وَالْبَارِدِ، اَللّٰھُمَّ طَھِّرْنِیْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَایَا کَمَا یُنْقَّی الثَّوْبُ الْأَبْیَضُ مِنَ الْوَسْخِ .)) [1]

''اے اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے، اتنی جس سے آسمان بھر جائیں اور زمین بھر جائے اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے۔ اے اللہ! مجھے برف، اولے اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ پاک کر دے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے اسی طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اَھْلُ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَکُلُّنَا لَکَ عَبْدٌ، اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ .)) [2]

''اے ہمارے رب؛ تیرے لیے ہی ساری تعریف ہے، جس سے آسمان بھر جائیں اور زمین بھر جائے اور دونوں کے درمیان جو کچھ ہے وہ بھر جائے اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے وہ بھر جائے۔ اے تعریف اور بزرگی کے لائق، سب سے سچی بات جو بندے نے کہی، وہ یہ ہے، جبکہ ہم سب تیرے بندے

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۲۰۴/۴۷۶.

[2] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۷۷.

ہیں! اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں اس چیز کو جو تو نے عطا کی، اور وہ چیز کوئی دینے والا نہیں جو تو نے روک دی اور کسی کا مقام و مرتبہ اسے تیرے عذاب سے بچا نہیں سکتا۔''

رفع الیدین کا ثواب:

رفع الیدین نماز کی زینت اور باعث اجر و ثواب ہے۔ چنانچہ نعمان بن ابی عیاش رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہر چیز کے لیے زینت ہوتی ہے، اور نماز کی زینت رفع الیدین ہے۔'' [1]

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو مقصد تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کا ہے، وہی مقصد رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع الیدین کا ہے اور یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے۔'' [2]

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان فرماتے ہیں کہ ''نماز میں جو شخص رفع الیدین کرتا ہے اس کے لیے ہر ایک اشارے کے بدلے ایک انگلی پر ایک نیکی یا درجہ ملتا ہے۔'' [3]

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آدمی اپنی نماز میں اپنے ہاتھ کے ساتھ جو اشارہ کرتا ہے اس کے عوض اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔'' [4]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی کتاب الصلاۃ تحقیق و تقدیم شیخ محمد حامد الفقی صفحہ نمبر ۵۶ میں فرماتے ہیں کہ نماز میں رفع الیدین کرنا نیکیوں کو بڑھا دیتا ہے۔

---

1. جزء رفع الیدین، ص: ٥٩.
2. کتاب الأم: ۱/۹۱۔ السنن الکبری للبیهقی: ۲/۸۲.
3. الفوائد، للبحیری ق۲/۳۹۔ مسند الفردوس، للدیلمی: ٤/٣٤٤۔ معجم کبیر، للطبرانی: ۷/۲۹۷۔ مجمع الزوائد: ۲/۱۰۳۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۳۲۸٦.
4. سلسله احادیث صحیحه، رقم: ۳۲۸٦۔ طبرانی بکیر: ۱۷/۲۹۷.

رفع الیدین کا عرفان وعروج:

ایک دفعہ رفع الیدین کرنے سے دس نیکیاں ملیں تو چار رکعت والی نماز میں صرف رفع الیدین کرنے سے انسان سو (100) نیکیاں حاصل کرلیتا ہے۔ جبکہ پانچوں نمازوں کی نیکیاں (430) بنتی ہیں اور اسلامی سال کے (360) دن ہوتے ہیں۔ اس حساب سے ایک سال میں (154800) نیکیاں حاصل ہوں گی۔

اگر سنن راتبہ کو دیکھا جائے تو وہ ایک دن میں ''بارہ'' رکعت ہیں۔ جن میں رفع الیدین کی تعداد (60) ہے۔ اس لحاظ سے انسان سنن راتبہ پر ایک دن میں چھ سو (600) نیکیاں حاصل کرلے گا۔ جبکہ ایک سال کی نیکیاں دو لاکھ سولہ ہزار (216000) بنیں گی۔

سنن راتبہ اور فرائض میں صرف رفع الیدین پر حاصل ہونے والی نیکیاں تین لاکھ ستر ہزار آٹھ سو (370800) تک پہنچ جاتی ہیں۔ اگر کوئی شخص نوافل کا عادی ہے تو اس کی نیکیاں تو اور ہی زیادہ ہوں گی۔ ''ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب''

پیارے بھائیوں اور بہنو! ہر شخص دنیا میں نفع کا سودا چاہتا ہے۔ اگر آپ نماز میں رفع الیدین کرلیں اور آپ کے رفع الیدین پر اتنی زیادہ نیکیاں حاصل ہوجائیں۔ بتائیے، آپ کو اور کیا چاہیے؟ کیا آپ یہ منافع کا سودا ہاتھ سے جانے دیں گے؟ ''ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم'' (الحدید: ۲۱)

سجدہ:

پھر '' اَللّٰہُ اَکْبَرُ '' کہتے ہوئے سجدہ میں جائے، اور سجدے میں اپنے دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے اور دونوں رانوں کو پنڈلیوں سے دور رکھے، اور سات اعضاء: پیشانی ناک سمیت، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پوروں پر سجدہ کرے۔ اور سجدے میں ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلٰی.)) تین یا اس سے زیادہ مرتبہ کہے۔

اس کے علاوہ بھی جو دعائیں چاہے پڑھے۔ [1]

سجدہ اور قرب الٰہی:

سجدہ انسان کو رب تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ (العلق : ۱۹)

''اور اپنے رب کے سامنے سجدہ کیجیے، اور اس کا قرب حاصل کیجیے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً بندہ حالت سجدہ میں اپنے رب سے بہت قریب ہوتا ہے۔ پس (سجدے میں) زیادہ سے زیادہ دعا کرو۔'' [2]

سجدہ اور جنت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب (مومن) ابن آدم سجدے کی آیت تلاوت کرتا ہے۔ پھر (پڑھنے اور سننے والا) سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف ہو کر کہتا ہے، ہائے میری ہلاکت، تباہی اور بربادی! آدم کے بیٹے کو سجدے کا حکم دیا گیا۔ اس نے سجدہ کیا۔ پس اس کے لیے بہشت ہے۔ اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا میں نے نافرمانی کی، پس میرے لیے آگ ہے۔'' [3]

سجدہ اور گناہوں کا مٹنا:

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا، آپ مجھے ایسا حکم دیں کہ میں اسی کا ہو کر رہ جاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جان لے کہ تو جب

[1] سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ۷۳۰، ۷۳٤، ۸۹۵۔ سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، رقم: ۳۰٤، صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۱۲، ۸۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤۹۰۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۷۲۔ مسند البزار۔ معجم کبیر، للطبرانی مجمع الزوائد: ۲/ ۳۱۵.

[2] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤۸۲. [3] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ۸۱.

بھی اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے وہ تجھے ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس (سجدے) کی وجہ سے تیرا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔'' ❶

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آدم کا بیٹا سجدے کی آیت تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان اس سے دور ہو کر رونا شروع کر دیتا ہے، اور کہتا ہے، مجھے افسوس ہے کہ آدم کے بیٹے کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کیا اس کے لیے جنت ہے۔ مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، میں نے انکار کیا میرے لیے دوزخ ہے۔ ❷

سجدہ اور جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت:

سیّدنا ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رات گزارتا تھا آپ کے لیے وضوء کا پانی اور آپ کی (دیگر) ضرورت (مسواک وغیرہ) لاتا تھا۔ (ایک رات خوش ہو کر) آپ نے مجھے فرمایا: ''(کچھ دین و دنیا کی بھلائی) مانگو۔ (مجھ سے دعا کروا لو) میں نے کہا: جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس کے علاوہ کوئی اور چیز؟ میں نے کہا: بس یہی! پھر آپ نے فرمایا: ''پس اپنی ذات کے لیے سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔'' ❸

سجدہ کی مسنون مزید دعائیں:

سجدہ نماز کا راز اور اس کا عظیم رکن اور رکعت کا خاتمہ ہے، اس سے پہلے جو ارکانِ نماز ہیں وہ اس کے مقدمات ہیں۔ چنانچہ وہ حج میں طواف زیارہ کے زیادہ مشابہ ہیں، کیونکہ وہ حج کا مقصد اور اللہ تعالیٰ کے ہاں داخل ہونے کا محل ہے۔ اور اس سے پہلے جو کچھ ہے وہ اس کے لیے مقدمات ہیں۔ اسی لیے بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی

❶ سلسله احاديث صحيحه، رقم: ١٤٨٨ ـ مسند احمد: ٥/٢٤٨ ـ ٢٤٩.

❷ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: ٢٤٤.

❸ صحيح مسلم ، كتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، رقم: ٤٨٩.

حالت میں ہوتا ہے۔ اور اس کی سب سے افضل حالت وہ ہے جس میں وہ اللہ سے سب سے زیادہ قریب ہو، لہٰذا اس جگہ دعا کرنا قبولیت کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ لہٰذا سجدہ کی حالت میں زیادہ سے زیادہ دعا کرنے کا حکم ہے۔

(۱) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں کثرت سے یہ دعا پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ.)) [1]

''اے اللہ! تو پاک ہے، اے ہمارے پروردگار! ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں، اے اللہ! مجھے بخش دے۔''

(۲) سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ ، وَبِكَ آمَنْتُ ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ ، سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ.)) [2]

''اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے سجدہ کیا، تجھ پر ہی ایمان لایا اور میں تیرا ہی فرمانبردار بنا، میرے چہرے نے اس ذات (اقدس) کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا فرمایا اور اس کی صورت بنائی۔ اس نے اس کی سماعت اور اس کی نظر کو کھولا ہے۔ وہ اللہ نہایت بابرکت ہے کہ جو بہترین تخلیق کرنے والا ہے۔''

(۳) سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدے میں یہ دعا کہتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الأذان، رقم: ۷۹۴، ۸۱۷۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ۴۸۴.

[2] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۸۱۲.

وَسِرَّهُ)) ❶

''اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے، پہلے اور پچھلے ظاہر اور پوشیدہ سب کے سب گناہ معاف کردے۔''

(۴) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی آخر الزماں، سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد کے سجدوں میں پڑھتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.)) ❷

''اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے تیرے غصے سے، تیری معافی کے ذریعے تیری سزا سے، اور میں تیری ذاتِ اقدس کے ساتھ تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں (کہ تو کہیں ناراض نہ ہوجائے) میں پوری طرح تیری تعریف نہیں کرسکتا (تو اس حمد وثناء کے لائق ہے) تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف و ثناء خود فرمائی ہے۔''

(۵) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں (یہ) کہتے تھے:

((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ.)) ❸

''بہت پاکیزگی والا، نہایت مقدس ہے تمام فرشتوں اور روح (جبریل علیہ السلام) کا رب۔''

(٦) ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى وَبِحَمْدِهِ.)) ❹

''سب سے بلند رب پاک ہے، اور ان سب سے بزرگ و برتر ہے۔''

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۱۰۸۴.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۱۰۹۰.

❸ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰة، رقم: ۸۴۷.

❹ سنن ابو داؤد، ابواب الرکوع والسجود، رقم: ۸۷۰۔ صحیح مسلم، رقم: ۴۸۴.

(۷) ((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.)) [1]

''اے اللہ! تو (ہر عیب اور شراکت سے) پاک ہے اور اپنی حمد و ثناء کے ساتھ (بہت زیادہ بزرگی اور شان والا ہے) صرف تو ہی معبود برحق ہے۔''

(۸) سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ، وَأَتُوبُ إِلَيْكَ.)) [2]

(اے اللہ!) ''تو پاک ہے (ہر شراکت اور عیب سے) اور ہر قسم کے تعریف تیری ہے، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔''

(۹) ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ.)) [3]

''اے اللہ! تو پاک ہے، ہمارے رب! ہر قسم کی تعریف کے لائق تو ہی ہے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے، بے شک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود میں تین دفعہ یہ دعا پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ.)) [4]

''اللہ (شراکت اور ہر عیب سے) پاک ہے (ہم) اس کی تعریف کے ساتھ (اس کی پاکی بیان کرتے ہیں)۔''

(۱۱) ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ كُلِّهِ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۴۸۵۔ مسند ابو عوانۃ: ۲/ ۱۶۹۔ مسند احمد: ۶/ ۱۵۱۔ صفة صلاة النبی صلی اللہ علیه وسلم للألبانی، ص: ۱۴۷.

[2] معجم کبیر، للطبرانی: ۱/ ۷۲۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۲۰۴.

[3] مسند أحمد، رقم: ۳۶۸۳، ۳۷۴۵۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۲۰۸۴.

[4] سنن ابوداؤد، باب مقدار الرکوع والسجود، رقم: ۸۸۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

مِنِّی، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطَایَایَ وَعَمَدِیْ وَجَهْلِيْ وَهَزْلِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ.
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ
وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.)) ❶

''میرے رب! میری خطا، میری نادانی اور تمام معاملات میں میرے حد سے تجاوز کرنے میں میری مغفرت فرما، اور وہ گناہ بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت کر، میری خطاؤں میں، میرے بالارادہ اور بلا ارادہ کاموں اور میرے ہنسی مزاح کے کاموں میں اور یہ سب میری ہی طرف سے ہیں۔ اے اللہ! میری مغفرت کر ان کاموں میں جو میں کر چکا ہوں اور انھیں جو کروں گا اور جنھیں میں نے چھپایا، اور جنھیں ظاہر کیا، تو ہی سب سے پہلے ہے، اور تو ہی سب سے بعد میں ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

(۱۲) ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ.)) ❷

''اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے، جو میں چھپ چھپ کر یا سر عام کرتا ہوں۔''

(۱۳) محسن انسانیت ﷺ سجدے میں کہتے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا، وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا، وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا، وَعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا، وَعَنْ يَسَارِيْ نُوْرًا، وَفَوْقِيْ نُوْرًا، وَتَحْتِيْ نُوْرًا، وَأَمَامِيْ نُوْرًا، وَخَلْفِيْ نُوْرًا، وَعَظِّمْ لِيْ نُوْرًا.)) ❸

''اے اللہ! میرے دل، میری بصارت اور سماعت کو (ایمان کے نور سے)

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ۶۳۹۸، ۶۳۹۹۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۷۱۹۔ زاد المعاد: ۱/۲۲۶۔۲۲۷.

❷ مصنف ابن ابی شیبة: ۱۱۲/۱۲۔ مستدرك حاکم: ۲۲۱/۱ ۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے اور ذہبی نے اس پر ان کی موافقت کی ہے۔

❸ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب الدعاء في صلاة اللیل وقیامه، رقم: ۷۶۳.

منور فرما، میرے دائیں بائیں، اوپر نیچے، سامنے اور پیچھے (ہر طرف) نور پھیلا دے، اور میری (ہدایت کی) روشنی کو بڑھا دے۔''

رکوع وسجود میں امام سے جلدی کرنے کی ممانعت:

محمد بن زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم سے کوئی اس بات سے نہیں ڈرتا کہ جب وہ امام سے پہلے اپنا سر اٹھائے تو اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے۔ [1]

جلسہ اور اس کی مسنون دعائیں:

پھر ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے ہوئے سر اٹھائے، اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے، اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے، اور دونوں ہاتھ، دونوں رانوں اور گھٹنوں پر رکھے۔ [2] اور یہ دعا پڑھے:

(۱) ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَاجْبُرْنِيْ.)) [3]

''اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم کر، اور مجھے عافیت دے، اور مجھے رزق عطا فرما اور مجھے ہدایت دے اور میرے نقصان پورے کر۔''

(۲) سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان پڑھا کرتے تھے:

((رَبِّ اغْفِرْلِيْ، رَبِّ اغْفِرْلِيْ.)) [4]

---

[1] سنن دارمی، رقم: ۱۳۵۵۔ صحیح بخاری، رقم: ۶۹۱۔ صحیح مسلم، رقم: ۹۶۲.

[2] سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۷۳۰۔ سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ۳۰۴۔ سنن ابن ماجة، کتاب اقامة الصلاة، رقم: ۱۰۶۰۔ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، رقم: ۸۲۸.

[3] سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۸۵۰۔ سنن ترمذی، ابواب الصلاة، رقم: ۲۸۴۔ سنن ابن ماجة، رقم: ۸۹۸۔ مستدرك حاكم ۱/ ۲۶۲، ۱/ ۲۷۱۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے، اور ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے۔

[4] سنن ابو داؤد، ابواب الرکوع والسجود، رقم: ۸۷۴۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''اے میرے رب! مجھے بخش دے، اے میرے رب! مجھے بخش دے۔''

اس کے بعد'' اللّٰہ اکبر '' کہتے ہوئے دوسرا سجدہ کرے، اور اس میں بھی وہی سب کچھ کرے جو پہلے سجدہ میں کیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی پہلی رکعت پوری ہوگئی۔

پھر'' اللّٰہ اکبر ''کہتے ہوئے دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے۔

جلسۂ استراحت:

پہلی اور تیسری رکعت کے بعد دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے اُٹھنے سے پہلے ایک دفعہ اطمینان کے ساتھ بیٹھ جائیں، اور پھر ہاتھوں کا سہارا لے کر کھڑے ہوں۔ ❶

دوسری رکعت کے شروع میں سورۂ فاتحہ اور قرآن کی کچھ آیتیں پڑھے، پھر رکوع کرے، پھر رکوع سے سر اٹھائے اور دو سجدے ٹھیک اسی طرح کرے جیسے پہلی رکعت میں کیے تھے۔

تشہد:

دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد بالکل اسی طرح بیٹھ جائے جیسے دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھا تھا، پھر تشہد پڑھے، اور انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ کرے، انگلی کو اٹھائے رکھے، اور اسے ہلاتا رہے اور انگلی میں تھوڑا سا خم ہو۔ ❷ تشہد یہ ہے:

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.)) ❸

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٨٢٤.

❷ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ٥٧٩، ٥٨٠۔ سنن ابو داؤد، کتاب استفتاح الصلاة، رقم: ٧٢٦۔ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٧٣٩۔ صحیح ابن حبان: ١٨٢/٥، ١٨٤۔ صحیح ابن خزیمة، رقم: ٧١٦.

❸ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب التشهد في الآخرة، رقم: ٨٣١، ٨٣٥۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، رقم: ٤٠٢.

”ساری حمد و ثنا اور نمازیں اور پاکیزہ چیزیں (ساری زبانی قولی اور فعلی عبادتیں) اللہ کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت نازل ہو، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

دُرودشریف:

تشہد کے بعد درودِ پاک پڑھے۔ دُرودشریف کے مسنون الفاظ یہ ہیں:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.)) [1]

”اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر جیسے رحمت نازل کی تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر، بیشک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اور برکت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر، جیسے برکت نازل کی ابراہیم (علیہ السلام) پر اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر، بیشک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔“

دُرود کے بعد کی دعائیں:

اور اس کے بعد ”خواہ فرض نماز ہو یا نفل“ دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے جو دعا چاہے کرے۔ [2]

(ا) ((اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ،

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأنبیاء، رقم: ۳۳۷۰.

[2] سنن نسائی، کتاب التطبیق، رقم: ۱۱۶۳۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ.)) [1]

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے، اور قبر کے عذاب سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے، اور مسیح دجال کے فتنہ سے۔''

(۲) ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ، فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.)) [2]

''اے اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا، پس مجھے اپنی خاص مغفرت سے بخش دے، اور مجھ پر رحم کر۔ یقیناً تو ہی بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔''

(۳) ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.)) [3]

''اے اللہ! مجھے بخش دے جو میں نے پہلے کیا اور جو پیچھے کیا۔ جو میں نے چھپا کر کیا اور جو میں نے علانیہ کیا۔ جو میں نے زیادتی کی اور جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی مقدم کرنے والا ہے (اپنی اطاعت کے ساتھ جسے چاہے) اور تو ہی مؤخر کرنے والا ہے (جسے چاہے اس کی نافرمانی کی وجہ سے) تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

(۴) ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۵۸۸۔ [2] صحیح البخاری، کتاب الاذان، رقم: ۸۳۴۔

[3] صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، رقم: ۱۸۱۲۔

وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .)) ❶

''اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں بزدلی سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ نکمی عمر کی طرف لوٹایا جاؤں، میں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

(۵) ((اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيِنِي مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِي. أَللّٰهُمَّ وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ، وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ. وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى ، وَأَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَنْفَدُ وَأَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ ، وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ وَأَسْأَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ ، وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَاءِكَ فِي غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ ، أَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِينَةِ الْإِيمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِينَ.)) ❷

''اے اللہ! میں تیرے غیب جاننے اور مخلوق پر قدرت رکھنے کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک زندگی عطا کیے رکھ جب تک تو زندگی کو میرے لیے بہتر جانتا ہے اور مجھے اس وقت فوت کرنا جب تو وفات کو میرے لیے بہتر جانے۔ اے اللہ! میں تجھ سے غائب (تنہائی میں) اور حاضر (سب کے سامنے) ہونے کی حالت میں تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے راضی اور غصے والی ہر دو حالتوں میں کلمہ حق (کہنے) کا سوال کرتا ہوں (کہ اس کی مجھے توفیق دیے رکھنا) اور میں تجھ سے غریبی اور امیری ہر دو حالتوں میں

❶ صحیح البخاری، کتاب الدعوات، رقم: ٦٣٧٠.

❷ سنن النسائی، کتاب السهو، رقم: ١٣٠٦ ۔ الكلم الطيّب، لشيخ الإسلام ابن تيميه رحمه الله، رقم: ١٠٤ ۔ عبدالقادر الارناؤوط نے اسے ''جیّد الاسناد'' قرار دیا ہے۔

میانہ روی (کی توفیق) کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے ایسی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو ختم نہ ہو۔ اور میں تجھ سے آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور میں تجھ سے تیرے فیصلے پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے موت کے بعد والی ''زندگی کی ٹھنڈک'' کا سوال کرتا ہوں۔ اور اے اللہ! میں تجھ سے تیرے (پر جلال) چہرے کی طرف دیکھنے کی لذت کا سوال کرتا ہوں۔ اور (اسی طرح) تجھ سے ملاقات کے شوق کا میں سوال کرتا ہوں جو کسی تکلیف دہ مصیبت اور گمراہ کن فتنے کے بغیر ہو۔ اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما (جو دل کی گہرائیوں اور اعمال صالحہ کی پنہائیوں کے ساتھ لذت کا ذریعہ بنے) اور ہمیں (لوگوں کو) رہنمائی دینے والے اور (خود) ہدایت (صراط مستقیم) پانے والے بنا دے۔''

(٦) ((أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ! بِأَنَّكَ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ. أَنْ تَغْفِرَلِي ذُنُوبِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.))

''اے اللہ! بلاشبہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے اللہ کہ تو واحد، اکیلا اور بے نیاز ذات ہے کہ جس نے نہ کسی کو جنا ہے (تو کسی کا باپ نہیں) اور نہ تو کسی کا جنا ہوا (بیٹا) ہے، اور (تو وہ ہستی ہے کہ) اس کا برابر والا (جوڑ کا) کوئی نہیں ہے۔ یہ کہ تو میرے گناہ بخش دے (سب کے سب) یقیناً تو ہی بخشنے والا، بے حد مہربان ہے۔''

فضیلت:

نبی ﷺ نے ایک شخص کو تشہد میں یہ دعا مانگتے سنا تو تین بار فرمایا: ((قَدْ غُفِرَ لَهُ .)) [1]

---

[1] سنن النسائی، کتاب السهو، رقم : ١٣٠٢۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن النسائی میں درج فرمایا ہے۔ سنن أبی داؤد، رقم : ٩٨٥۔

(۷) ((أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! يَاحَيُّ يَاقَيُّومُ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُبِكَ مِنَ النَّارِ.)) ❶

''اے اللہ! میں تجھ سے اس بات کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ حمد (وثناء) تیرے ہی لیے ہے۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ بے حد احسان کرنے والا، تمام آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے اے بزرگی اور عزت والے رب! اے زندہ اور ہمیشہ رہنے والے (اللہ)! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

سلام:

پھر ''السلام علیکم ورحمته اللّٰه'' کہتا ہوا داہنی طرف، اور پھر اسی طرح بائیں طرف سے سلام پھیر دے۔ ❷

لیکن اگر تین تین رکعت والی نماز مغرب ہو، یا چار رکعت والی نماز ظہر یا عصر یا عشاء ہو تو تشہد کے بعد ''اللّٰہ اکبر'' کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور رفع الیدین کرے، اور صرف سورۂ فاتحہ پڑھے، پھر اسی طرح رکوع اور سجدے کرے جس طرح پہلی دونوں رکعتوں میں کیے تھے، اور اسی طرح چوتھی رکعت بھی مکمل کرے، البتہ اس مرتبہ تشہد میں تو رک کرے، یعنی دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور اس کے نیچے سے بایاں پاؤں نکال کر کولھے پر بیٹھے، ❸ پھر مغرب کی تیسری رکعت اور ظہر اور عصر اور عشاء کی نماز میں چوتھی رکعت کے بعد تشہد اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے، اور پھر دعا مانگے، پھر

---

❶ سنن النسائی، کتاب السهو، رقم : ١٣٠١۔ سنن ابن ماجه، رقم : ٩١٠۔ سنن ابی داؤد، رقم : ٧٩٢۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابو داؤد، ابواب الرکوع والسجود، رقم: ٩٦۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ابوداؤد، رقم: ٧٣٠۔ صحیح ابن حبان: ٨٢/٥، ١٨٤۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

دائیں اور بائیں طرف سلام پھیر دے، اور اس کے ساتھ ہی نماز مکمل ہوگئی۔

ذکر کی فضیلت:

ذاکرین کے لیے اللہ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرعد: ٢٨)

''آگاہ رہیے کہ اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔''

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے رب کو یاد کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ جیسی ہے۔'' [1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿٤١﴾﴾ (الاحزاب: ٤١)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو بہت ہی کثرت سے یاد کرو۔''

اور مزید فرمایا:

﴿وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٣٥﴾﴾ (الاحزاب: ٣٥)

''اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔''

نماز کے بعد مسنون اذکار:

نمازی کے لیے سلام پھیرنے کے بعد اونچی آواز سے ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) کہنا چاہیے، پھر وہ تین مرتبہ، ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰه)) کہے۔ اور پھر یہ دعائیں پڑھنا مسنون ہیں۔ [2]

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الدعوات، رقم: ٦٣٠٨.

[2] صحيح بخاری، كتاب الأذان، باب الذكر بعد الصلاة، رقم: ٨٤١، ٨٤٢۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب الذكر بعد الدعاء، رقم: ٥٨٣.

(۱) ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.)) [1]

''اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھ سے ہی سلامتی حاصل ہوتی ہے، تو بڑا ہی بابرکت ہے اے عظمت و بزرگی والے۔''

(۲) ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.)) [2]

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جو کچھ تو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں، اور جو تو روک لے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے فائدہ نہ دے گی۔''

(۳) سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جب تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ) ہر (فرض) نماز کے بعد یہ (دُعا) پڑھنا نہ چھوڑنا:

((رَبِّ أَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)) [3]

''اے میرے رب! ذکر کرنے، شکر کرنے اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد کر۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، رقم: ۱۳۳٤.

[2] صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۳۳۸٤.

[3] سنن النسائی الکبریٰ، کتاب الصلاۃ، رقم: ۱۲۲٦۔ مستدرک حاکم: ۲۷۳/۱ و ۲۷۳/۳، ۲۷٤۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے، اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

(۴) پھر تینتیس (۳۳) مرتبہ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ)) تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)) اور تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ)) کہے اور سو (۱۰۰) کی گنتی اس دعا سے پوری کرے:

((لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.)) [1]

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔''

(۵) ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھے، فجر اور مغرب کی نماز کے بعد ان تینوں سورتوں کا تین تین بار پڑھنا مستحب ہے۔ [2]

(۶) اسی طرح مغرب اور فجر کی نماز کے بعد مذکورہ اذکار کے بعد درج ذیل تسبیحات کا دس مرتبہ پڑھنا مستحب ہے:

((لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.))

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔''

(۷) اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ فجر سے سلام پھیرتے تو کہتے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ عِلْماً نَافِعًا وَرِزْقًا طَيِّبًا وَّ عَمَلًا مُتَقَبَّلًا)) [3]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، رقم: ۵۹۷.

[2] سنن ابو داؤد، ابواب الوتر، باب في الإستغفار، رقم: ۱۵۲۳۔ مستدرك حاكم: ۱/ ۲۵۳۔ صحيح ابن حبان، رقم: ۲۳۴۷، حاکم اور ابن حبان نے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] سنن ابن ماجة، كتاب اقامة الصلوٰت والسنة فيها، رقم: ۹۲۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، پاکیزہ رزق اور شرفِ قبولیت حاصل کرنے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔''

واضح رہے کہ مذکورہ اذکار وتسبیحات کا پڑھنا مستحب ہے، اوران کے علاوہ بھی مسنون اذکار ہیں۔

صبح وشام کے اذکار:

صبح کے اذکار فجر کے بعد اور شام کے اذکار مغرب سے پہلے یا بعد میں کیے جا سکتے ہیں۔

(۱) آیۃ الکرسی پڑھنے والا جنات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (صبح وشام ایک ایک مرتبہ) [1]

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾﴾

(البقرة: ۲۵۵)

(۲) مندرجہ ذیل سورتوں کی تلاوت ہر چیز سے کافی ہو جاتی ہے۔ [2] (صبح وشام تین تین مرتبہ)

سُوْرَةُ الْاِخْلَاص

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾﴾

سُوْرَةُ الْفَلَق

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ

---

[1] السنن الكبرىٰ، للنسائى، رقم: ۹۹۲۸- كتاب الدعاء، للطبرانى، رقم: ۶۷۵- صحيح الترغيب والترهيب: ۱/ ۲۷۳..

[2] سنن ابو داؤد، باب في الإستغفار، رقم: ۱۵۲۳- صحيح سنن الترمذى: ۳/ ۱۸۲.

غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾﴾

سُوْرَۃُ النَّاس

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾﴾

(۳) جو شخص (دن میں) سو مرتبہ مندرجہ ذیل کلمات پڑھ لے اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔ سو نیکیاں لکھی جائیں گی سو برائیاں مٹائی جائیں گی، اور اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ رہے گا۔ (صبح وشام ایک مرتبہ اور دس مرتبہ پڑھنا بھی درست ہے۔)

((لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.)) [1]

''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اور اسی کی حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

(۴) مندرجہ ذیل کلمات پڑھنے والے سے افضل کسی کا عمل نہیں ہوگا، اور اس کے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (صبح وشام سو مرتبہ)

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ.)) [2]

''اللہ پاک ہے، اور اس کی تعریف کے ساتھ۔ (میں اس کی تسبیح کرتا ہوں)''

(۵) یہ دعا پڑھنے والے کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ نیز اسے اچانک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ (صبح وشام تین تین مرتبہ)

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب: ٦٤۔ صحیح سنن ابن ماجه: ٢/ ٣٣١۔ صحیح الترغیب والترهیب: ١/ ٢٧٢.

[2] صحیح مسلم: ٤/ ٢٠٦٧١.

((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.)) ❶

''(شروع) اللہ کے نام کے ساتھ کہ جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی، اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔''

(٦) یہ دعا پڑھنے والے کو زہریلے جانور کا ڈنگ نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (شام تین مرتبہ)

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.)) ❷

''میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔''

(٧) ((اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ. اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، أَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ.)) ❸

(صبح وشام تین تین مرتبہ)

''اے اللہ! میرے بدن میں مجھے عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! میری سماعت میں مجھے عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! میری نظر میں مجھے عافیت عطا فرما۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ اے اللہ! بلاشبہ میں کفر اور فقر سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔ اے اللہ! بلاشبہ میں عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔''

(٨) ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ.)) ❹ (ستر سے سو مرتبہ روزانہ)

''میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں، اور اس کی طرف توبہ (رجوع) کرتا ہوں۔''

(٩) یہ کلمات کہنا صبح کی نماز سے اشراق تک مسلسل ذکر کرنے سے زیادہ وزنی ہیں۔ ❺

---

❶ صحیح سنن الترمذی: ٣/ ١٤١۔ صحیح سنن ابو داؤد: ٣/ ٩٥٨.

❷ صحیح الترمذی: ٣/ ١٨٧.

❸ صحیح ابو داؤد: ٣/ ٩٥٩.

❹ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ٦٣٠٧.

❺ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ٢٧٢٧.

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضٰى نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ.)) (صبح تین مرتبہ)

''اللہ پاک ہے اور اپنی تعریف کے ساتھ ہے۔ اپنی مخلوق کی گنتی کے برابر، اور اپنے نفس کی رضا کے برابر، اور اپنے عرش کے وزن کے برابر، اور اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر۔''

(۱۰) ((اَصْبَحْنَا (اَمْسَيْنَا) عَلٰى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ وَعَلٰى كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلٰى مِلَّةِ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ.)) [1] (صبح وشام ایک ایک مرتبہ)

''ہم نے صبح (شام) کی فطرت اسلام اور کلمہ اخلاص پر، اور اپنے نبی محمد ﷺ کے دین اور اپنے باپ ابراہیم حنیف مسلم کی ملّت پر اور وہ مشرک نہیں تھے۔''

(۱۱) ((اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا (بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا) وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَإِلَيْكَ النُّشُوْرُ.)) [2] (صبح وشام ایک مرتبہ)

''اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کی، اور تیرے نام کے ساتھ ہم نے شام کی، (تیرے نام کے ساتھ ہم نے شام کی، اور تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کی) اور تیرے نام ہی کے ساتھ ہم زندہ ہیں، اور تیرے ہی نام کے ساتھ ہم مریں گے اور تیری طرف ہی اُٹھ کر جانا ہے۔''

(۱۲) ((اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ (أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى) الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ (هٰذِهِ اللَّيْلَةِ) وَخَيْرَ مَا بَعْدَهُ (مَا بَعْدَهَا) وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ (هٰذِهِ اللَّيْلَةِ)

---

[1] صحيح الجامع الصغير: ١/ ٢٠٩.

[2] صحيح سنن الترمذی: ٣/ ١٤٢.

وَشَرِّ مَا بَعْدَهُ (مَا بَعْدَهَا) رَبِّ أَعُوذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ، رَبِّ أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ)) ❶

(صبح وشام ایک مرتبہ)

''ہم نے صبح (شام) کی اور اللہ کے ملک نے صبح (شام) کی اور تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک ہے، اور اسی کے لیے حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے میرے رب! اس دن میں (رات) جو خیر ہے اور جو اس کے بعد میں خیر ہے میں تجھ سے اس کا سوال کرتا ہوں، اور اس دن (رات) کے شر سے اور اس کے بعد والے کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے رب! میں سستی اور بڑھاپے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے رب! میں آگ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

(۱۳) ((يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ.)) ❷ (صبح وشام ایک ایک مرتبہ)

''اے زندہ رہنے والے اے قائم رہنے والے! میں تیری ہی رحمت سے فریاد کرتا ہوں۔ میرے تمام کام درست کردے، اور ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کرنا۔''

(۱۴) ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَأَهْلِيْ وَمَا لِيْ. اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِيْ. اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَأَعُوذُ

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۷۲۳.

❷ صحیح الترغیب والترهیب: ۱/ ۲۷۳.

بِعَظْمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ .)) [1] (صبح وشام ایک ایک مرتبہ)

''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں اپنے دین، اپنی دنیا، اپنے اہل وعیال اور اپنے مال میں تجھ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میری پردے والی چیزوں پر پردہ ڈال دے اور میری گھبراہٹوں کو امن میں رکھ۔ اے اللہ! میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میری دائیں طرف سے، میری بائیں طرف سے اور میرے اوپر سے میری حفاظت کر۔ اس بات سے میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ اچانک اپنے نیچے سے ہلاک کردیا جاؤں۔''

(۱۵) جو شخص صبح (یا دن) کے وقت یقین سے سیّد الاستغفار پڑھے، اور شام سے پہلے فوت ہوجائے وہ جنتی ہوگا، اور اسی طرح جو شام (یا رات) کو پڑھے، اور صبح سے پہلے فوت ہوجائے وہ بھی جنتی ہے:

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ، مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ، فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ .)) [2] (صبح وشام ایک ایک بار)

''اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، اور میں تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں جس قدر میں طاقت رکھتا ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اپنے آپ پر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں، اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی

---

[1] صحیح سنن ابوداؤد: ۳/ ۹۵۷.

[2] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ٦٣٠٦.

گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔"

(۱۶) ((اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّآ اِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ. أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ.)) ❶ (صبح وشام ایک ایک بار)

"اے اللہ! اے غیب اور حاضر کو جاننے والے، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے۔"

(۱۷) درود (صلوٰۃ) پڑھنے والے کو امام المتقین، شفیع المذنبین، محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ ❷



❶ صحیح سنن الترمذی: ۳/ ۱۴۲.

❷ صحیح الترغیب والترھیب: ۱/ ۲۷۳.

باب نمبر 5

متفرق نمازیں اوران کے فضائل ومسائل

مؤکدہ سنت رکعات کے دلائل وفضائل:

ہر مسلمان مرد وعورت کے لیے حالت حضر میں بارہ رکعتوں کی ادائیگی مسنون ہے، جو اس طرح ہیں:

چار رکعتیں ظہر سے پہلے، دو رکعتیں ظہر کے بعد، دو رکعتیں مغرب کے بعد، دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر سے پہلے۔ ام المؤمنین سیّدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جو بھی مسلمان ہر دن بارہ رکعتیں اللہ کے فرض کے علاوہ نفل پڑھے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں محل تعمیر فرماتا ہے، یا فرمایا: اس کے لیے جنت میں محل تعمیر کیا جاتا ہے۔“ [1]

حالت سفر میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ظہر، مغرب اور عشاء کی سنتوں کو ترک کر دیتے تھے، لیکن فجر کی سنت اور نمازِ وتر کو پابندی سے ادا فرماتے تھے، اور ہمارے لیے رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی اسوۂ حسنہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

”رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذاتِ گرامی تمہارے لیے اچھا نمونہ ہے۔“

اور خود ہادی اعظم احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۲۹۔ سنن ترمذی، ابواب الصلاۃ، رقم: ۴۱۵.

((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّيْ .)) [1]

''تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔''

نمازِ چاشت، نمازِ اشراق، صلاۃ الاوابین:

یہ تینوں ایک ہی نماز کے نام ہیں، نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود نماز چاشت کو ''صلاۃ الاوبین'' (یعنی بہت زیادہ رجوع کرنے والوں کی نماز) قرار دیا ہے۔ [2]

فضیلت:

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر آدمی کے (۳۶۰ جوڑوں میں سے) ہر جوڑ پر (ہر) صبح کو ایک صدقہ (ضروری) ہے۔ پس ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کہنا صدقہ ہے۔ ''لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کہنا صدقہ ہے۔ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہنا صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور بُرائی سے منع کرنا صدقہ ہے، اور ان سب کاموں سے دو رکعتیں کافی ہو جاتی ہیں جو انسان چاشت کے وقت پڑھے۔ [3]

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((يَا ابْنَ آدَمَ! اِرْكَعْ لِيْ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ ، اَكْفِكَ آخِرَهُ .)) [4]

''اے ابن آدم! (اگر) تو دن کے ابتداء میں میرے لیے چار رکعت نماز پڑھے گا تو دن کے آخری وقت میں میں تجھے کفایت کروں گا۔''

نمازِ تسبیح:

چار رکعات پر مشتمل مخصوص اذکار اور طریقہ کار کے ساتھ ادا کی جانے والی نماز کو

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٦٣١۔ شرح السنة: ٢٩٦/٢.

[2] صحیح ابن خزیمہ، رقم: ١٢٢٤۔ مستدرك حاكم، رقم: ٣١٤١۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ١٦٧١.

[4] سنن ترمذی، کتاب الوتر، رقم: ٤٧٥۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''صلاۃ التسبیح'' کہا جاتا ہے۔ ہم حدیث مبارکہ کا مفہوم پیش کرتے ہیں:

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے میرے چچا جان! کیا میں آپ کے لیے ایسے عظیم عمل کی نشان دہی کروں، جس کے ذریعے آپ کے دس قسم کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ یعنی: اگلے پچھلے، قدیم وجدید، دانستہ و نادانستہ، صغیرہ وکبیرہ اور مخفی و ظاہری۔ عمل یہ ہے کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کسی دوسری سورت کی تلاوت کریں، جب آپ پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہوں تو قیام کی حالت میں پندرہ (۱۵) دفعہ یہ کلمات کہیں:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ))

پھر رکوع میں دس (۱۰) مرتبہ، رکوع سے اُٹھ کر قیام میں دس (۱۰) مرتبہ، پہلے سجدے میں دس (۱۰) مرتبہ، دو سجدوں کے درمیانے جلسے میں دس (۱۰) مرتبہ، دوسرے سجدے میں دس (۱۰) مرتبہ، اور دوسرے سجدے کے بعد جلسہ استراحت میں دس (۱۰) مرتبہ یہ کلمات پڑھیں۔ یعنی ایک رکعت میں پچھتّر (۷۵) مرتبہ یہ کلمات دوہرانے ہیں اور ہر رکعت میں یہی عمل کر کے چار رکعات نماز میں تین سو (۳۰۰) کی گنتی پوری کرنی ہے۔

چچا جان! اگر آپ ہر روز یہ عمل کر سکتے ہیں تو کریں، وگرنہ ایک ہفتے میں، نہیں تو ایک ماہ میں۔ اگر ایسے بھی نہ کر سکیں تو ایک سال میں ایک دفعہ کر لیا کریں، وگرنہ پھر زندگی میں ہی ایک دفعہ کر لیں۔'' [1]

---

[1] سنن ابوداؤد، باب صلاة التسبیح، رقم: ۱۲۹۷۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۳۸۶، ۱۳۸۷۔ مستدرك حاكم: ۳۱۸/۱۔ صحیح ابن خزیمه، رقم: ۱۲۱۶۔ سنن الكبرىٰ للبیهقی: ۵۱/۳۔ جزء القرأة للبخاری، رقم: ۱۱۹۔ كنز العمال، رقم: ۲۰۴۶۔ صحیح الترغیب والترهیب، رقم: ۶۷۸۔ المشكوٰة، رقم: ۱۳۲۸، ۱۳۶۹، ابن خزیمہ، حاکم اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' جبکہ مولا محمد علی جانباز مرحوم نے اسے ''حسن لغیرہ'' قرار دیا ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں: اسحاق بن راھویہ نے اس کی سند کو قوی قرار دیا ہے۔ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: اس حدیث سے تبع تابعین کے کئی ائمہ نے استدلال کیا ہے، اور ہمارے دور تک لوگ اس پر مواظبت کرتے چلے آئے ہیں، اور اس کی تعلیم کو عام کرتے رہے ہیں، اُن ائمہ میں سے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ بھی ہیں۔

نمازِ استخارہ:

جب مسلمان کو تجارت، نکاح، کام (Job)، عصری تعلیم وغیرہ جیسے دنیاوی معاملات کے لیے کوئی درست راہ معلوم نہ ہو رہی ہو، یا وہ ان کے بارے میں متردد ہو تو دو رکعت نفل نماز ادا کر کے مخصوص دعا کرنا نمازِ استخارہ کہلاتا ہے۔

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآنِ مجید کی طرح استخارہ کی تعلیم دیتے اور فرماتے: ''جب تم لوگ کسی کام کا ارادہ کرو تو دو رکعت نماز جو فرائض کے علاوہ ہو، پڑھو اور پھر یہ دُعا کرو:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ . اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ .)) [1]

تنبیہ :...... آدمی اس دعا میں ''ھٰذَا الْاَمْرَ'' کے الفاظ کی جگہ اپنی حاجت کا نام لے، مثلاً ''ھٰذَا التِّجَارَةَ'' یا ''ھٰذَا الْعِلْمَ'' وغیرہ۔

''اے اللہ! میں تجھ سے خیر و بھلائی طلب کرتا ہوں تیرے علم کے ذریعے اور تجھ سے تیرے اور تجھ سے طاقت مانگتا ہوں تیری طاقت کے ذریعے اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ تو طاقت رکھتا ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا، اور تو جانتا ہے، میں نہیں جانتا اور تو تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ میرا کام (متعلقہ کام کا نام لے کر) میرے لیے،

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارہ، رقم: ٦٣٨٢.

میرے دین، میرے معاش اور میرے انجام کار میں بہتر ہے تو تو اس کو میرے مقدر میں کر دے اور میرے لیے آسان فرما دے، پھر میرے لیے اس میں برکت ڈال دے۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (متعلقہ کام کا نام لے کر) میرے لیے، میرے دین، میرے معاش اور میرے انجام کار میں بُرا ہے تو تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے اور خیر و بھلائی کو میرے مقدر میں کر دے، وہ جہاں بھی ہو اور پھر مجھے اس کے ساتھ راضی بھی کر دے۔''

نوٹ :...... مسلمان کو چاہیے کہ وہ استخارہ کرنے کے بعد اپنے معاملات میں ازسرنو غور و فکر کرے اور جس صورت پر انشراح صدر ہو یا جو آسان معلوم ہو رہی ہو، اسے اختیار کرے۔ ان شاء اللہ اس میں خیر و برکت ہوگی۔

نمازِ توبہ:

کسی خاص گناہ کے سرزد ہونے پر یہ عام گناہوں سے توبہ کرنے کی نیت سے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی طلب کی جائے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب آدمی سے گناہ ہو جاتا ہے اور وہ (اس کے ازالہ کے لیے) وضو کر کے نماز پڑھتا ہے، اور پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دیتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی:

﴿وَ الَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (آل عمران: ١٣٥)

''اور جب ان سے کوئی بدکاری ہو جاتی ہے، یا اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں،

اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کرسکتا ہے، اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔'' ❶

سجدۂ شکر:

کسی نعمت کے حاصل ہونے پر یا خوشی کے موقع پر سجدۂ شکر ادا کرنا مسنون ہے، چنانچہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَتَاهُ اَمْرٌ یَسُرُّهُ أَوْ یُسَرُّ بِهٖ خَرَّ سَاجِدًا شُکْرًا لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی.)) ❷

''یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ایسی خبر آتی جس سے آپ خوش ہوتے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں گر پڑتے۔''

سجدۂ تلاوت:

نماز میں یا غیر نماز میں قرآن مجید کی سجدہ والی آیت تلاوت کرنے یا سننے پر سجدہ کرنا چاہیے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقْرَأُ عَلَیْنَا السُّوْرَةَ فِیْهَا السَّجْدَةُ فَیَسْجُدُ وَیَسْجُدُ.)) ❸

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے کوئی سجدہ والی سورت پڑھتے تو سجدہ کرتے اور ہم بھی سجدہ کرتے۔''

سجدۂ تلاوت کی دعائیں:

(ا)...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی آیت تلاوت کرتے اور سجدۂ تلاوت میں یہ پڑھتے:

❶ سنن ابوداؤد، باب فی الاستغفار، رقم: ۱۵۲۱۔ سنن ترمذی، ابواب الصلاۃ، رقم: ۴۰۶۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۳۹۵۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح حسن'' کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجه، باب ما جاء فی الصلاة والسجدة عند الشکر، رقم: ۱۳۹۴۔ ارواء الغلیل، رقم: ۴۷۴۔ صحیح ابوداؤد، رقم: ۲۴۷۹.

❸ صحیح بخاری، کتاب سجود القرآن، رقم: ۱۰۷۵.

((سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ .)) ❶

''میرے چہرے نے اس ہستی کو سجدہ کیا جس نے اپنی قدرت و طاقت سے اسے بنایا۔ کان بنائے۔ آنکھیں بنائیں۔ اللہ سب سے بہتر تخلیق کرنے والا ہے، بہت بابرکت ہے۔''

(۲)...... ((اَللّٰهُمَّ اُكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا ، وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاؤُدَ .)) ❷

''اے اللہ! اس سجدہ کی وجہ سے میرے لیے اپنے پاس ثواب لکھ، اور اس کی وجہ سے مجھ سے گناہوں کا بوجھ اتار دے، اور اسے میرے لیے اپنے ہاں ذخیرہ بنادے اور اس سجدے کو میری طرف سے قبول فرما، جس طرح تو نے اپنے بندے داؤد (علیہ السلام) سے قبول فرمایا۔''

نمازِ عیدین:

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر طلوعِ آفتاب کے بعد کھلے میدان میں پڑھی جانے والی نماز کو ''صلاۃ العیدین'' کہا جاتا ہے۔ دو رکعت نماز جہری قراءت کے ساتھ باجماعت ادا کی جائے، پہلی اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے بالترتیب سات اور پانچ تکبیرات کہی جائیں، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں حدیث مروی ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی نمازِ عیدین میں بارہ بارہ تکبیرات کہتے تھے۔ ❸

❶ مستدرك حاكم: ۱/ ۲۲۰۔ سنن ابوداؤد، ابواب السجود، رقم: ۱۴۱۴۔ حاکم، ذہبی اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، کتاب الجمعة، باب ما جاء ما يقول فی سجود القرآن، رقم: ۵۷۹۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۰۵۳۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❸ مؤطا مالك ، كتاب الصلاة ، باب ما جاء فی التكبير والقراء ة في صلاة العيدين ، رقم: ۹ ۔ مصنف ابن ابی شيبة : ۲/ ۷۹۔ سنن الکبریٰ للبيهقی : ۳/ ۲۸۸۔ امام بیہقی نے کہا: ''إسناده صحيح.''

نمازِ استسقاء:

قحط سالی کے موقع پر بارانِ رحمت طلب کرنے کے لیے نمازِ استسقاء ادا کی جاتی ہے۔

طریقہ نماز:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قحط سالی کا شکوہ کیا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مقررہ دن میں میدان کی طرف نکلے اور منبر پر بیٹھ کر وعظ ونصیحت کی اور ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی، پھر لوگوں کی جانب پشت کر کے کھڑے ہو گئے اور چادر کو اُلٹ پلٹ کیا۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور منبر سے اُتر کر دو رکعت نماز پڑھائی۔ [1]

بارانِ رحمت طلب کرنے کے لیے مسنون دُعائیں:

۱۔ ((اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا ، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا ، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا)) [2]

''اے اللہ! ہمیں پلا، اے اللہ ہمیں پلا، اے اللہ ہمیں سیراب کر دے۔''

۲۔ ((اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ ، عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ)) [3]

''اے اللہ! ہمیں بارش عنایت فرما، از حد مفید، مددگار، بہترین انجام والی، جو شادابی لائے، نفع آور ہو، کسی ضرر کا باعث نہ بنے، جلدی آئے اور دیر نہ کرے۔''

۳۔ ((اَللّٰهُمَّ) اسْقِ عِبَادَكَ ، وَبَهَائِمَكَ ، وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ)) [4]

''اے اللہ! اپنے بندوں اور اپنے جانوروں کو پانی پلا۔ اپنی رحمت عام کر دے

---

[1] سنن ابو داؤد، باب رفع الیدین فی الإستسقاء، رقم: ۱۱۷۳۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، رقم: ۱۰۱۳.

[3] سنن ابوداؤد، باب رفع الیدین في الاستسقاء، رقم: ۱۱۶۹۔صحیح ابن خزیمه، رقم: ۱۴۱۶۔ مستدرك حاكم: ۲۲۷/۱۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[4] سنن ابوداؤد، باب رفع الیدین في الإستسقاء، رقم: ۱۱۷۶۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

اور اپنی خشک زمین کو تر و تازہ کر دے۔''

نمازِ تہجد کی فضیلت:

نماز پنجگانہ کے علاوہ اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کو نمازِ تہجد کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ نماز آپ ﷺ پر اس لیے لازم قرار دی گئی تھی، تاکہ آپ کے درجات بلند ہوں، ورنہ آپ کے تو اگلے پچھلے سبھی گناہ معاف کر دیے گئے تھے۔ جیسا کہ ارشادِ رب العالمین ہے:

﴿ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ ﴾ (الفتح : ۲)

''اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سبھی گناہ معاف کر دیے ہیں۔''

دیگر مسلمانوں کے لیے یہ نماز مستحب ہے۔ اور بڑی فضیلت والی نماز ہے۔

﴿ وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝۷۹ ﴾ (بنی اسرائیل : ۷۹)

''اور رات کو تہجد ادا کیجیے یہ آپ کے لیے زائد ہے، ممکن ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کرے۔''

﴿ وَ تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝۲۱۹ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۲۲۰ ﴾

(الشعراء : ۲۱۹، ۲۲۰)

''اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان آپ کی حرکات کو بھی، یقیناً وہ سب سننے اور جاننے والا ہے۔''

﴿ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۹ ﴾ (الزمر : ۹)

''کیا (یہ بہتر ہے) یا جو رات کے اوقات قیام و سجدہ میں عبادت کرتے گزارتا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کا اُمیدوار؟ ان سے پوچھیے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ مگر ان باتوں

سے سبق وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہیں۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے جو کسی مسلمان کو مل جائے، اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے، اور ایسا ہر رات کو ہوتا ہے۔ ❶

مزید برآں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میرے پاس جبرئیل آئے اور کہنے لگے: اے محمد! خواہ کتنا ہی آپ زندہ رہیں آخر ایک دن مرنا ہے، اور جس سے چاہیں کتنی ہی محبت کریں آخر ایک دن جدا ہو جانا ہے، اور آپ جیسا بھی عمل کریں اس کا بدلہ ضرور ملنا ہے اور اس میں کوئی تردد نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد کی نماز میں ہے اور مومن کی عزت لوگوں (کے مال) سے استغناء (برتنے) میں ہے۔'' ❷

سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوْا السَّلَامَ ، وَاَطْعِمُوْا الطَّعَامَ ، وَصِلُوْا الْاَرْحَامَ ، وَصَلُّوْا بِالَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)) ❸

''اے لوگو! آپس میں کثرت سے سلام کرو، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، رات کو نماز پڑھو جب کہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں، اور جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔''

اک روز مومنو تمہیں مرنا ضرور ہے
پڑھتے رہو نماز یہ قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''نماز تہجد حفظ صحت کے اسباب میں سے سب سے زیادہ نفع بخش، کئی ایک دیرپا بیماریوں کو بہت زیادہ روکنے والی، اور جسم، روح اور دل کے

---

❶ صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، رقم: ٧٥٧.

❷ مستدرك حاکم: ٣٢٤/٤، ٣٢٥۔ امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے ''صحیح'' اور منذری نے ''حسن'' کہا ہے۔

❸ سنن ترمذی، کتاب صفة القیامة، رقم: ٢٤٨٥۔ سنن ابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب اطعام الطعام، رقم: ٣٢٥١ واللفظ له۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

لیے بہت زیادہ نشاط بخشنے والی ہوتی ہے۔“ ❶

ماہ رمضان میں قیام اللیل کی فضیلت:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❷

”جس شخص نے رمضان المبارک کا قیام ایمان اور ثواب سمجھ کر کیا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے۔“

سیّدنا عمرو بن مرہ الجہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَأَيْتَ إِنْ شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَصَلَّيْتُ الْخَمْسَ وَأَدَّيْتُ الزَّكٰوةَ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَقُمْتُهُ فَمِمَّنْ أَنَا؟ قَالَ: مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ .)) ❸

”ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اُس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! آپ مجھے بتائیں گے کہ اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، اور میں پانچ نمازیں ادا کروں، زکوٰۃ دوں، رمضان کے روزے رکھوں اور اس کا قیام کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ تو آپ نے فرمایا: صدیقین اور شہداء میں سے۔“

مذکورہ بالا احادیث سے پتا چلا کہ قیامِ رمضان کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ سابقہ گناہ معاف کر کے اپنے نیک بندوں، صدیقین اور شہداء میں اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ اپنی رحمت خاص کا نزول فرما کے ہمارا بھی حشر ان لوگوں کے ساتھ کر دے۔

❶ زاد المعاد: ۲۴۸/۴۔ ❷ صحیح بخاری، کتاب صلاۃ التراویح، رقم: ۲۰۰۹۔
❸ مسند بزار: ۱/ ۲۲، رقم: ۲۵۔ موارد الظمآن، رقم: ۱۹۔ ابن حبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

دعائے قنوت:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ ، وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ ، وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ ، وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَیْتَ ، وَقِنِیْ شَرَّمَا قَضَیْتَ ، إِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ ، وَإِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ [وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ] تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ .)) ❶

''اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں کے زمرے میں شامل فرما جنہیں تو نے ہدایت دی۔ اور مجھے اپنا دوست بنا کر ان لوگوں میں شامل کر دے جنہیں تو نے اپنا دوست بنایا، اور جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا اس میں برکت ڈال دے۔ اور جس شر کا تو نے فیصلہ کیا ہے مجھے اس سے محفوظ فرما۔ بے شک تو ہی فیصلہ صادر کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جا سکتا اور جس کا تو والی بنا وہ کبھی ذلیل و خوار نہیں ہوسکتا اور وہ شخص عزت نہیں پا سکتا جس سے تو دشمنی کرے۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند و بالا ہے۔''

محمد بن سیرین فرماتے ہیں، میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دُعائے قنوت کے بارے میں پوچھا (کہ کب مانگی جائے) تو انہوں نے کہا: ((قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوْعِ)) ❷ ''رسول اللہ ﷺ دعا قنوت رکوع سے قبل پڑھتے۔''

نمازِ خوف:

دشمن سے خوف کی حالت میں یا میدانِ جہاد میں جنگ کے دوران پڑھی جانے والی نماز کو ''صلاۃ الخوف'' کہتے ہیں۔

---

❶ سنن الکبریٰ بیهقی : ۲/ ۲۹۰۔ سنن ابوداؤد، باب القنوت في الوتر ، رقم: ۱۴۲۵ ۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجه ، کتاب إقامة الصلوٰة والسنة فیها ، رقم: ۱۱۸۴۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

دشمن کی صورتِ حال کو دیکھ کر یہ نماز مختلف طریقوں کے ساتھ مشروع ہے۔ تفصیل کے لیے کتب احادیث کا مطالعہ کریں۔

نمازِ کسوف یا خسوف:

ایسے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا کی، ہر رکعت میں دو دو رکوع کیے، اور ہر رکعت میں پہلے رکوع کے بعد پھر قراءت کی، اور دوسرے رکوع کے بعد سجدے کیے اور سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کو وعظ کیا۔ ❶

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہر رکعت میں تین تین رکوع ثابت ہیں۔ ❷

اور سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہر رکعت میں چار چار رکوع ثابت ہیں۔ ❸

نمازِ جمعہ کی اہمیت وفضیلت:

دین اسلام اجتماعیت کو پسند کرتا اور اس کی دعوت دیتا ہے، اور اختلاف و افتراق کو ناپسند کرتے ہوئے اس سے دُور رہنے کا حکم دیتا ہے، باہمی اُلفت ومحبت اور تعارف و اجتماعیت کی کوئی ایسی راہ نہیں ہے جس کی طرف اسلام نے بلایا یا اس کا حکم نہ دیا ہو۔

مسلمانوں کے لیے جمعہ عید کا دن ہے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں اور دنیاوی مشغولیات کو چھوڑ کر اللہ کے گھروں (مسجدوں) میں اکٹھے ہوتے ہیں تا کہ اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ نماز جمعہ ادا کریں۔ خطبہ جمعہ میں علماء اور خطباء کے ارشادات سنیں، جو کہ ایک طرح کا ہفتہ واری سبق اور درس ہے جس کے ذریعہ خطیب سامعین کو اکٹھا کر کے ان کے دلوں میں تازگی پیدا کرتا ہے، اور ان کے نفوس میں اللہ اور اس کے رسول، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت کی روح پھونکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ

❶ صحيح بخاری، كتاب الكسوف، رقم: ١٠٥٢ ـ صحيح مسلم، كتاب الكسوف، رقم: ٢١٠٩.
❷ صحيح مسلم، كتاب الكسوف، رقم: ٢١٠٠.
❸ صحيح مسلم، كتاب الكسوف، رقم: ٢١١٢.

فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

(الجمعة : ۹، ۱۰)

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف چل پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، اور جب نماز پوری کر لی جائے تو زمین میں پھیل جاؤ، اور اللہ کے فضل کی جستجو کرو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔''

نمازِ جمعہ ہر مسلمان مرد پر جو مقیم، عاقل، بالغ اور آزاد ہو، واجب ہے، خود رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس پابندی کے ساتھ اسے ادا فرمایا ہے اور اس کے چھوڑنے والے پر سخت ناراضگی ظاہر کی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

''خبردار! لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر یہ لوگ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔'' [1]

ایک اور حدیث میں پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص سستی و کاہلی میں تین جمعہ چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔'' [2]

نمازِ جمعہ دو رکعت ہے جسے مسلمان تمام مسلمانوں کے ساتھ باجماعت اپنے امام کی اقتداء میں ادا کرتا ہے۔ نمازِ جمعہ کے درست اور صحیح ہونے کے لیے اس نماز کا باجماعت پڑھنا ضروری ہے، جہاں مسلمان جمع ہوں اور امام خطبہ دے اور انہیں وعظ و نصیحت کرے۔ خطبہ کے دوران گفتگو کرنا حرام ہے، ایک روایت میں ہے:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب التعليظ فی ترك الجمعة، رقم: ۸۶۵.

[2] سنن ابو داؤد، ابواب الجمعة، رقم: ۱۰۵۲۔ صحیح سنن ترمذی، رقم: ۴۹۹: ۱/ ۲۸۰۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' اور علامہ البانی نے '' حسن صحیح '' کہا ہے۔

''اگر تم نے اپنے ساتھی سے خطبہ کے دوران یہ کہہ دیا کہ چپ رہ تو تم نے بھی لغو کام کیا۔'' ❶

نمازِ جنازہ:

مسلمان میت کی بخشش، مغفرت اور بلندئ درجات کے لیے مخصوص انداز میں پڑھی جانے والی نماز کو ''نمازِ جنازہ'' کہا جاتا ہے۔

فضیلت:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی نمازِ جنازہ پڑھنے تک میت کے ساتھ رہتا ہے، اسے ایک قیراط کا ثواب ملے گا، اور جو دفن کرنے تک رہتا ہے، اسے دو قیراط ثواب ملے گا۔ (اور) دو قیراط، دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہوتے ہیں۔'' ❷

مسنون دُعائیں

پہلی دُعا:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ جنازہ میں یہ دُعا پڑھتے:

((أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا ، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا ، وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا ، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا . أَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ . أَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ .)) ❸

''اے اللہ! ہمارے زندہ اور مردہ کو، حاضر اور غائب کو، چھوٹے اور بڑے کو،

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ٩٣٤۔ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، رقم: ٨٥١.

❷ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ٢١٨٩.

❸ سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، رقم: ٣٢٠١۔ سنن ترمذی، ابواب الجنائز، رقم: ١٠٢٤۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٤٩٧۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

مرد اور عورت کو بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھنا چاہے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جسے مارنا چاہے اسے ایمان پر موت دے۔ اے اللہ! ہمیں مرنے والے پر صبر کرنے کے ثواب سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں کسی آزمائش میں مبتلا نہ کر۔''

دُوسری دُعا:

((أَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ ، وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ، وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ)) [1]

''اے اللہ! اسے معاف فرما، اس پر رحم فرما، اسے عافیت بخش، اس سے درگزر فرما، اس کی بہترین مہمانی کر، اس کی قبر کشادہ فرما، اس کے گناہ پانی، اولوں اور برف سے دھو ڈال، اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے صاف کرتا ہے، اسے اس کے (دنیا والے) گھر سے بہتر گھر، (دنیا کے) لوگوں سے بہتر لوگ اور اس کی بیوی سے بہتر جوڑا عطا فرما۔ اسے بہشت میں داخل فرما اور فتنہ قبر، عذابِ قبر اور عذابِ جہنم سے محفوظ رکھ۔''

تیسری دُعا:

((أَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ ، فَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ . اَللّٰهُمَّ

[1] صحيح مسلم، كتاب الجنائز ، رقم: ٢٢٣٢، ٢٢٣٤.

اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ .)) [1]

''اے اللہ! یہ فلاں بن فلاں (میت اور اس کے باپ کا نام لیں) تیرے ذمے اور تیری رحمت کے سائے میں ہے، اسے فتنہ قبر، عذابِ قبر اور آگ کے عذاب سے بچا، تو وفا والا اور حق والا ہے، پس اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما، بلاشبہ تو بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔''

بچے کی نمازِ جنازہ میں دُعا:

حسن بصری رحمہ اللہ بچے کی نمازِ جنازہ میں یہ دُعا پڑھتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا ، وَّ فَرَطًا ، وَّ ذُخْرًا وَّ اَجْرًا .)) [2]

''اے اللہ! اس بچے کو ہمارے لیے پیش رو، میر کارواں، ذخیرہ اور باعث اجر بنا۔''

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ ، وَّ آلِهٖ ، وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ



[1] سنن ابو داؤد ، کتاب الجنائز، رقم: ۳۲۰۲ ۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح بخاری ، کتاب الجنائز ، باب قراءة فاتحة الکتاب علی الجنازة معلّقًا.